اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (متفق علیہ)

بلاشبہ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے۔ تم ان میں سے اس کو پڑھو جو آسان ہو۔

قراءاتِ سبعہ کے اصول کی مختصر، جامع اور آسان کتاب

اُصُولُ الْقِرَاءَاتِ

تالیف

مولانا قاری جمشید علی صاحب قاسمی

استاذ تجوید و قراءات دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ رشیدیہ دیوبند یوپی

تفصیلات

نام کتاب : اصول القراءات

تالیف : مولانا قاری جمشید علی صاحب قاسمی

استاذ تجوید وقراءات دارالعلوم دیوبند

اشاعت اول : ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق نومبر ۲۰۱۲ء

صفحات : ۱۱۲

کمپیوٹر کتابت : حسن احمد پالن پوری (فاضل دارالعلوم دیوبند)
09997658227

ناشر : مکتبہ رشیدیہ دیوبند یوپی

ملنے کے پتے

مولانا قاری جمشید علی صاحب قاسمی
استاذ تجوید وقراءات دارالعلوم دیوبند
موبائل نمبر 09997519577

مولانا مفتی محمد اسجد قاسمی
استاذ ادب عربی مظاہر علوم سہارن پور
موبائل نمبر 09457047459

ان کے علاوہ

دیوبند کے ہر بڑے کتب خانہ پر دستیاب ہے

رائے گرامی

حضرت الاستاذ مولانا قاری مقری محمد عبد اللہ سلیم صاحب

سابق شیخ القراء دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا، وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰی خَاتِمِ الأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. أَمَّا بَعْدُ:

قرآنِ حکیم کا مختلف قراءتوں میں ہونا معلوم ومعروف ہے، جس کی بنیاد یہ ہے کہ نزولِ قرآن تو لغتِ قریش پر ہوا، جو مہبطِ وحی حضرت محمد ﷺ کی لغت تھی، مگر چونکہ عرب کے متعدد قبائل ایسے تھے، کہ جو اپنی لغت کے معیاری ہونے کے قریش کی طرح مدعی تھے، اور یہ طبعی بات ہے کہ جو قبیلہ یا خاندان اپنی زبان اور طرزِ تکلم کو اعلیٰ درجہ دیتا ہو اس کی نظر میں دوسروں کی زبان اعلیٰ مرتبہ کی نہیں ہوتی۔ اب اگر تمام قبائل عرب کو لغتِ قریش کا پابند بنا کر قرآنِ پاک پڑھنے کو کہا جاتا، تو یہ بات ان کے دماغوں کو قرآن کے تعلق سے عقیدتمند نہ بناتی۔ بلکہ الجھن کا باعث ہوتی، اس لیے نبی کریم ﷺ کے بار بار درخواست کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت مرحمت فرمادی کہ وہ قبائل اپنے اپنے طرز پر قرآن پاک پڑھیں۔ آگے چل کر یہ اختلاف مختلف قراءتوں (سات اور دس قراءتوں) کی صورت میں مرتب ومدوّن ہوگیا، اور جس طرح فقہی اختلاف ائمۂ فقہ ''ابوحنیفہ، مالک، شافعی، اور بن حنبل'' رحمہم اللہ کے نام سے موسوم ومعروف ہوا حالانکہ اصل شریعت تو حضرت نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے جو قرآن وحدیث کی صورت میں محفوظ ہے۔ اسی طرح اختلافِ قراءت ائمۂ قراءت

”نافع، ابن کثیر، ابوعمرو، ابن عامر، عاصم، حمزہ اور کسائی“ وغیرہ حضرات رحمہم اللہ کی طرف منسوب ہوکر معروف ومشہور ہوگیا۔

اہلِ علم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اختلافِ قراءت کی، تفسیر وتفہیمِ قرآن کے معاملہ میں بڑی اہمیت ہے، تفسیرِ بیضاوی میں اختلافِ قراءت کا بیان اسی وجہ سے موجود ہے۔ اس اہمیت کا تقاضہ تو یہ تھا اور ہے کہ مدارسِ عربیہ میں جو اہمیت تفسیر وحدیث اور فقہ کو حاصل ہے وہی اہمیت علم القراءات کو بھی دی جاتی، مگر افسوس ایسا نہ ہوسکا۔ اب کچھ عرصہ سے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ حالات میں تبدیلی آئی ہے اور کچھ مدارس اس طرف متوجہ ہوئے ہیں، بظاہر اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس فن میں زیادہ کتابیں دستیاب نہیں ہوا کرتی تھیں، اب ایسا نہیں ہے، علم قراءت سے شغف اور دلچسپی رکھنے والے حضرات، ایک طرف مدارس نے ان کو خدمتِ تدریس کا موقعہ دیا اور دوسری طرف ان حضرات نے کتابیں تالیف کرکے شائع کردیں جس سے طلبۂ کرام کو کافی سہولت ہوگئی۔

ان خوش بخت مؤلفین میں محترم ومکرم مولانا حافظ قاری جمشید علی صاحب استاذ ونگراں شعبۂ تجوید وقراءات دارالعلوم دیوبند نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ دورِ طالب علمی سے ان کو اس علم سے شغف رہا ہے، ماشاء اللہ ہزاروں ان کے شاگرد ہوئے ہیں، اور متعدد کتابوں کے مصنف ومؤلف ہیں۔ اسی کی ایک کڑی زیرِ نظر کتاب ”اصولِ قراءات“ بھی ہے، اور نہایت اہم اور مفید کتاب ہے، سہل اور آسان طریقے پر اصول کو جمع کیا ہے تاکہ طلبہ کو ان اصولوں کا سمجھنا اور یاد کرنا آسان ہوجائے۔

مجھ جیسے ناکارہ آدمی کا کام اس وقت یہی ہوسکتا ہے کہ قاری صاحب موصوف کی طولِ عمر، کثرتِ افادہ، اور جزاءِ خیر کی دعا کردوں، سووہ حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے، اِنَّہٗ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ۔

کتبہ، محمد عبداللہ سلیم عفی عنہ

وارد حال دیوبند

۳ر ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۹ر مارچ ۲۰۱۱ء

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ والصَّلَاةُ عَلٰى أَهْلِهَا. اما بعد.

اب سے تقریباً تیس سال پہلے بندہ نے ایک رسالہ ''اصول التجوید'' کے نام سے تالیف کیا تھا، جس میں تجوید کے بعض ضروری مسائل کو حضرۃ الاستاذ مولانا قاری مقری حفظ الرحمٰن صاحبؒ کے جامع اور مختصر الفاظ میں جمع کیا تھا، اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اس رسالہ کو قبولِ عام عطا فرمایا۔

بعض احباب نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر اسی طرح کا ایک رسالہ قراءات میں بھی ہوجائے، جسے بآسانی یاد کیا جاسکے، تو تیسیر وشاطبیہ کا سمجھنا آسان ہوجائے گا اور قراءات کا شوق رکھنے والے اردوداں طلبہ بھی استفادہ کرسکیں گے۔ مگر اپنی نااہلیت کی وجہ سے بندہ اس خواہش کو پورا کرنے میں تامل کرتا رہا۔ حالانکہ بندہ کے دل میں بھی کافی دنوں سے یہ داعیہ پیدا ہورہا تھا کہ تجوید کی طرح قراءات میں بھی حضرت الاستاذؒ سے جو کچھ حاصل کیا ہے، اُسے بھی جمع کردیا جائے تاکہ طلبہ اس سے استفادہ کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اس خدمت کی بھی توفیق مرحمت فرمائی اور اس کی پاک ذات سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے اب اس کی اشاعت کی جارہی ہے۔ اور اس کا نام ''اصولُ القراءات'' تجویز کیا گیا ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے طالبینِ قراءات کے لیے نفع بخش بنائے، اور قرآنِ پاک کی اس خدمت کو قبول فرما کر میرے اور میرے والدین اور اساتذۂ کرام کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

جمشید علی قاسمی

استاذ تجوید وقراءات دارالعلوم دیوبند - ۶/۵/۱۴۲۳ھ، دوشنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۂ علمِ قراءت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ.

قراءت کے معنی: پڑھنا۔

علم قراءت کی تعریف: وہ علم ہے جس سے قرآن پاک کے الفاظ کا اختلاف معلوم ہو۔

علم قراءت کا موضوع: قرآنِ پاک کے کلمات ہیں۔

علم قراءت کی غرض: قرانِ پاک کا تحریف اور تبدیلی سے محفوظ رہنا۔

(۲) ائمہ کی تمام قراءتیں معلوم ہو جانا۔

علم قراءت کا فائدہ: دونوں جہاں میں نیک بختی حاصل کرنا۔

علم قراءت کا مرتبہ: تمام علوم سے افضل۔

علم قراءت کا حکم: اس کا سیکھنا، سکھانا فرض کفایہ ہے۔

علم قراءت کا ماخذ: یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

فائدہ: قراءت کے ارکان تین ہیں یعنی قرآن وہ ہے جس میں تین رکن پائے جائیں۔

(۱) صحیح اور متصل سند سے ثابت ہو۔ اصل رکن یہی ہے۔ باقی دو رکن اس کی تقویت اور تائید کے لیے ہیں۔

(۲) نحوی ترکیبوں میں سے کسی ایک ترکیب کے موافق ہو۔

(۳) تحقیقاً یا تقدیراً عثمانی مصاحف کی رسم کے موافق ہو۔ جیسے ''مٰلِكِ يَوْمِ

الذِیۡنِ" میں الف کے حذف والی قراءت تحقیقاً اور اثبات والی تقدیراً رسم کے موافق ہے۔

قراءِ سبعہ اور رُواۃ کے نام

قراءاتِ سبعہ کے نقل کرنے والے قراء سات ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے

دو دو راوی ہیں:

	قراءِ سبعہ	رُواۃ	کیفیت
(۱)	نافع مدنی	قالون، ورش	یہ دونوں بلاواسطہ راوی ہیں
(۲)	ابن کثیر مکی	بزی، قنبل	یہ دونوں بالواسطہ راوی ہیں
(۳)	ابوعمرو بصری	دوری، سوسی	یہ دونوں بواسطہ یحییٰ یزیدی راوی ہیں
(۴)	ابن عامر شامی	ہشام، ابن ذکوان	یہ دونوں بالواسطہ راوی ہیں
(۵)	عاصم کوفی	شعبہ، حفص	یہ دونوں بلاواسطہ راوی ہیں
(۶)	حمزہ کوفی	خلف، خلاد	یہ دونوں بواسطہ سُلیم راوی ہیں
(۷)	کسائی کوفی	ابوالحارث، دوری علیؒ	یہ دونوں بلاواسطہ راوی ہیں

فائدہ: قراء سبعہ کی یہ ترتیب امام ابن مجاہد کی مقرر کردہ[۱] ہے۔ اور راویوں کی ترتیب علامہ شاطبیؒ[۲] کی ـــــ یہ ترتیب اگرچہ ضروری نہیں ہے۔ مگر تمام اہلِ اداب اسی کی پیروی کرتے ہیں۔

شاطبیہ میں جہاں قراءات بیان کی گئی ہیں وہاں قاریوں کے ناموں کے بجائے اختصار کی بنا پر رموز استعمال کی گئی ہیں۔ اس لیے پہلے رموز کو بیان کیا جاتا ہے، تاکہ

۱۔ ورنہ شیوخ کے لحاظ سے ترتیب اس طرح ہے: ابن عامر شامی، عاصم کوفی، ابن کثیر مکی، نافع مدنی، ابوعمرو بصری، حمزہ کوفی، کسائی کوفی۔

۲۔ ابن مجاہد اور علامہ دانی نے قنبل کو بزی سے پہلے، ابن ذکوان کو ہشام سے، اور دوری علی کو ابوالحارث سے پہلے بیان کیا ہے۔ باقی میں موافق ہیں۔

قراءات کے سمجھنے میں سہولت ہو۔

رموز: رمز کی جمع ہے۔ رمز کے معنی ہیں: اشارہ کرنا۔

اصطلاحی معنی: وہ حروف وکلمات ہیں جن سے قراء کی طرف اشارہ ہوتا ہو۔

رموز کی دو قسمیں ہیں: رموز حرفی ــــ رموز کلمی۔

رموز حرفی: وہ رموز ہیں جن سے ایک یا ایک سے زائد قاریوں کی طرف اشارہ ہوتا ہو۔

پھر رموز حرفی کی دو قسمیں ہیں: رموز حرفی صغریٰ۔ رموز حرفی کبریٰ۔

رموز حرفی صغریٰ: وہ رموز ہیں جن میں سے ایک حرف سے صرف ایک قاری یا راوی کی طرف اشارہ ہوتا ہو۔

ایسی رمزیں اکیس[۲۱] ہیں، جن کے قاریوں اور راویوں کی ترتیب کے اعتبار سے تین تین حرفی سات کلمے ہیں: اَبَجْ، دَهَزْ، حُطِیْ، كَلِمْ، نَصَعْ، فَضَقْ، رَسَتْ۔ ان رموز کو قراء کے نام کا جز بنا کر اس طرح یاد کیا جائے۔

اَبَجْ	اَنافع	بَقالون	جَورش
دَهَزْ	دَبنِ کثیر مکی	هَبزی	زَقنبل
حُطِیْ	حَبُوعمرو بصری	طَدوری	یَسوسی
كَلِمْ	كَبْنِ عامرشامی	لَهشام	مَبْنِ ذکوان
نَصَعْ	نَعاصم	صَشعبه	عَحفص
فَضَقْ	فَحمزه	ضَخلف	قَخلاد
رَسَتْ	رَکسائی	سَبُوالحارث	تَدوری[۱]

[۱] یہ دوری وہی ہیں جو بصری کے بھی راوی ہیں۔ جب صرف دوری بولا جائے گا تو بصری کے راوی مراد ہوں گے، جب یہ کسائی کے راوی ہوں گے تو دوری علی یا دوری کسائی کہا جائے گا۔ اسی طرح حفص دو راویوں کا نام ہے۔ دوری کا۔ اور امام عاصم کے راوی کا۔ جب صرف ←

رموز حرفی کبریٰ: وہ رموز ہیں جن میں سے ایک حرف سے ایک سے زائد قاریوں کی طرف اشارہ ہوتا ہو۔

ایسی رمزیں چھ ہیں —— ثَخَذٌ —— ظَغَشٌ۔ ان کو اشعار سے یاد کیا جائے:

ثائے مُثلَّث تینوں کوفی ❁ خا میں ہیں سب سوائے نافع
ذال میں کوفی ہیں اور شامی ❁ ظا میں کوفی ہیں اور مکی
غین میں کوفی اور ہیں بصری ❁ شین میں حمزہ اور کسائی

یہ کل رمزیں ستائیس ہوگئیں۔ اور اٹھائیسواں "واؤ" ہے جو دو مسئلوں کے درمیان جدائی کے لیے آتا ہے۔ اسے "واوِ فاصل" کہتے ہیں[1] —— یہ رمزیں ہر جگہ کلمہ کے شروع میں آئیں گی۔

رموز کلمی: وہ رموز ہیں جو کلمہ کی شکل میں ہوں، اور ان سے ایک سے زائد قاریوں کی طرف اشارہ ہوتا ہو، ایسی رمزیں آٹھ ہیں: صُحْبَۃ، صِحاب، عَمَّ، سَمَا، حَقٌ، نَفَرٌ، حِرْمی، حِصْن —— ان کو بھی اشعار سے یاد کیا جائے:

صُحْبَۃ میں حمزہ، کسائی، شعبہ ❁ صِحاب میں حمزہ، کسائی، حفص
عَمَّ میں نافع ہیں اور شامی ❁ سَمَا میں مکی، مدنی، بصری
حَقٌ میں مکی اور ہیں بصری ❁ نَفَرٌ میں مکی، بصری، شامی
حِرْمی میں ہیں مکی، مدنی ❁ حِصْن میں کوفی ہیں اور مدنی

فائدہ: جمہور کے قول پر قراءِ سبعہ میں سے ابوعمرو بصری، اور ابن عامر شامی خالص عربی[2] ہیں، باقی سب عجمی ہیں۔

← حفص بولا جائے گا تو اس سے امام عاصم کے راوی مراد ہوں گے۔

[1] اور رہا الف۔ چونکہ وہ ساکن ہوتا ہے، کلمہ کے شروع میں نہیں آسکتا۔ اس لیے اس کو رمز نہیں بنایا۔ [2] بعض کے نزدیک ابن عامر شامی بھی خالص عربی نہیں۔ اور بعض کے نزدیک مکی اور حمزہ بھی خالص عربی ہیں۔ نافع، عاصم، کسائی بالاتفاق عجمی ہیں۔

طُرق کا بیان

طرق: طریق کی جمع ہے۔ طریق کے معنی ہیں: شاگرد۔

اصطلاحی معنی: راوی کے اس شاگرد کو کہتے ہیں جس سے راوی کی روایت کی شہرت ہوئی ہو، وہ شاگرد بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ (ہر شاگرد کو طریق نہیں کہتے)

سات قاریوں کے چودہ راوی ہیں، ہر راوی کے چار طریق ہیں، پس اس طرح کل طرق چھپن ہو جاتے ہیں، مگر تیسیر و شاطبیہ میں جن طرق کے اختلافات بیان کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

راوی	طریق	راوی	طریق
قالون	بطریق ابو نشیط	ورش	بطریق ازرق
بزی	بطریق ابو ربیعه	قنبل	بطریق ابن مجاهد
دوری	بطریق ابو الزعراء	سوسی	بطریق ابن جریر
هشام	بطریق حُلوانی	ابن ذکوان	بطریق اخفش
شعبه	بطریق یحییٰ ابن آدم	حفص	بطریق عبید بن صبّاح
خلف	بطریق ابن عثمان	خلاد	بطریق ابن شاذان
ابو الحارث	بطریق محمد بن یحییٰ	دوری علی	بطریق جعفر بن محمد نصیبینی

قرارت، روایت، طرق

جن قراء سے قراءات ہم تک پہنچی ہیں ـــــ ان کو ''امام'' کہتے ہیں۔

جو مسائل ان کی طرف منسوب ہوں ـــــ وہ ''قراءت'' کہلاتے ہیں۔

جو قراء اُن ائمہ سے روایت کرتے ہیں ـــــ ان کو ''راوی'' کہتے ہیں۔

جو مسائل ان راویوں کی طرف منسوب ہوں ـــــ وہ ''روایت'' کہلاتے ہیں۔

جو قراء ان راویوں سے روایت کرتے ہیں ـــــ ان کو ”طریق“ کہتے ہیں۔
جو مسائل ان طرق کی طرف منسوب ہوں ـــــ وہ ”وجہ“ کہلاتے ہیں۔
جس استاذ سے قراءت حاصل کرے ـــــ اس کو ”شیخ“ کہتے ہیں۔

فائدہ: اگر راویوں کے درمیان اختلاف ہوگا تو راوی کا نام لیا جائے گا، ورنہ امام کا نام لیا جائے گا۔

فائدہ: خُلف یا خلاف: کسی کلمہ میں دو مختلف مُساوی الثبوت وجہوں کا ہونا۔
خلاف کی دو قسمیں ہیں: خلاف واجب ـــــ خلاف جائز۔

خلافِ واجب: وہ خلاف ہے کہ اختلافی وجہوں پر تمام قراء کا اتفاق نہ ہو۔ جیسے مد بدل کی وجوہِ ثلاثہ ـــــ طول ـــــ توسط ـــــ قصر۔

حکم: جمع الجمع میں اس قسم کے تمام اختلافات کا پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی وجہ ادا نہ ہوئی، تو جمع الجمع پورا نہ ہوگا۔

خلافِ جائز: وہ خلاف ہے کہ اختلافی وجہوں پر تمام قراء کا اتفاق ہو۔ جیسے مد عارض کی وجوہ ثلاثہ ـــــ طول ـــــ توسط ـــــ قصر۔

حکم: جمع الجمع میں اس قسم میں سے کسی ایک وجہ کا پڑھ لینا کافی ہے۔ تمام وجہوں کا جمع کرنا ضروری نہیں، بلکہ معیوب ہے۔ اِلّا یہ کہ سمجھنا یا سمجھانا مقصود ہو۔

قیود و اضداد کا بیان

علامہ شاطبیؒ نے اختصار کے پیش نظر اختلاف والی قراءات میں قیود کا استعمال کیا ہے، اس طور پر کہ قراءات کی جو قید ضد والی ہوگی، وہاں صرف اس قید ہی کو بیان کریں گے، اس کی ضد کو بیان نہیں کریں گے۔ اس لیے ان کو یاد کر لینا بھی ضروری ہے۔

قیود: قید کی جمع ہے، قید سے مراد حرکت، سکون، تشدید، مد وغیرہ ہیں۔ ان کو اضداد بھی کہتے ہیں۔

اضداد: ضد کی جمع ہے، کسی شے کی ضد وہ ہوتی ہے جو اس کے ساتھ جمع نہ ہو سکے۔

کل ضدیں اڑتیس ہیں جن کے انیس جوڑے ہیں۔

ان انیس جوڑوں کی دو قسمیں ہیں: مطرد منعکس، مطرد غیر منعکس۔

مُطَّرِدْ مُنْعَکِس: وہ ضدیں ہیں جن میں دونوں طرف سے مقابلہ ہو۔

ایسی ضدیں بتیس ۳۲ ہیں جن کے سولہ ۱۶ جوڑے ہیں۔

مد وقصر، اثبات وحذف، فتح، تقلیل واماله، ادغام واظہار، ہمزہ وترکِ ہمزہ، نقل وعدمِ نقل، اختلاس واتمامِ حرکت، تذکیر وتانیث، غیبت وخطاب، تخفیف وتشدید، جمع وتوحید، تنوین وترکِ تنوین، تحریک واسکان، نون ویا، فتحہ وکسرہ، نصب وجر۔

مطرد غیر منعکس: وہ ضدیں ہیں جن میں ایک طرف سے مقابلہ ہو۔

ایسی ضدیں چھ ہیں، جن کے تین ۳ جوڑے ہیں۔ جزم ورفع ــــ ضمہ وفتحہ ــــ رفع ونصب۔

پس ان میں جزم کی ضد رفع تو ہے، مگر رفع کی ضد جزم نہیں، نصب ہے۔

اسی طرح ضمہ وفتحہ میں ضمہ کی ضد فتحہ تو ہے، مگر فتحہ کی ضد ضمہ نہیں، کسرہ ہے۔

نیز رفع ونصب میں رفع کی ضد نصب تو ہے مگر نصب کی ضد رفع نہیں، جر ہے۔

پس ان تینوں میں مقابلہ ایک طرف سے ہے۔

پھر ان انیس جوڑوں کی دو قسمیں ہیں: عقلی ــــ اصطلاحی۔

عقلی: وہ ہیں جو عقل سے سمجھی جاتی ہیں، ایسی ضدیں چھبیس ہیں، جن کے تیرہ جوڑے ہیں، جو اصطلاحی چھ جوڑوں کے علاوہ ہیں۔

اصطلاحی: وہ ضدیں ہیں جن کو خود ناظم نے مقرر فرمایا ہے۔

ایسی ضدیں بارہ ہیں جن کے چھ جوڑے ہیں۔

جزم ورفع ــ نون ویا ــ فتحہ وکسرہ ــ نصب وجر ــ ضمہ وفتحہ ــ رفع ونصب۔

یہ ضدیں عقل سے نہیں سمجھی جاتیں کیونکہ عقلاً تو یہ بھی جائز ہے کہ مضارع میں

جزم کی ضد نصب ہو، اور نون کی ضد یا کے بجائے تا ہو۔

فائدہ: کلماتِ قرآن میں اختلاف کی دو قسمیں ہیں: اصولی ـــــ فروشی۔

اصولی: وہ اختلافات ہیں جو قرآنِ کریم میں کثرت سے آئیں، اوران کا قواعد کلیہ سے احاطہ ہوسکتا ہو۔

فروشی: وہ اختلافات ہیں جو قرآن کریم میں کم آئیں، اوران کا قواعد کلیہ سے احاطہ نہ ہوسکتا ہو ـــــ اس کتاب میں ''اصولی اختلافات'' کا بیان ہے۔

استعاذہ کا بیان

استعاذہ: قراءۃِ قرآن سے پہلے دعائیہ الفاظ پڑھنا۔

استعاذہ بالاتفاق قرآن پاک کا جز نہیں ہے، البتہ اس کے آداب میں سے ہے، استعاذہ کے بارے میں تین چیزیں جاننا ضروری ہیں۔

(۱) الفاظِ استعاذہ: استعاذہ کے لیے تمام قراء کے نزدیک اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کے الفاظ مختار و معمول بہا[۱] ہیں۔ استعاذہ میں اللہ تعالیٰ کی پاکی

---

[۱] کیوں کہ یہ نصِ قرآنی فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کے موافق ہیں۔ اگرچہ قراءِ سبعہ کے نزدیک تعوذ کے سات طریقے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

نافع مدنی: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

ابن کثیر مکی: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

ابوعمرو بصری: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

ابن عامر شامی: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

عاصم کوفی: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

حمزہ کوفی: اَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

کسائی کوفی: نَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

بیان کرنے کے لیے اُن الفاظ کا اضافہ بھی جائز ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہوں[۱]۔

(۲) محلِ استعاذہ: استعاذہ صرف ابتدائے حقیقی کی صورت میں کرنا چاہئے۔ ابتدائے اصطلاحی، ابتدائے حکمی، ابتدائے تقدیری[۲] استعاذہ کا محل نہیں ہیں۔

(۳) حکم سرو جہر: امام نافع: تمام قرآن میں استعاذہ کو آہستہ پڑھتے تھے۔ اور امام حمزہ کے اس بارے میں تین قول ہیں: (۱) تمام قرآن میں آہستہ (۲) بروایت خلف: سورۂ فاتحہ کے شروع میں بلند آواز سے۔ باقی تمام قرآن میں آہستہ (۳) بروایت خلاد: تمام قرآن میں اختیار ہے۔ آہستہ پڑھو یا بلند آواز سے۔

باقی قراء کے لیے استعاذہ بلند آواز سے کرنا چاہئے، قراءت جہری ہو یا سری۔ یہی قول قوی، مختار اور طرق کے موافق ہے۔

مگر جمہور اہل ادا[۳] کی رائے یہ ہے کہ وہ قراءت کے تابع رہے۔ یعنی اگر قراءت آہستہ ہو، تو "اَعُوْذُ" بھی آہستہ پڑھیں۔ اور اگر قراءت بلند آواز سے ہو، تو یہ بھی بلند آواز سے پڑھی جائے۔ البتہ نماز میں بالاتفاق آہستہ ہی پڑھی جائے گی۔

بسم اللہ کا بیان

بین السورتین: ایک سورت ختم کرکے بلا سانس توڑے دوسری سورت شروع کرنا۔

۱۔ البتہ شیطان کی برائی کے لیے الفاظ کا زیادہ کرنا جائز نہیں مثلاً "اَللَّعِیْنُ، اَلْغَوِیُّ، اَلْمَرْدُوْدُ، اَلْمُرْتَدُ، اَلْخَبِیْثُ وغیرہ۔ ۲۔ ابتدائے حقیقی: قراءت کی ابتداء ــــ ابتدائے اصطلاحی: وقف کے بعد کی ابتداء ــــ ابتدائے حکمی: قرآن پاک ختم کرنے کے بعد دوسرا قرآن شروع کرنا۔ ابتدائے تقدیری: دور کے طریقہ پر کسی سورۃ کا اعادہ یا ایک سورۃ ختم کرکے دوسری سورۃ شروع کرنا۔ ۳۔ اہل ادا: قراءات کو نقل کے ذریعہ پہلے حضرات سے ہم تک پہنچانے والے قراء۔ قراء کے یہاں لفظ "ادا" کا مطلب ہے "قراء کا قراءات کو نقل کے ذریعہ اپنے سے پہلے حضرات سے ہم تک پہنچا دینا۔

بین السورتین کی دو صورتیں ہیں: وصل ـــــ فصل۔
وصل: سورت کے آخر کو شروع سورت سے بغیر "بِسْمِ اللّٰہِ" کے ملا کر پڑھنا۔
فصل: سورت کے آخر کو شروع سورت سے "بِسْمِ اللّٰہِ" کے ساتھ ملا کر پڑھنا۔
بین السورتین میں "سورۂ براءت کے علاوہ" قراء کا اختلاف ہے۔ اور اس میں تین قول ہیں:

(۱) ساڑھے تین قاری (قالون، مکی، عاصم، کسائی) بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ اور ایک طریق سے ورش بھی۔ باقی ساڑھے تین قاری بِسْمِ اللّٰہِ نہیں پڑھتے۔ پھر ان میں سے (۲) ڈھائی قاری "ورش، بصری، شامی" کے لیے سکتہ اور وصل ہے۔ اور علامہ دانی کی رائے پر سکتہ[1] اولیٰ ہے ـــــ پس ورش کے لیے تو تین وجہیں ہوگئیں: سکتہ، وصل، بِسْمِ اللّٰہِ اور بصری و شامی کے لیے دو، سکتہ اور وصل ـــــ (۳) حمزہ کے لیے صرف وصل۔

تنبیہ: بعض شیوخ چار سورتوں (مدثر و قیامہ، انفطار و تطفیف، فجر و بلد اور عصر و ھمزہ) کے درمیان سکتہ کرنے والوں (ورش، بصری، شامی) کے لیے "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھتے تھے اور وصل کرنے والوں (ورش، بصری، شامی، حمزہ) کے لیے "سکتہ" کرتے تھے۔

اس فرق کے بارے میں ان قراء سے تو کوئی عبارت منقول نہیں ہے۔ ان شیوخ نے یہ فرق اپنے رائے سے پسند کیا ہے[2]۔ لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ ان چار سورتوں اور دوسری سورتوں کے درمیان فرق نہ کیا جائے تا کہ سب سورتوں کا حکم برابر رہے[3]۔

---

۱ یہاں سکتہ سے سکتہ طویلہ مراد ہے۔ ۲ وہ فرماتے ہیں کہ "الْمَغْفِرَةِ اور جَنَّتِیْ" کے بعد لَا کا آنا۔ اور لِلّٰہِ و بِالصَّبْرِ کے بعد وَیْلٌ کا آنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔
۳ وہ فرماتے ہیں کہ جو معنوی بے رونقی ان میں معلوم ہوتی ہے وہ تو الرَّجِیْمِ کے بعد بھی ہوگی۔ نیز قرآن پاک میں اور بھی بہت سے ایسے موقعے ہیں۔ وہاں کیا کیا جائے گا، مثلاً الْقَیُّوْمُ لَا، (بقرہ) الْعَظِیْمُ لَا، (بقرہ) الْمُحْسِنِیْنَ وَیْلٌ (مرسلت) وغیرہ۔

سورۃ الفاتحہ

مٰلِكِ ①: عاصم کسائی: بالالف۔ باقی قراء: بلاالف۔

الصِّرَاطَ، صِرَاطَ: قنبل: ہر جگہ سین۔ خلف: صاد کا زا کے ساتھ اشمام۔

خلاد: فاتحہ کے پہلے "الصِّرَاطَ" میں اشمام۔ باقی سب جگہ صاد خالص۔ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ خلاد کے لیے فاتحہ کے پہلے الصِّرَاطَ میں اشمام وصاد خالص دونوں پڑھیں، باقی سب جگہ صاد خالص ـــــ باقی ساڑھے چار کے لیے ہر جگہ خالص صاد ہے۔

"عَلَيْهِمْ، اِلَيْهِمْ، لَدَيْهِمْ": تینوں لفظوں کی "ھا" کو حمزہ وقف اور وصل دونوں حالتوں میں ضمہ پڑھتے ہیں۔

میمِ جمع کا بیان

میم جمع: وہ میم ہے جو ہائے ضمیر اور کاف وتائے خطاب کے بعد جمع مذکر کے لیے لائی جائے۔ جیسے: ھُمْ، کُمْ، تُمْ۔

صلہ: وہ حرف مدہ ہے جو میم کے ضمہ کو ظاہر کرنے کے لیے وصلاً لایا جائے۔ جیسے: ھُمْ، کُمْ، تُمْ۔ میم جمع کی اصل حرکت ضمہ ہے۔ اسی لیے اس کا صلہ "واؤ" کے ساتھ ہوتا ہے۔ "یا" کے ساتھ نہیں ہوتا۔

میم جمع کی دو صورتیں ہیں: میم جمع کے بعد متحرک حرف ہوگا، یا ساکن۔

اگر میم جمع کے بعد والا حرف متحرک ہے، جیسے: ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ (بقرہ) تو اس میں تین قراءتیں ہیں:

قالون: صلہ وسکون دونوں، مگر سکون مقدم ہے ـــــ مکی: صرف صلہ۔

ورش: میم جمع کے بعد اگر ہمزہ قطعی ہو، تو صلہ کرتے ہیں، جیسے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ

باقی قراء: میم جمع کو ساکن پڑھتے ہیں۔

تنبیہ: صلہ: صرف وصل میں ہوتا ہے، وقف میں نہیں۔ وقف میں میم جمع تمام قراء کے نزدیک ساکن رہتا ہے۔ اس میں روم واشمام بھی جائز نہیں۔

اور اگر میم جمع کے بعد والا حرف ساکن ہو، جیسے: أَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ، مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ (ہر سہ آل عمران) تو بالاتفاق ''میم'' میں صلہ نہیں ہوگا۔

قاعدہ: اگر ''ھُمْ'' کے بعد ساکن یا تشدید والا حرف ہو۔ اور ''ھا'' سے پہلے کسرہ متصل یا یائے ساکنہ ہو۔ جیسے: بِهِمُ الْأَسْبَابُ (بقرہ) عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ (بقرہ) تو اس صورت میں وصلاً تین قراءتیں ہیں:

(۱) بصری: ''ھا اور میم'' دونوں کا کسرہ۔ یعنی بِهِمِ الْأَسْبَابُ، عَلَيْهِمِ الذِّلَّةُ۔

(۲) حمزہ، کسائی: ''ھا اور میم'' دونوں کا ضمہ جیسے بِهُمُ الْأَسْبَابُ، عَلَيْهُمُ الذِّلَّةُ۔

(۳) باقین: ''ھا'' کا کسرہ، میم کا ضمہ۔ جیسے: بِهِمُ الْأَسْبَابُ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ۔

لیکن اگر میم جمع پر وقف کر دیا جائے، تو پھر تمام قراء کے لیے ھا کا کسرہ اور میم کا سکون ہے، البتہ ''عَلَيْهِمْ، إِلَيْهِمْ، لَدَيْهِمْ'' میں حمزہ کے لیے ہر حال میں ''ھا'' کا ضمہ ہی ہے۔

ادغام کا بیان

ادغام کے معنی: ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا۔

ادغام کی تعریف: پہلے حرف کو دوسرے حرف میں اس کا مثل بنا کر داخل کرنا۔

پہلے حرف کو مدغم، اور دوسرے حرف کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔

ادغام کی دو قسمیں ہیں: صغیر ـــــ کبیر۔

ادغام صغیر: وہ ادغام ہے جس میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہو۔ پہلے کا دوسرے میں ادغام کرنا، جیسے: إِذْ ذَّهَبَ (انبیاء)

ادغام کبیر: وہ ادغام ہے جس میں دونوں حرف متحرک ہوں۔ پہلے کو ساکن کر کے

دوسرے میں ادغام کرنا، جیسے: الرَّحِيْمُ مَّلِكِ۔

کبیر: اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں عمل زیادہ کرنا پڑتا ہے، پہلے حرف کو ساکن کرنا۔ پھر ادغام کرنا۔ صغیر میں عمل کم ہوتا ہے یعنی صرف ادغام کرنا پڑتا ہے۔

(۲) کبیر: قرآن میں زیادہ ہے، اور صغیر: کم۔

ادغام کے اسباب: ادغام کے تین سبب ہیں: مثلین[۱]، متجانسین[۲] یا متقاربین[۳] ہونا۔

ادغام کے شرائط: ادغام کی تین شرطیں ہیں:

(۱) دونوں حرف خط میں ملے ہوئے ہوں، تلفظ میں ملیں یا نہ ملیں —— پس اِنَّهٗ هُوَ میں ادغام ہوگا، کیونکہ دونوں "ھا" خط میں مل گئیں —— اور اَنَا نَذِيْرٌ میں ادغام نہیں ہوگا، کیونکہ دونوں نون اگرچہ تلفظ میں مل گئے مگر خط میں نہیں ملے۔

(۲) جب ادغام ایک کلمہ میں ہو، تو مدغم فیہ کم از کم دو حرفی ہو —— پس خَلَقَكُمْ میں ادغام ہوگا کیونکہ "کُمْ" مدغم فیہ دو حرفی ہے، اور خَلَقَكَ میں ادغام نہیں ہوگا کیونکہ مدغم فیہ ایک حرفی ہے، ك (۳) روایت سے ثابت ہونا۔

ادغام کا فائدہ: تخفیف ہے یعنی لفظ کو ہلکا اور آسان بنانا، تا کہ ادائیگی میں آسانی ہو، کیونکہ ادغام میں دو حرفوں کو ادا کرنے کے لیے زبان کو ایک ہی بار حرکت ہوتی ہے۔

ادغامِ کبیر کا بیان

یہ ادغام بطریق تیسیر وشاطبیہ صرف سوسی کے لیے ہے۔ دوری کے لیے فقط اظہار ہے۔

ادغام کبیر کی تین قسمیں ہیں: مثلین —— متجانسین —— متقاربین۔

ادغام مثلین: وہ ادغام ہے جس میں دو حرف مثلین متحرک جمع ہوں، پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرنا، جیسے: جَعَلَ لَّكُمُ۔

ادغام مثلین کی دو قسمیں ہیں: فی کلمۃٍ —— فی کلمتین۔

ادغام مثلین فی کلمۃ: صرف دو کلموں میں ہوتا ہے، مَنَاسِکَکُمْ اور مَا سَلَکَکُمْ[1] میں۔

ادغام مثلین فی کلمتین: اگر مثلین دو کلموں میں ہوں تو ہر جگہ ادغام ہوتا ہے۔ مدغم کا ماقبل متحرک ہو یا ساکن۔ جیسے: یَعْلَمْ مَّا ، فِیْهِ هُدًی۔

ادغام مثلین فی کلمتین صرف سترہ حرفوں میں ہوتا ہے۔ جن کا مجموعہ "بت، ثخ، رس، عغ، فق، کلمن، وهی" ہے۔ جیسے: لَذَهَبَ بِّسَمْعِهِمْ (بقرہ) الشَّوْکَةِ تَّکُوْنُ (انفال) فَلَمَّآ اَفَاقَ قَّالَ (اعراف)

موانع: ادغام مثلین فی کلمتین کے موانع کی دو قسمیں ہیں: متفق علیہ، مختلف فیہ۔

متفق علیہ موانع پانچ ہیں، جن کی پھر دو قسمیں ہیں: کلی —— جزئی۔

ادغام کے موانع کلی چار ہیں:

(۱) پہلا حرف متکلم کی "تا" ہو۔ جیسے: کُنْتُ تُرٰبًا۔

(۲) پہلا حرف مخاطب کی "تا" ہو، جیسے: اَفَاَنْتَ تُکْرِهُ[2]۔

---

[1] مَنَاسِکَکُمْ (بقرہ) اور مَا سَلَکَکُمْ (مدثر) قراء کے نزدیک ایک کلمہ ہیں، کیونکہ کلمہ: قراء کے نزدیک وہ ہے جو رسم میں دوسرے سے الگ ہو۔ اس اعتبار سے یہ دونوں ایک ایک ہی کلمے ہیں۔ اور نحویوں کے نزدیک: دو کلمے ہیں۔ ان کے نزدیک کلمہ: وہ ہے جو الگ معنیٰ کو ظاہر کرے، پس "مَنَاسِكَ" اور "سَلَكَ" اور "کُمْ" کے معنیٰ الگ الگ ہیں —— ان دو کلموں کے علاوہ مثلین میں اور کسی جگہ ادغام نہیں، جیسے: بِاَعْیُنِنَا (قمر) جِبَاهُهُمْ (توبہ) بِشِرْکِکُمْ (فاطر)

[2] ان دونوں صورتوں میں ادغام اس لیے نہیں ہوتا کہ یہ دونوں تا بمنزلہ فاعل کے ہیں، اگر ادغام کریں گے تو فاعل تقریباً حذف ہو جائے گا۔ اور فاعل کا حذف کرنا جائز نہیں۔

تنبیہ: اَنْتَ میں فقط تا کو ضمیر کہنا مجازاً ہے، کیونکہ حقیقۃً تو پورا کلمہ ضمیر ہے۔

(۳) پہلے حرف پر تنوین ہو، جیسے: وَاسِعٌ عَلِيمٌ[1]۔

(۴) پہلے حرف پر تشدید ہو، جیسے: فَتَمَّ مِيقَاتُ[2]۔

متفق علیہ مانع جزئی: ایک ہے۔ مدغم سے پہلے اخفاء کا پایا جانا۔

اس کی صرف ایک مثال ہے، فَلَا يَحْزُنكَ كُفْرُهُ۔ اس میں ادغام کا قاعدہ بھی پایا جا رہا ہے۔ ادغام کا کوئی مانع بھی نہیں، مگر پھر بھی اہلِ ادا نے اس میں ادغام نہیں کیا۔ کیونکہ ادغام: تخفیف کے لیے کیا جاتا ہے اور اس میں اخفاء کی وجہ سے تخفیف حاصل ہے —— پس اخفاء ''مانع جزئی'' ہے۔

مختلف فیہ مانع: ایک ہے —— مدغم کا مجزوم ہونا۔

اگر مثلین میں سے پہلا حرف مُعَلَّل ہو یعنی پہلے کلمہ کے آخر سے حرف علت حذف ہو گیا، جس کی وجہ سے مثلین جمع ہو گئے، تو اس میں ادغام و اظہار دونوں وجہیں ہیں۔ اور دونوں صحیح ہیں۔ جیسے: يَبْتَغِ غَيْرَ، يَخْلُ لَكُمْ، وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا کہ یہ اصل میں يَبْتَغِي غَيْرَ، يَخْلُو لَكُمْ، يَكُونُ كَاذِبًا تھے۔ حرف علت ''یا، واو'' حذف ہو کر مثلین جمع ہو گئے۔ پس اصل کا اعتبار کرتے ہوئے ''اظہار'' ہے اور موجودہ صورت کو دیکھتے ہوئے ''ادغام''۔

تنبیہ (۱): يَقَوْمِ مَنْ يَنصُرُنِي، اور يَقَوْمِ مَالِيَ، میں صرف ادغام ہوگا، کیونکہ يَقَوْمِ مُعَلَّل[3] نہیں ہے۔

---

[1] کیونکہ تنوین اہل ادا کے نزدیک حرف صحیح اور ایک مستقل حرف ہے، اس لیے اس کی موجودگی میں خطی اتصال کے باوجود اجتماع مثلین نہیں ہوتا۔ برخلاف صلہ کی واو اور یا کے مِنْ فَضْلِهِ هُوَ اور إِنَّهُ هُوَ جیسی مثالوں میں، کہ وہ حرکت کے دراز کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ کوئی مستقل حرف نہیں ہے۔ اس لیے وہاں هَا کا ھا میں ادغام کر دیتے ہیں۔ [2] کیونکہ ادغام کرنے کے لیے اس کو مخفف کرنا پڑے گا۔ اور مخفف کرنے سے ایک حرف کم ہو جائے گا۔

[3] مُعَلَّل: اس کو کہتے ہیں جس کے اصلی حرفوں سے حرف علت حذف ہوا ہو۔ ''يَقَوْمِ'' کے آخر سے جو ''یا'' حذف ہوئی ہے، وہ کلمہ سے زائد ہے۔

(۲) ادغام مثلین فی کلمتین کے قاعدے کے موافق ''الَ لُوْطٍ ''میں بھی صرف ادغام ہوگا۔ اگرچہ ابن مجاہد نے اظہار کیا ہے۔

(۳) ادغام مثلین فی کلمتین کے قاعدہ کے موافق ''هُوَ'' مضموم الہاء[۱] کی واو کا، واو میں صرف ادغام ہوگا جیسے: هُوْ وَّمَنْ۔ کیونکہ اس میں حرف مدہ عارضی ہے اور اصلی حرفِ مدہ کا ادغام منع ہے، عارضی کا نہیں ـــــ اگرچہ ابن مجاہد نے اظہار کیا ہے۔

(۴) وَالّٰٓیِٔ یَئِسْنَ (طلاق) یہ لفظ بصری کے لیے ''الّٰٓءِ'' ہے یاء کے حذف سے۔ اس میں بصری کے لیے دو وجہیں ہیں: (۱) تسہیل مع المد والقصر (۲) ہمزہ کا یاءِ ساکنہ سے ابدال مع مد لازم یعنی وَ الّٰٓیْ ـــــ پہلی صورت میں تو ادغام کا قاعدہ ہی نہیں پایا جاتا، کیونکہ مثلین ہی جمع نہیں ہوئے۔ البتہ دوسری صورت میں ادغام کا قاعدہ پایا جاتا ہے۔ لیکن بطریق تیسیر وشاطبیہ صرف اظہار ہوگا۔ کیونکہ یاء کا سکون عارضی ہے، کیونکہ ہمزہ متحرکہ سے بدلی ہوئی ہے۔ یا خود یَاء ہی عارضی ہے کیونکہ وہ اصل میں ہمزہ تھی۔ اور ادغام میں عوارض کا اعتبار نہیں[۲] ہوتا۔

فائدہ: بعض اہل ادا کی رائے پر قاعدہ کے موافق ادغام بھی صحیح ہے اور نشر کی تحقیق پر دونوں وجہیں صحیح ہیں اور دونوں پر عمل ہے۔

تنبیہ: اس کلمہ کا تعلق ادغام کبیر سے نہیں ہے بلکہ ادغام صغیر سے ہے کیونکہ پہلی یَاء ساکن ہے، اس کو اس مناسبت سے علامہ دانی وشاطبی نے یہاں بیان فرمایا ہے

۱۔ هُوَ مضموم الہاء: اس وقت ہوتی ہے جب کہ ''هُوَ'' سے پہلے واو، فا، لام نہ ہو۔ کیونکہ اگر ''هُوَ'' سے پہلے واو، فا، لام ہو، تو بصری اس ھَا کو ساکن پڑھتے ہیں۔ ایسی صورت میں بلاخلاف ادغام ہے۔ جیسے: وَهُوَ وَلِيُّهُمْ (انعام) فَهُوَ وَلِيُّهُمُ (نحل) وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ (شوری) قرآنِ پاک میں ایسی تین ہی مثالیں ہیں۔

۲۔ دوسرے یہ کہ کلمہ میں دو تعلیلیں پہلے ہو چکی ہیں۔ پہلے یَاء کو تخفیفاً حذف کیا گیا۔ اَلّٰٓءِ ہوگیا۔ پھر بوجہ ثقل ہمزہ کو یائے ساکنہ سے بدلا گیا اَلّٰٓیْ ہوگیا۔ اب ادغام سے تیسری تعلیل نہیں کر سکتے۔

کہ اس میں جو یاء ہے وہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے۔ اور اس پر حرکت تھی۔

ادغامِ متجانسین و متقاربین کا بیان

ادغام متجانسین: وہ ادغام ہے جس میں دو حرف متحرک ہم مخرج جمع ہوں پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرنا، جیسے: الْمَسٰجِدُ تِّلْكَ (بقرہ)

ادغام متقاربین: وہ ادغام ہے جس میں دو حرف قریب المخرج جمع ہوں۔ پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرنا۔ جیسے: خَلَقكُّمْ ۔

ادغام متقاربین کی بھی دو قسمیں ہیں: فی کلمۃٍ ـــــ فی کلمتین۔

اغام متقاربین فی کلمۃٍ: صرف قاف کا کاف میں ہوتا ہے دو شرطوں کے ساتھ:

(۱) قاف کا ما قبل متحرک ہو (۲) کاف کے بعد میم جمع ہو۔ جیسے: خَلَقكُّمْ ، يَرْزُقكُّمْ پس مِيْثَاقَكُمْ (بقرہ) اور خَلَقَكَ میں ادغام نہیں ہوگا۔ کیونکہ پہلی مثال میں قاف کا ما قبل متحرک نہیں ہے۔ اور دوسری مثال میں کاف کے بعد میم جمع نہیں ہے۔

مگر اِنْ طَلَّقَكُنَّ (تحریم) میں دوسری شرط نہ ہوتے ہوئے (اظہار کے ساتھ) ادغام بھی جائز ہے، بلکہ ادغام ہی بہتر ہے، کیونکہ میم جمع میں تو صرف ایک ثقل ہے۔ ثقلِ جمع یعنی جمع کے لیے ہونا ـــــ اور "کُنَّ" میں دو ثقل ہیں۔ ثقلِ جمع اور نونِ تانیث متحرک و مشدد[۱]۔ پس یہ ادغام کے زیادہ لائق ہے۔

ادغامِ متقاربین فی کلمتین

جب دو حرف قریب المخرج دو کلموں میں ہوں، تو صرف سولہ حرفوں کا ادغام کرتے ہیں، جن کا مجموعہ "سَنَشُدُّ حُجَّتَكَ بَذْلَ رِضٍ قُثَمْ" ہے۔

---

[۱] کیونکہ حرکت سکون سے اور مشدد مخفف سے زیادہ ثقیل ہے، جب کہ میم جمع ساکن غیر مشدد ہوتا ہے۔ ۱۲

موانع: ادغام متقاربین کے موانع چار ہیں:

(۱) پہلا حرف مخاطب کی تا ہو، جیسے: کُنْتَ ثَاوِیًا (۲) پہلا حرف منون ہو، جیسے: نَذِیْرٌ لَّکُمْ (۳) پہلا حرف مشدد ہو، جیسے: اَشَدَّ ذِکْرًا (بقرہ) (۴) پہلا حرف مجزوم ہو، جیسے: وَلَمْ یُؤْتَ سَعَۃً (بقرہ)

فائدہ: تاءِ متکلم قرآن پاک میں قریب المخرج حرف سے پہلے نہیں آئی۔ اس لیے یہاں وہ موانع میں سے نہیں ہے۔

سولہ حرفوں کے مدغم فیہ کی تفصیل بترتیب حروف تہجی:

(۱) با کا ادغام: میم میں صرف "یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ" میں ہر جگہ۔[1]

(۲) تا کا ادغام: "ثج، ذ، ز، س، شص، ضطظ" کے دس حرفوں میں جیسے: بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ۔ مگر چھ کلمات "وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ثُمَّ، حُمِّلُوا التَّوْرٰىۃَ ثُمَّ، وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ، فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی، لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا اور "وَلْتَاْتِ طَآئِفَۃٌ" میں ادغام بالخلف ہے۔

(۳) ثا کا ادغام: تذ سشض کے پانچ حرفوں میں۔ تفصیل یہ ہے:

تا میں دو جگہ حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ، اَلْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ —— ذال میں ایک جگہ۔ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ —— سین میں چار جگہ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ، حَیْثُ سَکَنْتُمْ، اَلْحَدِیْثِ سَنَسْتَدْرِجُھُمْ، اَلْاَجْدَاثِ سِرَاعًا —— شین میں پانچ جگہ، حَیْثُ شِئْتُمْ (دو جگہ بقرہ، دو جگہ اعراف) ثَلٰثِ شُعَبٍ —— ضاد میں ایک جگہ حَدِیْثُ ضَیْفِ۔

(۴) جیم کا ادغام: تا و شین میں صرف ذِی الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ اور اَخْرَجَ شَطْئَہٗ میں۔

---

[1] مگر بقرہ ع ۴۰ میں بصری با کو ساکن پڑھتے ہیں۔ اس لیے وہ ادغام صغیر کے قبیل سے ہے ۱۲

(۵) حا کا ادغام: عین میں صرف فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ میں۔

(۶) دال کا ادغام: تث، جذزَ، سش، صضظ کے دس حرفوں میں۔

مگر تا کے علاوہ باقی نو حرفوں میں اس شرط کے ساتھ ادغام ہوتا ہے کہ دال مفتوح ماقبل ساکن نہ ہو، جیسے: عَدَدَ سِنِيْنَ (مؤمنون) نَفْقِدُ صُوَاعَ (یوسف) الْمَسٰجِدُ تِّلْكَ (بقرہ) مِّنْۢ بَعْدِ ذّٰلِكَ (بقرہ) يُرِيْدُ ظُلْمًا (آل عمران) ـــــ اور تا میں ادغام بوجہ تجانس بغیر کسی شرط کے ہوتا ہے۔ چنانچہ کَادَ تَّزِيْغُ[۱] اور بَعْدَ تَّوْكِيْدِهَا میں دال مفتوح ماقبل ساکن ہونے کے باوجود ادغام ہوگا، بَعْدَ ذٰلِكَ اور بَعْدَ ثُبُوْتِهَا جیسی مثالوں میں نہیں۔

(۷) ذال کا ادغام: سین اور صاد میں تین جگہ۔ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ، وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ (ہردو کہف) اور مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً (جن)

(۸) را کا ادغام: صرف لام میں ہوگا اس شرط کے ساتھ کہ را مفتوح ماقبل ساکن نہ ہو۔ جیسے: يَغْفِرُ لِّمَنْ، سَخَّرَ لَّكُمْ اگر را مفتوح ماقبل ساکن ہوگا تو ادغام نہیں[۲] ہوگا جیسے: وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا، الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ (حج)۔

(۹) سین کا ادغام: زا میں ہوگا ایک جگہ بلا خلاف۔ وَإِذَا النُّفُوْسُ زُّوِّجَتْ اور شین میں ہوگا ایک جگہ بالخلف وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَّيْبًا دونوں وجہیں صحیح ہیں مگر ادغام اولیٰ[۳] ہے۔

(۱۰) شین کا ادغام: سین میں صرف ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا میں ہوگا۔

۱۔ يَزِيْغُ: اس لفظ کو حفص اور حمزہ کے علاوہ باقی قراء تا سے پڑھتے ہیں۔

۲۔ کیونکہ ادغام کا مقصد تخفیف ہے، اور یہاں فتحہ کے اخف الحرکات ہونے کی وجہ سے تخفیف حاصل ہے۔

۳۔ کیونکہ اس میں سین مضموم ہے جو ثقل کا باعث ہے۔ وَلٰكِنَّ النَّاسَ شَيْئًا میں ادغام نہ ہوگا کیونکہ مدغم مفتوح ہونے کی وجہ سے خفیف ہے۔

(۱۱) ضاد کا ادغام: شین میں صرف لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ میں ہوگا۔

(۱۲) قاف کا ادغام: صرف کاف میں ہوگا، بشرطیکہ قاف کا ماقبل متحرک ہو جیسے:
خَلَقَ كُلَّ (نور) يُنْفِقُ كَيْفَ (مائدہ)

(۱۳) کاف کا ادغام: صرف قاف میں ہوگا، بشرطیکہ کاف کا ماقبل متحرک ہو جیسے:
لَكَ قُصُوْرًا (فرقان) ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ (توبہ)

(۱۴) لام کا ادغام: صرف رَا میں ہوگا، بشرطیکہ لام کا ماقبل متحرک ہو، جیسے:
جَعَلَ رَّبُّكِ ـــــ مگر قَالَ کے لام کا باوجود ماقبل ساکن ہونے کے ادغام ہوتا ہے، کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ سے۔ جیسے: قَالَ رَّبِّ (انبیاء) قَالَ رَّجُلٌ (مؤمن)

(۱۵) نون کا ادغام: رَا، لام میں ہوگا بشرطیکہ نون کا ماقبل متحرک ہو، جیسے: اِذْ تَاَذَّنَ رَّبُّكَ (اعراف) اَذِنَ لَّكُمْ (یونس) ـــــ مگر نَحْنُ کے نون کا لام میں ماقبل ساکن ہونے کے باوجود ادغام ہوتا ہے، جیسے: نَحْنُ لَّهٗ، نَحْنُ لَّكَ۔

(۱۶) میم کا ادغام: (اخفاء) بَا میں ہوتا ہے بشرطیکہ میم کا ماقبل متحرک ہو۔ جیسے:
اٰدَمَ بِالْحَقِّ (مائدہ) اگر میم کا ماقبل ساکن ہوگا تو ادغام نہیں ہوگا۔ جیسے: اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ (بقرہ) اَلْيَوْمَ بِجَالُوْتَ (بقرہ)

قاعدہ: جس طرح وقف میں روم واشمام جائز ہیں، اسی طرح حرفِ مدغم میں بھی روم واشمام جائز ہیں۔ جیسے: سَيُغْفَرُ لَّنَا (اعراف) مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ (مائدہ) کیونکہ مدغم کا سکون وقفی سکون کے مشابہ ہے۔ پس وقف کے احکام اس میں بھی جاری ہوں گے۔

مگر چار صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ ان میں روم واشمام نہیں ہوگا، صرف ادغام ہوگا۔

(۱) بَا کے بعد بَا ہو۔ جیسے: نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا (یوسف)

(۲) بَا کے بعد میم ہو۔ جیسے: يُعَذِّبُ مَّنْ يَّشَآءُ (بقرہ)

(۳) میم کے بعد میم ہو۔ جیسے: يَعْلَمُ مَّا (بقرہ)

(۴) میم کے بعد بَا ہو۔ جیسے: اَعۡلَمُ[1] بِمَا۔

لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ ان صورتوں میں صرف اشمام ناجائز ہے۔ اور روم میں چونکہ ادغام ہی نہیں ہوتا اس لیے وہ ناجائز نہیں۔

قاعدہ: اگر حرف مدغم سے پہلے حرف مدہ یا حرف لین ہو، تو وقف کی طرح اس میں بھی طول، توسط، قصر تینوں وجہیں ہوں گی، جیسے: الرَّحِيمُ مَّلِكِ حَيْثُ شِّئْتُمَا (بقرہ)

قاعدہ: اگر مدغم سے پہلے حرف صحیح ساکن ہو، جیسے: خُذِ الۡعَفۡوَ وَأۡمُرۡ (اعراف) تو علامہ شاطبی وغیرہ اکثر متاخرین کے نزدیک اختلاس[2] ہوگا، ادغام نہیں، کیونکہ ادغام سے اجتماعِ ساکنین علی غیر حدہٖ[3] لازم آتا ہے جو جائز نہیں۔۔۔۔۔ متقدمین کے نزدیک ادغام ہوگا، کیونکہ ادغام دشوار تو ہے مگر ناجائز نہیں، نقلاً ثابت[4] ہے۔ دونوں مذہب صحیح ہیں، اور دونوں پر عمل ہے (نشر)

فائدہ: ادغام کبیر میں ہمیشہ ادغام تام ہوتا ہے۔ اور ادغام صغیر میں ادغام تام و ناقص دونوں جائز ہیں۔

---

[1] کیونکہ ان کے ادغام میں ضم شفتین کامل ہوتا ہے، اور روم و اشمام چاہتے ہیں ضم شفتین ناقص کو۔ ایک ہی وقت میں دونوں کیسے ادا ہو سکتے ہیں ۱۲

[2] اختلاس: حرکت کا دو تہائی حصہ ادا کرنا۔ یہ روم کی ضد ہے، روم: حرکت کا تہائی حصہ ادا کرنا۔ اختلاس وصل میں ہوتا ہے اور روم وقف میں۔

[3] اجتماعِ ساکنین علی غیر حدہٖ کی ایک صورت یہ ہے کہ دو ساکن ایک کلمہ میں ہوں اور پہلا ساکن حرف صحیح ہو (حرف مدہ اور لین نہ ہو) یہ صرف وقف میں جائز ہے۔ خُذِ الۡعَفۡوَ وَأۡمُرۡ میں دو ساکن "فا" اور اس کے بعد والا "واؤ" ہیں۔

[4] اور وقف کی طرح ادغام میں بھی اجتماعِ ساکنین علی غیر حدہٖ جائز ہے، کیونکہ وقف اور ادغام دونوں سہولت کے لیے کیے جاتے ہیں، پس جب دونوں کی غرض ایک ہے تو دونوں کا حکم بھی ایک ہی ہونا چاہیے۔

ادغامِ صغیر کا بیان

ادغام صغیر کی دو قسمیں ہیں: واجب ـــــ جائز۔

ادغام صغیر واجب متفق علیہ ہے، اور تجوید سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ادغام صغیر جائز مختلف فیہ ـــــ فن قراءت میں اسی سے بحث ہوتی ہے۔

ادغامِ صغیر جائز مختلف فیہ

ذالِ اِذْ، دالِ قَدْ، تاء تانیث ساکنہ، لامِ ھَلْ و بَلْ کا ادغام۔

فائدہ: قالون، مکی، عاصم نے تو ان کا کہیں ادغام نہیں کیا۔ باقی ساڑھے چار حضرات میں سے بعض چند جگہ، اور بعض اکثر جگہ ادغام کرتے ہیں۔ تفصیل اس طرح ہے۔

ذالِ اِذْ: اِذْ کی ذال کا چھ حرفوں میں ادغام و اظہار میں اختلاف ہے۔ جن کا مجموعہ "تجِد زَسَصَ" ہے چنانچہ۔

نافع، مکی، عاصم: ـــــ چھیوں حرفوں میں اظہار۔

خلاد، کسائی: صرف جیم میں اظہار، باقی پانچ حرفوں میں ادغام۔

ابن ذکوان: صرف دال میں ادغام، باقی پانچ حرفوں میں اظہار۔

خلف: تا، دال میں ادغام۔ باقی چار حرفوں میں اظہار۔

باقین (بصری، ہشام) چھیوں حرفوں میں ادغام[1]۔

دالِ قَدْ: ـقَدْ کی دال کا آٹھ حرفوں میں ادغام و اظہار میں اختلاف ہے جن کا مجموعہ "جَذْ زَسَصَ، شَضَظْ" ہے۔

قالون، مکی، عاصم: آٹھوں حرفوں میں اظہار۔

---

[1] جیسے: اِذْ تَّبَرَّاَ (بقرہ) اِذْ جَّعَلَ (فتحنا) اِذْ دَّخَلُوْا (حجر) اِذْ زَّیَّنَ (انفال) اِذْ سَّمِعْتُمُوْہُ (نور) وَاِذْ صَّرَفْنَا (احقاف)

ورش: صرف ض، ظ میں ادغام۔ باقی چھ حرفوں میں اظہار۔

ابن ذکوان: چار حرفوں (جسْ شَصَ) میں بلا خلاف اظہار۔ اور باقی چار حرفوں (ذزْ، ضَظ) میں بلا خلاف ادغام۔ البتہ ''زا'' میں صرف ایک جگہ وَلَقَدْ زَيَّنَّا (ملک) میں خلف ہے۔

باقین: (بصری، ہشام، حمزہ، کسائی) آٹھوں حرفوں میں[1] ادغام۔ البتہ ظا میں صرف ایک جگہ لَقَدْ ظَلَمَكَ (ص) میں ہشام کا اظہار ہے۔

تاء تانیث: سے مراد وہ تاء ہے جو ساکن ہو اور فعل کے آخر میں ہو۔

تاءِ تانیث کا چھ حرفوں میں ادغام و اظہار میں اختلاف ہے۔ جن کا مجموعہ ''ثجزْ سَصَظْ'' ہے۔

قالون، مکی، عاصم: چھیوں حرفوں میں اظہار۔

ورش: ظا میں ادغام، باقی پانچ حرفوں میں اظہار۔

شامی: تَظَصَ (ت، ظ، ص) میں ادغام۔ مگر صرف ایک جگہ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ (حج) میں ہشام کا اظہار ہے۔ باقی تین حروف ''سَجَزَ'' (س، ج، ز) میں اظہار مگر صرف ایک جگہ ''وَجَبَتْ جُنُوبُهَا'' (حج) میں ابن ذکوان کا اظہار وادغام دونوں[2] ہے۔

باقین: (بصری حمزہ، کسائی) چھیوں حرفوں میں[3] ادغام۔

---

[1] جیسے: قَدْ جَّمَعُوا (آل عمران) وَلَقَدْ ذَّرَأْنَا (اعراف) وَلَقَدْ زَّيَّنَّا (ملک) لَقَدْ سَّمِعَ (آل عمران) قَدْ شَّغَفَهَا (یوسف) وَلَقَدْ صَّدَقَكُمُ (آل عمران) فَقَدْ ضَّلَّ (بقرہ) لَقَدْ ظَّلَمَكَ (ص)

[2] شاطبیہ سے ابن ذکوان کے لیے اگرچہ دونوں وجہیں معلوم ہوتی ہیں، لیکن ادغام والی وجہ مقروء نہیں ہے۔ اس لیے ہشام کی طرح ان کے لیے بھی صرف اظہار ہے۔

[3] جیسے: كَذَّبَتْ ثَّمُودُ (شمس) وَجَبَتْ جُّنُوبُهَا (حج) خَبَتْ زِّدْنٰهُمْ (بنی اسرائیل) أُنْزِلَتْ سُّورَةٌ (محمد) حَصِرَتْ صُّدُورُهُمْ (نساء) كَانَتْ ظَّالِمَةً (انبیاء)

لامِ ھَلْ وَبَلْ: آٹھ حرفوں سے پہلے ھَلْ اور بَلْ کے لام کے اظہار وادغام میں اختلاف ہے۔ جن کا مجموعہ "تَثْزَسَ ضَطْ ظَنَ" ہے۔

ان آٹھ حرفوں کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ھَلْ اور بَلْ دونوں میں مشترک۔ ایسے حرف دو ہیں: **ت، ن۔**

(۲) صرف ھَلْ کے بعد۔ ایسا حرف ایک ہے: **ث۔**

(۳) صرف بَلْ کے بعد۔ ایسے حروف پانچ ہیں: **زَسَضَ طظ۔**

پس بَلْ کا تو ثَا کے علاوہ باقی سات حرفوں میں ادغام یا اظہار ہے۔ اور ھَلْ کا "تَثَنَ" کے تین حروف میں۔

لامِ ھَلْ: کسائی: تینوں حرفوں میں ادغام[۱]۔

نافع، مکی، ابن ذکوان، عاصم: تینوں حرفوں میں اظہار۔

بصری: تَا کے موقعوں میں سے صرف ھَلْ تَرٰی (دو جگہ، ملک، حاقہ) میں ادغام کرتے ہیں۔ باقی جگہ تینوں حرفوں میں اظہار۔

ہشام: تَا اور ثَا میں سب جگہ ادغام۔ اور نون میں اظہار۔ البتہ تَا میں ایک جگہ "ھَلْ تَسْتَوِی" میں بھی اظہار کرتے ہیں۔

حمزہ: تَا، ثَا میں ادغام۔ نون میں اظہار۔

تنبیہ: "ھَلْ تَسْتَوِی" میں کوئی قاری بھی ادغام نہیں کرتا۔ کیونکہ حمزہ، کسائی تو "ھَلْ یَسْتَوِی" پڑھتے ہیں، اور بصری تَا میں صرف دو جگہ "ھَلْ تَرٰی" میں ادغام کرتے ہیں۔ اور ہشام اگرچہ تَا میں ادغام کرتے ہیں، مگر یہ لفظ ان کے نزدیک مستثنٰی ہے۔

لامِ بَلْ: کسائی: ساتوں حرفوں میں ادغام[۲]۔

---

[۱] جیسے: ھَلْ تَّعْلَمُ (مریم) ھَلْ ثُّوِّبَ (مطففین) ھَلْ نَّدُلُّکُمْ (سبا)

[۲] جیسے: بَلْ سَّوَّلَتْ (یوسف) بَلْ تَّاْتِیْھِمْ (انبیاء) بَلْ ظَّنَنْتُمْ (فتح) بَلْ نَّحْنُ (حجر) بَلْ زُّیِّنَ (رعد) بَلْ ضَّلُّوْا (احقاف) بَلْ طَّبَعَ (نساء)

نافع، مکی، بصری، عاصم: ساتوں حرفوں میں اظہار۔

ہشام: ضاد اور نون میں اظہار۔ باقی پانچ حرفوں میں ادغام۔

حمزہ: تا، سین میں ادغام۔ اور بروایت خلاد طا میں صرف "بَلْ طَّبَعَ اللّٰهُ" (نساء) میں بالخلف ادغام۔ مگر اظہار مشہور تر[۱] ہے۔ باقی حرفوں میں اظہار۔

دیگر آٹھ قریب المخرج حروف کے ادغام کا بیان

پہلے ان پانچ قریب المخرج حروف کا بیان تھا جن کا کئی کئی حرفوں میں ادغام ہوا ہے۔ اب ان آٹھ حرفوں کا بیان ہے جن کا ایک یا دو حرفوں میں ادغام ہوا ہے۔

(ا) بَا مجزوم کا ادغام: فَا اور میم میں۔

الف: فَا میں پانچ جگہ۔ يَغْلِبْ فَّسَوْفَ (نساء) وَاِنْ تَعْجَبْ فَّعَجَبٌ (رعد) قَالَ اذْهَبْ فَّمَنْ تَبِعَكَ (بنی اسرائیل) قَالَ فَاذْهَبْ فَّاِنَّ لَكَ (طٰہ) وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَّاُولٰٓئِكَ (حجرات)۔

بصری، خلاد، کسائی کے لیے ادغام۔ مگر پانچویں میں خلاد کا ادغام و اظہار دونوں ہے، باقین (نافع، مکی، شامی، عاصم، خلف) کے لیے صرف اظہار۔

ب: میم میں دو جگہ۔ ا۔ يُعَذِّبْ مَّنْ يَّشَآءُ (بقرہ ع: ۴۰) میں۔

قالون، بصری، حمزہ، کسائی: صرف ادغام۔

ورش بلا خلف، مکی بالخلف[۲]: اظہار۔

شامی، عاصم: بَا کو پیش پڑھتے ہیں۔ اس لیے وہ قاعدہ میں داخل نہیں ہیں۔

۲۔ اِرْكَبْ مَّعَنَا (ہود ع۴) ورش، شامی اور خلف کے علاوہ سب قراء ادغام کرتے ہیں مگر قالون، بزی، خلاد کے لیے ادغام بالخلف ہے۔ قالون کے لیے اظہار۔

۱۔ خلف کے لیے صرف اظہار ہے۔

۲۔ مکی کے لیے ادغام صحیح و مشہور ہے مگر تیسیر و شاطبی کے طریق کے خلاف ہے۔ اس لیے بطریق شاطبیہ پڑھتے ہوئے اظہار ہی پڑھنا چاہیے (نشر، وافی ص: ۱۳۷)

اور بزی وخلاد کے لیے ادغام طریق کے موافق ہونے کی وجہ سے قوی ہے۔

(۲) ثا کا ادغام: تا اور ذال میں۔ تا میں: صرف دو لفظوں میں۔

۱- لَبِثْتُ اور لَبِثْتُمْ میں ہر جگہ۔ بصری، شامی، حمزہ، کسائی: ادغام۔ باقین: اظہار۔

۲- اُوْرِثْتُمُوْهَا (اعراف، زخرف) بصری، ہشام، حمزہ، کسائی: ادغام۔ باقین: اظہار۔

فائدہ: اُوْرِثْتُمُوْهَا اور لَبِثْتُ وغیرہ میں فرق یہ ہے کہ لَبِثْتُ میں ابن ذکوان کے لیے ادغام ہے اور اُوْرِثْتُمُوْهَا میں اظہار۔

ذال میں: صرف يَلْهَثْ ذٰلِكَ (اعراف) میں۔

قالون بالخلف، ورش، مکی، ہشام بلا خلف اظہار ــــ باقین: ادغام۔

(۳) دال کا ادغام: ثا اور ذال میں۔ ثا میں ایک لفظ میں دو جگہ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ (ہر دو آل عمران) ذال میں صرف ایک لفظ كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ (مریم) میں۔

بصری، شامی، حمزہ، کسائی: ادغام ــــ نافع، مکی، عاصم: اظہار۔

(۴) ذال کا ادغام: تا میں فَنَبَذْتُهَا (طٰہٰ) اِنِّيْ عُذْتُ (غافر، دخان) تینوں جگہ بصری، حمزہ، کسائی: ادغام ــــ باقی حضرات: اظہار۔

(۵) ذال کا ادغام: تا ہی میں۔ جب کہ ذال سے پہلے خا ہو (مادۂ اخذ کا) جیسے: اَخَذْتُ، اَخَذْتُمْ، اِتَّخَذْتُ، اتَّخَذْتُمْ وغیرہ ــ مکی، حفص: اظہار۔ باقی حضرات: ادغام۔

(۶) را ساکنہ کا ادغام: لام میں: جیسے: نَغْفِرْ لَكُمْ (بقرہ) يَسِّرْ لِيْٓ (طٰہٰ)

سوسی: ادغام۔ دوری: ادغام و اظہار دونوں۔ مگر اظہار طریق کے خلاف ہے، باقی قراء کے لیے اظہار ہے۔

(۷) فا کا ادغام: با میں صرف نَخْسِفْ بِهِمُ (سبا) میں کسائی کے لیے ہے۔[۱]

(۸) وَمَنْ يَّفْعَلْ[۲] ذٰلِكَ میں لام مجزوم کا ذال میں ادغام صرف ابو الحارث

---

۱. نَخْسِفْ بِهِمُ کو حمزہ و کسائی یا کے ساتھ پڑھتے ہیں مگر ادغام صرف کسائی کے لیے ہے۔

۲. چھ جگہ: بقرہ ۱- آل عمران ۱- نساء ۲- فرقان ۱- منافقون ۱۔

کرتے ہیں۔

(۹) طٰسٓمٓ (دوجگہ، شعراء، قصص) سین کے نون کا میم میں حمزہ اظہار کرتے ہیں۔ باقی قراء: ادغام۔

(۱۰) یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ اور نٓ وَ الْقَلَمِ میں ورش، شامی، شعبہ، کسائی: ادغام کرتے ہیں۔ باقی قراء اظہار۔ لیکن نٓ وَ الْقَلَمِ میں ورش کے لیے اظہار بھی ہے۔

(۱۱) نون ساکن اور تنوین کا ادغام واو، یاء میں تمام قراء ناقص کرتے ہیں۔ مگر خلف ادغامِ تام کرتے ہیں۔

ھاءِ ضمیر (ہٖ ہٗ) کا بیان

ھاءِ ضمیر: وہ ھا ہے جو کلمہ کے آخر میں واحد مذکر غائب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لائی جائے۔

صلہ: وہ حرف مدہ ہے جو ھا کی حرکت کو ظاہر کرنے کے لیے وصلاً لایا جائے۔ ھاءِ ضمیر کا صلہ حسبِ حرکت واو اور یا سے ہوتا ہے۔ ترکِ صلہ کو قراء: عدم صلہ، قصر اور اختلاس[۱] کہتے ہیں ـــــ ھاءِ ضمیر کی چار صورتیں ہیں:

(۱) ھا سے پہلے حرکت ہو۔ بعد میں ساکن۔ جیسے: لَهُ الْمُلْكُ۔

(۲) ھا سے پہلے بھی ساکن ہو، اور بعد میں بھی۔ جیسے: مِنْهُ النَّهَار۔

ان دونوں صورتوں میں صلہ نہیں ہوگا۔ البتہ عَنْهُ تَلَهّٰی میں بزی صلہ کرتے ہیں کیونکہ بزی تا کو مشدد پڑھتے ہیں۔

(۳) ھا سے پہلے ساکن ہو بعد میں حرکت۔ جیسے: فِيْهِ هُدًى۔

یہ صورت مختلف فیہ ہے۔ اس میں صرف مکی صلہ کرتے ہیں۔ البتہ ایک لفظ فِیْهٖ مُهَانًا میں حفص نے اور اَرْجِهْ وَاَخَاهُ میں ہشام نے بھی مکی کے ساتھ صلہ کیا ہے۔

---

[۱] یہاں اختلاس کے اصطلاحی معنی مراد نہیں، بلکہ "صلہ کا حذف ہونا" مراد ہے۔ حرکت پوری ادا ہوگی

(۴) ھَا سے پہلے بھی حرکت ہو اور بعد میں بھی۔ جیسے: رَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ۔

اس صورت میں بالاتفاق صلہ ہوتا ہے ــــ البتہ دس کلمات جو پندرہ جگہ آئے ہیں، اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔ بعض نے تو ان میں موجودہ صورت کے اعتبار سے صلہ پڑھا ہے۔ بعض نے تخفیفاً ہاء کو ساکن اور بعض نے اصلی حالت کے اعتبار سے عدمِ صلہ۔ اور بعض نے صلہ و عدم صلہ دونوں وجوہ پڑھی ہیں۔ وہ دس کلمات یہ ہیں:

۱- یُؤَدِّہٖ (آل عمران ۲) ۲- نُوَلِّہٖ، ۳- نُصْلِہٖ (ہر دو نساء) ۴- نُؤْتِہٖ (آل عمران ۲- شوریٰ ۱) میں تین قراءتیں ہیں:

تعدادِ وجوہ	ھَا کو کس طرح پڑھا	تلفظ	اسماء قراء	کیفیت
۱	بسکون الہاء	یُؤَدِّہْ، نُوَلِّہْ، نُصْلِہْ، نُؤْتِہْ	بصری، شعبہ، حمزہ	اس میں صرف ہشام کے لیے دو وجہیں ہیں باقی سب کے لیے ایک وجہ ہے
۲	بکسر الہاء مع عدم صلہ	یُؤَدِّہِ، نُوَلِّہِ، نُصْلِہِ، نُؤْتِہِ	قالون، ہشام وجہِ اول	
۳	بکسر الہاء مع صلہ	یُؤَدِّہٖ، نُوَلِّہٖ، نُصْلِہٖ، نُؤْتِہٖ	باقین یعنی ورش، مکی، ہشام وجہ ثانی، ابن ذکوان، حفص، کسائی	

۵- فَاَلْقِہْ (نمل) اس میں بھی یہی تین قراءتیں ہیں: صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں حفص: بصری، شعبہ اور حمزہ کے ساتھ ہیں بسکون الہاء پڑھنے میں۔

تعدادِ وجوہ	ھَا کو کس طرح پڑھا	تلفظ	اسماء قراء	کیفیت
۱	بسکون الہاء	فَاَلْقِہْ	بصری، عاصم، حمزہ	اس میں بھی صرف ہشام کے لیے دو وجہیں ہیں باقی سب کے لیے ایک ایک وجہ ہے
۲	بکسر الہاء مع عدم صلہ	فَاَلْقِہِ	قالون، ہشام وجہِ اول	
۳	بکسر الہاء مع صلہ	فَاَلْقِہٖ	باقین یعنی ورش، مکی، ہشام وجہ ثانی، ابن ذکوان، کسائی	

۶- وَيَتَّقْهِ (نور) میں چار قراءتیں ہیں:

تعدادِ وجوہ	ھا کو کس طرح پڑھا	تلفظ	اسماء قراء	کیفیت
۱	بسکون القاف وکسر الہاء مع عدم صلہ	وَيَتَّقْهِ	حفص	بقیہ قراء قاف کو مکسور پڑھتے ہیں
۲	بسکون الہاء	وَيَتَّقِهْ	بصری، شعبہ، خلاد وجہ اول	اس میں ہشام اور خلاد کے لیے دو، دو وجہیں
۳	بکسر الہاء مع عدم صلہ	وَيَتَّقِهِ	قالون، ہشام وجہ اول	ہیں۔ باقی سب کے
۴	بکسر الہاء مع صلہ	وَيَتَّقِهٖ	باقین یعنی ورش، مکی، ہشام وجہِ ثانی، ابن ذکوان، خلف، خلاد وجہِ ثانی، کسائی	لیے ایک ایک وجہ ہے

۷- يَأْتِهٖ: طٰہٰ میں تین قراءتیں ہیں:

تعدادِ وجوہ	ھا کو کس طرح پڑھا	تلفظ	اسماء قراء	کیفیت
۱	بسکون الہاء	يَأْتِهْ	سوسی	اس میں صرف قالون کی دو وجہیں ہیں باقی سب کے لیے ایک ایک وجہ ہے
۲	بکسر الہاء مع عدم صلہ	يَأْتِهِ	قالون وجہِ اول	نوٹ: شاطبیہ کے موافق ہشام کے لیے
۳	بکسر الہاء مع صلہ	يَأْتِهٖ	باقی قراء یعنی قالون وجہ ثانی، ورش، مکی، دوری، شامی، عاصم، حمزہ کسائی	بھی دو دو وجہیں ہیں۔ آگے تنبیہ میں وضاحت درج ہے

تنبیہ: ہشام کے لیے شاطبیہ میں دو وجہیں ذکر کی گئی ہیں۔ صلہ، عدم صلہ۔ لیکن محققین فرماتے ہیں کہ ناظم کے طریق سے ہشام کے لیے صرف صلہ ہے، عدم صلہ نہیں ہے۔ اس لیے ان کے لیے اس لفظ میں صرف صلہ ہی پڑھنا چاہئے (وافی)

۸- یَرۡضَہُ لَکُمۡ (زمر) میں بھی تین قراءتیں ہیں:

تعدادِ وجوہ	ھا کو کس طرح پڑھا	تلفظ	اسماء قراء	کیفیت
۱	بسکون الہاء	یَرۡضَہۡ	سوسی، دوری و ہشام وجہ اول[1]	اس میں دوری اور ہشام کی دو دو وجہیں ہیں۔
۲	ضمہ بلا صلہ	یَرۡضَہُ	نافع، ہشام وجہ ثانی، عاصم، حمزہ	باقی سب کے لیے ایک ایک وجہ ہے۔
۳	ضمہ مع صلہ	یَرۡضَہٗ	مکی، دوری وجہ ثانی، ابن ذکوان، کسائی	

۹- خَیۡرًا یَّرَہٗ، شَرًّا یَّرَہٗ میں وصلاً دو قراءتیں ہیں:

ہشام: یَرَہۡ (بسکون الہاء) باقین: یَرَہٗ (ضمہ مع صلہ)

تنبیہ: اَنۡ لَّمۡ یَرَہٗ (سورۂ بلد) اس میں ہشام بھی ضمہ مع صلہ پڑھتے ہیں۔

۱۰- اَرۡجِہۡ (اعراف، شعراء) میں تین طرح کا اختلاف ہے۔

(۱) ہمزہ و ترک ہمزہ کا۔ (۲) ھا میں ضمہ، کسرہ اور سکون کا (۳) صلہ و عدم صلہ کا۔

① مکی، بصری، شامی: بالہمزہ اَرۡجِئۡہُ ـــ باقی قراء: بلا ہمزہ اَرۡجِہۡ۔

② مکی، بصری، ہشام: بضم الہاء ـــ عاصم، حمزہ: ـــ بسکون الہاء- باقی قراء (نافع، ابن ذکوان، کسائی) بکسر الہاء۔

---

[1] ہشام کے لیے اسکان کی وجہ اگرچہ تیسیر و شاطبیہ میں درج اور مشہور ہے مگر حسبِ تحقیقِ محقق خلاف طریقہ ہے پس اولیٰ یہ ہے کہ ان کے لیے ضمہ بلا صلہ ہی پڑھا جائے ۱۲ منہ۔

۴ قالون، بصری، ابن ذکوان: عدم صلہ۔

باقین: (ورش، مکی، ہشام، کسائی) مع صلہ۔

ان میں سے ورش، کسائی صلہ یَا کے ساتھ ہٖ۔ اور مکی، ہشام واو کے ساتھ ہٗ۔ پس اس لفظ میں کل چھ قراءتیں ہیں۔ جن میں سے تین ہمزہ ساکنہ کے ساتھ ہیں۔ اور تین بغیر ہمزہ[1] کے۔

	تعدادِ وجوہ	ھَا کو کس طرح پڑھا	تلفظ	اسماء قراء
بلاہمزہ	۱	بلاہمزہ، بکسر الہاء، بغیر صلہ	اَرْجِهِ	قالون
	۲	بلاہمزہ، بکسر الہاء مع صلہ	اَرْجِهٖ	ورش، کسائی
	۳	بلاہمزہ، بسکون الہاء	اَرْجِهْ	عاصم، حمزہ
بالہمزہ	۱	بالہمزہ بضم الہاء مع صلہ	اَرْجِئْهٗ	مکی، ہشام
	۲	بالہمزہ بضم الہاء بلا صلہ	اَرْجِئْهُ	بصری
	۳	بالہمزہ بکسر الہاء بلا صلہ	اَرْجِئْهِ	ابن ذکوان

مد وقصر کا بیان

مد کے معنی: کھینچنا، لمبا کرنا۔ اصطلاحی معنی: حرف مد یا حرف لین میں آواز کو کھینچنا۔

قصر کے معنی: روکنا۔ اصطلاحی معنی: حرف مد کو ایک الف کے برابر کھینچنا اور حرف لین کو بالکل نہ کھینچنا۔

مد فرعی کی آٹھ قسمیں ہیں۔ مگر جن میں اختلاف ہے وہ چار ہیں:

مد متصل ــــ مد منفصل ــــ مد لین متصل ــــ مد بدل۔

---

[1] جو اس شعر میں جمع ہیں:

وَاَرْجِئْهِ (مـ) لْ وَالضَّمَّ (حـ) زْ صِلْهُ (دَ) عْ (لَـ) نَا

وَاَرْجِهِ (ف) (نَ) لْ صِلْ (جِـ) ئْ (رِ) ضیً قَصْرُهٗ (بَـ) لَا

مقدارِ مد: ــــ **مد متصل:** ورش، حمزہ: طول ــــ باقی قراء: توسط۔

مد منفصل: قالون، دوری بصری: قصر و توسط ــــ مکی، سوسی: قصر ــــ ورش، حمزہ: طول ــــ باقی قراء: توسط۔

مد لین متصل: وہ مد ہے جس میں حرف لین کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو جیسے: شَیْءٌ۔ سَوْءٍ۔

مقدار مد: اس میں ورش کے لیے وصل اور وقف دونوں حالتوں میں صرف توسط اور طول دو وجہیں ہیں قصر نہیں ہے۔ البتہ مَوْئِلًا (کہف) اور الْمَوْءٗدَةُ (تکویر) مستثنیٰ ہیں۔ ان میں صرف قصر ہے۔ اور سَوْءَاتُ (اعراف، طٰہٰ) کے مد لین میں توسط اور قصر ہے۔ طول نہیں ہے۔

مد بدل: وہ مد ہے جس میں ہمزہ حرف مد سے پہلے ہو۔ ہمزہ مُحَقَّقَہ ہو یا مُغَیَّرہ۔

ہمزہ محققہ: جیسے: اٰمن۔ ہمزہ مغیرہ: جیسے: هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً، لِلْاِیْمَانِ، ءَاٰلِهَتُنَا

مقدار مد: اس میں ورش کے لیے طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں۔ قصر اولیٰ ہے، پھر توسط، پھر طول۔ بعض کے نزدیک طول اولیٰ ہے پھر توسط، پھر قصر۔ دونوں طرح صحیح ہے[1]۔ ان تینوں وجہوں کو اصطلاحِ قراء میں تثلیث کہتے ہیں۔

مگر آٹھ قسمیں مد سے مستثنیٰ ہیں۔ ان میں صرف قصر ہے۔ جن میں چار کلمے ہیں اور چار قاعدہ کلیہ ــــ چار کلمے یہ ہیں:

(۱) اِسْرَآءِیْلَ کی یَا ہر جگہ، کیونکہ یہ کلمہ طویل ہے۔

(۲) یُؤَاخِذُ: جس طرح بھی آئے۔ لَا تُؤَاخِذْنَا (بقرہ) لَا یُؤَاخِذُکُمُ (بقرہ، مائدہ) کیونکہ ورش کے نزدیک یہ مہموز نہیں، واوی ہے اور وَاخَذَ سے بنا ہے۔ پس حرف مد سے پہلے ہمزہ نہیں ہے۔ یہ دو کلمے متفق علیہ ہیں۔

(۳) ہمزہ استفہام والے آٰلْئٰنَ کا لام کے بعد والا الف (دو جگہ، یونس)

---

[1] تیسیر میں صرف توسط مذکور ہے۔ طول اور قصر زیاداتِ قصیدہ میں سے ہے۔

(۴) عَادَ ٱلْأُولٰى (نجم) کا واو۔

یہ دو کلمے بعض کے نزدیک مستثنیٰ ہیں۔ ان کے لیے صرف قصر ہے اور بعض کے نزدیک مستثنیٰ نہیں۔ ان کے لیے تینوں وجوہ ہیں۔

وہ چار قاعدے کلیہ جو بالاتفاق مد سے مستثنیٰ ہیں یہ ہیں:

(۱) مد بدل حرفِ صحیح ساکن کے بعد اُسی کلمہ میں ہو۔ جیسے قُرْاٰنٌ، مَسْـُٔوْلًا، مَذْءُوْمًا، الظَّمْاٰنُ، چونکہ ان کلمات میں ہمزہ محذوف الرسم ہے۔ پس گویا مد کا سبب ہی نہیں ہے۔

(۲) ہمزۂ وصلی کے بعد حرف مد عارضی ہو۔ جیسے: اُوْتُمِنَ، اِیْتُوْنِیْ، کیونکہ حرفِ مدہ اور سببِ مد دونوں ہی عارضی ہیں۔

(۳) حرف مد تنوین سے بدلا ہوا ہو۔ جیسے جُفَآءً، نِدَآءً، کیونکہ اس میں حرف مدہ عارضی ہے۔

تنبیہ: لیکن اگر رَاَ الْقَمَرَ، تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ، تَبَوَّءُو الدَّارَ، میں "رَا، تَرَآءَا، تَبَوَّءُوْ" پر وقف کر دیں تو مد بدل ہوگا۔ کیونکہ ہمزہ کے بعد والے الف اور واو کلمہ کے اصلی حروف میں سے ہیں جو وصلاً اجتماع ساکنین کی وجہ سے عارضی طور پر حذف ہو گئے تھے۔

(۴) حرف مد ہمزۂ متحرکہ سے بدلا ہوا ہو جیسے: ءَآلْئٰنَ، جَآءَ اٰحَدٌ، فِی السَّمَآءِ اٰلٰهٌ، اَوْلِیَآءُ اُوْلٰٓئِكَ کہ یہ اصل میں ءَاَلْئٰنَ، جَآءَ اَحَدٌ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ اور اَوْلِیَآءُ اُوْلٰٓئِكَ تھے۔ کیونکہ اس صورت میں بھی حرف مدہ عارضی ہے۔

فائدہ: جو حضرات مدِ لین میں طول کرتے ہیں ان کے نزدیک سَوْءٰتِ مستثنیٰ ہے اور اس میں صرف قصر ہے اور جو مدِ لین میں توسط کرتے ہیں وہ سَوْءٍ میں بھی توسط کرتے ہیں۔

پس اگر مد لین متصل اور مد بدل ایک کلمہ میں واقع ہوں جیسے سَوْاٰتِھِمَا تو ورش کے لیے چار وجہیں ہوں گی:—— (۱و۳) مد لین میں قصر، مد بدل میں تثلیث —— (۴) مد لین میں توسط۔ مد بدل میں توسط۔ ان چاروں وجہوں کو تربیع کہتے ہیں۔

فائدہ: مدِلین متصل میں توسط اور طول کے ناقلین الگ الگ ہیں۔ پس مد لین میں توسط نقل کرنے والوں نے مد بدل میں وجوہ ثلثہ اور طول نقل کرنے والوں نے صرف طول روایت کیا ہے۔

پس اگر مد بدل اور مد لین متصل دو کلموں میں ہوں، اور مد بدل پہلے ہو جیسے: اٰبَآؤُھُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡـًٔا (بقرہ) تو تثلیث مع التوسط اور طول مع الطّول چار وجہیں ہوں گی۔

اور اگر مد لین متصل پہلے ہو۔ مد بدل بعد میں جیسے اَفَلَمۡ یَایۡـَٔسِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا (رعد) تو توسط مع التثلیث اور طول مع الطّول چار وجہیں ہوں گی۔

فائدہ: اگر مد بدل کے ساتھ ذوات الیاء آجائے جیسے فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ (بقرہ) تو ورش کے لیے تربیع ہوگی یعنی فتح مع القصر والطّول۔ تقلیل مع التوسط والطّول چار وجہیں ہوگی۔

تنبیہ: ذوات الیاء میں فتح کے ساتھ مد بدل میں توسط، اور تقلیل کے ساتھ مد بدل میں قصر ناجائز ہے۔

ہمزہ کا بیان

ہمزہ ادائیگی کے اعتبار سے بہت ثقیل اور مخرج کے اعتبار سے بعید ترین حرف ہے، اس لیے اس کے ثقل کو دور کرنے کے لیے قراء اس میں تبدیلی کرتے ہیں جس کو ''تخفیف'' کہتے ہیں۔

ہمزہ میں یہ تخفیف پانچ طرح پر ہوتی ہے: تسہیل، ابدال، حذف، نقل، سکتۂ لفظی۔

اصطلاحات

تحقیق: ہمزہ کو بغیر کسی تغیر کے صاف صاف ادا کرنا۔
تسہیل: کے دو معنی ہیں: (۱) تخفیف یعنی مطلق تغیر جو تسہیل بین بین۔ ابدال، حذف، نقل، سکتہ، سب کو شامل ہے (۲) بین بین یعنی ہمزہ کو ہمزہ اور ہمزہ کی حرکت کے مناسب حرف کے درمیان پڑھنا۔ یعنی اگر ہمزہ پر زبر ہے تو ہمزہ اور الف کے درمیان۔ اور اگر پیش ہے تو ہمزہ اور واو کے درمیان۔ اور اگر زیر ہے تو ہمزہ اور یا کے درمیان پڑھنا۔

ابدال: ہمزہ کو خالص حرف مد سے بدل دینا۔ جیسے یُؤْمِنُوْنَ سے یُوْمِنُوْنَ۔
ادخال: دو ہمزوں کے درمیان الف داخل کرنا۔ جیسے ءَاَلِدُ سے ءَ ا اَلِدُ۔
نقل: ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل ساکن کو دینا۔ اور ہمزہ کو حذف کر دینا۔ جیسے خَلَوْا اِلٰی سے خَلَوِ الٰی (بقرہ)
حذف: دو ہمزوں میں سے ایک کو کم کر کے پڑھنا جیسے ءَاِذَا سے اِذَا۔
کلمہ: قراء کے نزدیک وہ ہے جس کو وقف کے ذریعہ مابعد سے جدا کر سکیں۔
نحویوں کے نزدیک وہ ہے جو الگ معنی کو ظاہر کرے ـــــ پس ءَاَنْذَرْتَهُمْ قراء کے نزدیک ایک کلمہ ہے ـــــ اور نحویوں کے نزدیک تین: ءَ، اَنْذَرْتَ، اور هُمْ۔

دو قطعی ہمزوں کے احکام

اجتماع ہمزتین کی دو صورتیں ہیں: فی کلمۃٍ ـــــ فی کلمتین۔

اجتماعِ ہمزتین فی کلمۃٍ کی تین صورتیں ہیں

(۱) دونوں مفتوح۔ جیسے: ءَاَنْذَرْتَهُمْ ـــــ (۲) پہلا مفتوح دوسرا مکسور۔ جیسے: ءَاِنَّكُمْ ـــــ (۳) پہلا مفتوح، دوسرا مضموم۔ جیسے: ءَاُنْزِلَ (ص)

پہلی صورت: دونوں ہمزہ مفتوح ہوں، تو اس میں تین قراءتیں ہیں۔

(۱) سَمَا (نافع، مکی، بصری) ہشام وجہِ اول: تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ

(۲) ورش وجہ ثانی: ابدالِ ہمزۂ ثانیہ بالالف

(۳) ہشام وجہ ثانی، ابن ذکوان، کوفیین: تحقیقِ ہمزتین

فائدہ: قالون، بصری، ہشام کے لیے ہمزتین کے درمیان ادخالِ الف بھی ہے۔ تو اس اعتبار سے ہمزتین مفتوحتین میں پانچ قراءتیں ہو جائیں گی۔

(۱) قالون، بصری، ہشام وجہ اول: تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ مع ادخال

(۲) ورش وجہ اول، مکی: تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ بلا ادخال

(۳) ورش وجہ ثانی: ابدالِ ہمزۂ ثانیہ بالالف

(۴) ہشام وجہ ثانی: تحقیقِ ہمزتین مع ادخال

(۵) باقین: (ابن ذکوان، کوفیین) تحقیقِ ہمزتین بلا ادخال

ہمزتین مفتوحتین کے پانچ استثنائی کلمات:

پانچ کلمات میں بعض نے اپنے اصول کے خلاف کیا ہے۔ نیز ان میں ایک ہمزہ اور دو ہمزہ پڑھنے کا اختلاف بھی ہے۔

پہلا کلمہ: — ءَاَعۡجَمِیٌّ (حٰمٓ سجدہ) — اس میں پانچ قراءتیں ہیں:

(۱) ہشام — ایک ہمزہ سے اَعۡجَمِیٌّ — باقی قراء: دو ہمزہ سے۔

(۲) قالون، بصری: تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ مع ادخال۔ ءَا اَعۡجَمِیٌّ۔

(۳) ورش وجہِ اول، مکی، ابن ذکوان، حفص: تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ بلا ادخال۔

(۴) ورش وجہِ ثانی: ابدالِ ہمزۂ ثانیہ بالالف۔

(۵) شعبہ، حمزہ، کسائی: تحقیقِ ہمزتین بلا ادخال[۱]۔

---

[۱] ابن ذکوان اور حفص ہر جگہ تحقیقِ ہمزتین (بلا ادخال) پڑھتے ہیں۔ مگر اس لفظ میں اپنے اصول کے خلاف تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ کرتے ہیں — رہے ہشام: سو انھوں نے پہلا ←

دوسرا کلمہ:— اَذْهَبْتُمْ (احقاف)— اس میں بھی پانچ قراءتیں ہیں:
اس کلمہ کو مکی، شامی دو ہمزوں سے پڑھتے ہیں پھر اپنے اپنے اصول کے موافق عمل کرتے ہیں۔ باقی قراء ایک ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔

(۱) مکی: — تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ بلا ادخال۔
(۲) ہشام وجہ اول: — تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ مع ادخال۔
(۳) ہشام وجہ ثانی: — تحقیقِ ہمزۂ ثانیہ مع ادخال۔
(۴) ابن ذکوان: — تحقیقِ ہمزۂ ثانیہ بلا ادخال۔
(۵) باقی پانچ قراء: — ایک ہمزہ سے اَذْهَبْتُمْ۔

تیسرا کلمہ:— اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ (قلم)— اس کلمہ کو شامی، شعبہ، حمزہ۔ دو ہمزوں سے پڑھتے ہیں یعنی ءَاَنْ كَانَ — باقی قراء: ایک ہمزہ سے۔ پس اس میں چار قراءتیں ہیں۔

(۱) ہشام: — تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ مع ادخال۔
(۲) ابن ذکوان: — تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ بلا ادخال۔
(۳) شعبہ، حمزہ: — تحقیقِ ہمزتین بلا ادخال۔
(۴) باقی قراء: — ایک ہمزہ سے اَنْ كَانَ۔[۱]

چوتھا کلمہ:— اَنْ يُّؤْتٰى — آل عمران۔
ابن کثیر اس لفظ کو دو ہمزہ سے پڑھتے ہیں: ءَاَنْ يُّؤْتٰى مع تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ

← ہمزہ حذف کر کے اس کلمہ کو اجتماعِ ہمزتین کے باب سے نکال دیا۔

[۱] اس لفظ میں ہشام اور ابن ذکوان نے اپنے اصول کے خلاف کیا ہے۔ چونکہ ہشام ہمزتین مفتوحتین میں تسہیل ہمزۂ ثانیہ مع ادخال و تحقیق مع الادخال دونوں پڑھتے ہیں مگر اس لفظ میں صرف تسہیل مع ادخال پڑھتے ہیں — اور ابن ذکوان ہر جگہ تحقیقِ ہمزتین بلا ادخال پڑھتے ہیں مگر اس لفظ میں تسہیل بلا ادخال پڑھتے ہیں۔

—— باقی قراء: ایک ہمزہ سے اَنْ یُّؤْتٰۤی —— پس اس میں دو قراءتیں ہوئیں۔

پانچواں کلمہ: ءَاٰمَنْتُمْ (اعراف، طٰہٰ، شعراء) ءَ اٰمَنْتُمْ: اصل میں ءَ اَاْمَنْتُمْ تین ہمزوں کے ساتھ تھا، تیسرے ہمزہ کو تمام قراء نے ماقبل کی حرکت کے موافق وجوبی طور پر الف سے بدلا ہے، باقی پہلے دو میں اختلاف ہے۔

قنبل اور حفص کے سوا باقی سبھی قراء: اس لفظ کو تینوں سورتوں میں دو ہمزہ سے ءَ اٰمَنْتُمْ پڑھتے ہیں، پھر ان میں سے صُحبہ والے یعنی حمزہ، کسائی، شعبہ دوسرے ہمزہ کو تحقیق سے پڑھتے ہیں، اور باقی ساڑھے تین قاری، نافع، بزی، بصری، شامی دوسرے ہمزہ میں تسہیل کرتے ہیں۔ حفص: ایک ہمزہ سے اٰمَنْتُمْ پڑھتے ہیں۔

قنبل: طٰہٰ میں تو ایک ہمزہ پڑھتے ہیں۔ اور اعراف و شعراء میں دو ہمزہ۔ پھر شعراء میں ہر حال میں صرف دوسرے ہمزہ کی تسہیل کرتے ہیں۔ اور اعراف و ملک میں وصلاً پہلے ہمزہ کو واو مفتوحہ سے بدل کر دوسرے ہمزہ کی تسہیل کرتے ہیں۔ لیکن اگر فِرْعَوْنُ یا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ پر وقف کر دیا گیا، تو پھر حسبِ قاعدہ دوسرے ہمزہ کی تسہیل کرتے ہیں۔

پس اس اعتبار سے اٰمَنْتُمْ (اعراف) میں چار قراءتیں ہیں:

(۱) نافع، بزی، بصری، شامی: —— تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ بلا ادخال۔

(۲) قنبل: وصلاً پہلے ہمزہ کا واو سے ابدال مع تسہیلِ ثانیہ یعنی فِرْعَوْنُ وَ اٰمَنْتُمْ۔

(۳) شعبہ، حمزہ، کسائی: —— تحقیقِ ہمزتین بلا ادخال۔

(۴) حفص: ایک ہمزہ سے اٰمَنْتُمْ۔[1]

---

(۱) اس لفظ میں قالون، بصری، ہشام کے لیے ادخال نہیں ہے۔ پس وہ اصول سے نکل گئے، ہشام ہر جگہ تسہیل و تحقیق مع ادخال کرتے ہیں مگر اس میں صرف تسہیل بلا ادخال ہے، ابن ذکوان ہر جگہ تحقیق ہمزتین بلا ادخال کرتے ہیں مگر اس لفظ میں تسہیل محض کرتے ہیں۔ ورش کے لیے ہمزتین مفتوحتین میں دو وجہیں ہوتی ہیں تسہیل بلا ادخال و ابدالِ ہمزۂ ←

ءٰامَنْتُمْ (طٰهٰ) میں تین قراءتیں ہیں

(۱) نافع، بزی، بصری، شامی: ـــــ تسہیل ہمزہ ثانیہ بلا ادخال۔

(۲) شعبہ، حمزہ، کسائی: ـــــ تحقیق ہمزتین بلا ادخال۔

(۳) قنبل، حفص: ـــــ ایک ہمزہ سے اٰمَنْتُمْ۔

ءٰامَنْتُمْ ((شعراء) میں بھی تین قراءتیں ہیں

(۱) نافع، مکی، بصری، شامی: ـــــ تسہیل ہمزہ ثانیہ بلا ادخال۔

(۲) شعبہ، حمزہ، کسائی: ـــــ تحقیق ہمزتین بلا ادخال۔

(۳) حفص: ـــــ ایک ہمزہ سے اٰمَنْتُمْ۔

فائدہ: اس لفظ میں ورش کے لیے مد بدل کی تثلیث بھی ہوگی۔

ءَاَمِنْتُمْ (ملک) میں چھ قراءتیں ہیں:

(۱) قالون، بصری، ہشام وجہ اول: ـــــ تسہیل ہمزہ ثانیہ مع ادخال۔

(۲) ورش وجہ اول، بزی: ـــــ تسہیل ہمزہ ثانیہ بلا ادخال۔

(۳) ورش وجہ ثانی: ـــــ ابدال ہمزہ ثانیہ بالالف (اٰمِنْتُمْ)

(۴) ہشام وجہ ثانی: ـــــ تحقیقِ ہمزتین مع ادخال۔

(۵) باقین (ابن ذکوان، کوفیین) علاوہ قنبل: ـــــ تحقیق ہمزتین بلا ادخال۔

یہ پانچ قراءتیں ءَاَنْذَرْتَهُمْ کی طرح ہیں۔

← ثانیہ بالالف، مگر اس لفظ میں صرف پہلی ایک وجہ ہے یعنی تسہیل بلا ادخال۔

تنبیہ: اس لفظ میں ابدال بالالف والی وجہ نہیں ہے، کیونکہ اگر دوسرے ہمزہ کو الف سے بدلا، تو دو الف جمع ہو جائیں گے۔ پس دو الفوں کی ادائیگی بیک وقت دشوار ہوگی۔ اس لیے ایک الف حذف ہو جائے گا۔ اور یہ قراءت بعینہٖ حفص کی قراءت کی طرح ہوگی۔ پس انشاء کا خبر کے ساتھ التباس ہو جائے گا۔ اس لیے ہمزۂ استفہام کی حفاظت۔ اور التباس کے خوف سے ابدال والی وجہ منع ہے۔

(۶) قنبل: وصلاً (ماقبل کے ضمہ کی وجہ سے) ابدالِ ہمزۂ اولیٰ بالواو مع تسہیلِ ثانیہ[1]۔

دوسری صورت: پہلا ہمزہ مفتوح، دوسرا مکسور۔ جیسے: ءَاِذَا۔

اس صورت میں دو قراءتیں ہیں: (۱) نافع، مکی، بصری: تسہیلِ ہمزۂ ثانیہ۔

(۲) باقین (شامی اور کوفیین) تحقیقِ ہمزتین ـــــ مگر ایک کلمہ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ (حٰمٓ سجدہ) میں ہشام کے لیے تسہیل و تحقیق دونوں ہے۔

فائدہ: قالون، بصری، ہشام اس صورت میں بھی ادخالِ الف کرتے ہیں۔ مگر اس صورت میں ہشام کے لیے ادخال و عدم ادخال دونوں ہیں۔ لیکن سات جگہ صرف ادخال ہے۔ وہ سات جگہ یہ ہیں: ءَاِذَا مَامِتُّ (مریم ع ۵) ءَ اِنَّكُمْ[2] لَتَاْتُوْنَ (اعراف ع ۱۰) ءَ اِنَّ لَنَا (اعراف ع ۱۴) اَئِنَّ لَنَا (شعراء ع ۳) اَئِنَّكَ (صٰفّٰت ع ۲) اَئِفْكًا (صٰفّٰت ع ۳) اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ[3] (فصلت ع ۲)

اب اس صورت میں پانچ قراءتیں ہوں گی۔

(۱) قالون، بصری: تسہیل مع ادخال ـــــ (۲) ورش، مکی: تسہیل محض۔

(۳-۴) ہشام: تحقیق مع الادخال و تحقیق بلا ادخال (دو وجہیں) مگر مذکورہ سات کلمات میں سے پہلے چھ میں تو صرف تحقیق مع ادخال ہے اور ساتویں میں چونکہ تسہیل بالخلف ہے، اس لیے اس میں "تحقیق مع ادخال"، اور "تسہیل مع ادخال" دو وجہیں ہوں گی۔

باقین (ابن ذکوان و کوفیین) تحقیقِ ہمزتین۔

لفظ اَئِمَّةً میں تین قراءتیں ہیں:

(۱) نافع، مکی، بصری: تسہیل بلا ادخال ـــــ (۲) ہشام وجہ اول: تحقیقِ ہمزتین مع

---

[1] اگرچہ ءَاَمِنْتُمْ (ملک) میں تین ہمزہ نہیں، دو ہمزہ ہیں، لیکن چونکہ ابدال بالواو میں اعراف والے کے ساتھ شریک ہے۔ اس لیے تبعاً اس کو بھی بیان کر دیا گیا۔ [2] اِنَّكُمْ اس لفظ کو نافع اور حفص کے علاوہ سب قراء دو ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔ [3] اور استفہام مکرر کے مواقع میں جہاں شامی کے لیے دو ہمزہ ہیں اُن سب میں بھی ہشام کے لیے صرف ادخال ہی ہے۔

ادخال ـــــ (۳) ہشام وجہ ثانی، ابن ذکوان اور کوفیین: تحقیقِ ہمزتین بلا ادخال۔

فائدہ: یہ ہمزہ مفتوحہ مکسورہ میں سے استفہامِ مفرد کا بیان تھا۔ ہمزہ مفتوحہ مکسورہ استفہامِ مکرر میں بھی آیا ہے۔ جیسے ءَاِذَا، اَءِنَّا ـــــ یہ نو سورتوں میں گیارہ جگہ آیا ہے: ۱۔رعد ع:۱، ۲و۳۔اسراء: ع:۵و۱۱، ۴۔مؤمنون ع:۵، ۵۔نمل ع:۶، ۶۔عنکبوت ع:۳، ۷۔الٓمٓ سجدہ ع:۱، ۸و۹۔صٰفّٰت ع:۱و۲، ۱۰۔واقعہ ع:۲، ۱۱۔نٰزِعٰت ع:۱۔

استفہامِ مکرر کے بارے میں عام اصول: یہ ہے کہ مدنی، کسائی: پہلے کو استفہام سے پڑھتے ہیں، اور دوسرے کو خبر۔ شامی: اس کے برعکس، پہلے کو خبر، دوسرے کو استفہام۔ باقی حضرات دونوں کو استفہام سے پڑھتے ہیں۔ چنانچہ سات جگہ رعد، اسراء، مؤمنون، الٓمٓ سجدہ، صٰفّٰت میں تو سب نے اس اصول کی پابندی کی ہے، مگر چار جگہ نمل، عنکبوت، واقعہ، نٰزعٰت میں بعض حضرات نے اس قاعدے کی مخالفت کی ہے۔

چنانچہ مکی، حفص: سب جگہ استفہام ـــــ مگر عنکبوت میں پہلے کو خبر پڑھتے ہیں۔

کسائی: سب جگہ پہلے کو استفہام، دوسرے کو خبر۔ مگر عنکبوت میں دونوں کو استفہام پڑھتے ہیں۔ اور نمل میں دوسرے موقعہ میں حسبِ قاعدہ خبر تو پڑھتے ہیں مگر ایک نون زیادہ کر کے پڑھتے ہیں یعنی ءَاِذَا، اِنَّنَا۔

نافع: سب جگہ پہلے کو استفہام دوسرے کو خبر پڑھتے ہیں۔ مگر نمل اور عنکبوت میں پہلے کو خبر، دوسرے کو استفہام سے پڑھتے ہیں۔

شامی: سب جگہ پہلے کو خبر دوسرے کو استفہام ـــــ مگر دو جگہ نمل، و نٰزِعٰت میں پہلے کو استفہام، دوسرے کو خبر پڑھتے ہیں۔ اور نمل میں کسائی کی طرح خبر میں ایک نون زیادہ کر کے ءَاِذَا، اِنَّنَا پڑھتے ہیں۔ اور واقعہ میں دونوں جگہ استفہام پڑھتے ہیں۔

فائدہ: استفہام اور خبر سے پڑھنے والے اپنے اپنے اصول کے مطابق تسہیل، ادخال و تحقیق کرتے ہیں ـــــ اور استفہامِ مکرر کے مواقع میں جہاں شامی کے لیے دو ہمزہ ہیں، اُن سب میں ہشام کے لیے ادخال بلا خلف ہے۔

تیسری صورت: پہلا ہمزہ مفتوح، دوسرا مضموم ــــ ایسے کلمے متفق علیہ صرف تین ہیں: قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ (آل عمران) ءَاُنْزِلَ (ص) ءَاُلْقِيَ (قمر)۔

اس میں تین قراءتیں ہیں:

(۱) نافع، مکی، بصری: تینوں جگہ تسہیل۔

(۲) ہشام: قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ میں صرف تحقیق۔ اور ءَاُنْزِلَ ، ءَاُلْقِيَ میں تسہیل اور تحقیق دو وجہیں۔

(۳) باقین (ابن ذکوان، کوفیین) تینوں جگہ۔ تحقیقِ محض۔

فائدہ: اس صورت میں بھی قالون، بصری، ہشام ہی ادخال کرتے ہیں۔ مگر اس صورت میں کچھ فرق ہے۔ قالون کے لیے تو صرف ادخال ہے (پہلی دو قسموں کی طرح) اور بصری کے لیے یہاں ادخال وعدم ادخال دونوں ہیں (جب کہ پہلی دو صورتوں میں صرف ادخال تھا) اور ہشام کے لیے (تینوں جگہ) ادخال وعدم ادخال دونوں ہیں (دوسری قسم کی طرح) مگر ہشام کے بعض ناقلین نے ایک تیسری وجہ بتائی ہے وہ یہ کہ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ میں عدم ادخال اور ءَاُنْزِلَ ، ءَاُلْقِيَ میں صرف ادخال۔ اور ادخال کی صورت میں صرف تسہیل ہوگی۔

اب اس اعتبار سے قراءتیں اس طرح ہوں گی:

(۱) قالون: تسہیل مع الادخال ــــ (۲) ورش، مکی: تسہیل بلا ادخال۔

(۳) بصری: دو وجہیں: تسہیل مع ادخال ــــ تسہیل بلا ادخال۔

(۴) ہشام: قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ میں دو وجہیں: تحقیق مع ادخال و تحقیق بلا ادخال اور ءَاُنْزِلَ ، ءَاُلْقِيَ میں تین وجہیں ہیں:

تسہیل مع ادخال ــــ تحقیق مع ادخال ــــ تحقیق بلا ادخال۔

(۵) باقین (ابن ذکوان، کوفیین) ــــ تحقیق بلا ادخال۔

فائدہ: اس تیسری قسم کا ایک کلمہ اور ہے، اَشَهِدُوْا (زخرف) ــــ اس میں

اختلاف ہے۔

نافع: دو ہمزہ سے ءَ اُشْہِدُوا پڑھتے ہیں۔ باقین: اَشَہِدُوا ایک ہمزہ سے۔

اس لفظ میں قالون کے لیے قاعدے کے موافق تسہیل تو بلا خلف ہے۔ مگر اپنے اصول کے خلاف (صرف ادخال کے بجائے) ادخال وعدمِ ادخال دونوں کرتے ہیں۔

پس اس میں نافع کی قراءت اس طرح ہے:

قالون: دو وجہیں: تسہیل مع ادخال و تسہیل محض ـــــ ورش: صرف تسہیل محض۔

فائدہ: ہمزتین کے درمیان ادخالِ الف سے بعض کی رائے یہ ہے کہ مد متصل ہو جائے گا ـــــ لیکن جمہور اہل ادا کے نزدیک مد متصل نہیں ہوگا، کیونکہ یہ حرف مدہ عارضی ہے۔ اور عوارض کا اس فن میں اعتبار نہیں کیا جاتا، اس لیے صرف قصر ہوگا۔

ہمزتین فی کلمتین کے احکام

دو کلموں میں دو ہمزوں کے جمع ہونے کی دو صورتیں ہیں:

متفق الحرکت: ایک جیسی حرکت والے ـــــ مختلف الحرکت: مختلف حرکت والے۔

ہمزتین متفق الحرکت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) دونوں مفتوح ہوں، جیسے: جَآءَ اَمْرُنَا (ہود) ـــ (۲) دونوں مکسور ہوں، جیسے: مِنَ السَّمَآءِ اِنْ (شعراء) (۳) دونوں مضموم ہوں۔ جیسے: اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ (احقاف)

تخفیف کے اصول: (۱) تخفیف کی پانچ صورتیں ہیں:

تسہیل ـــــ ابدال ـــــ حذف ـــــ نقل ـــــ سکتۂ لفظی۔

(۲) تخفیف صرف سما والوں (نافع، مکی، بصری) کے لیے ہوتی ہے۔ باقین کے لیے صرف تحقیق ہے۔

(۳) پہلے ہمزہ میں تخفیف تسہیل کے ذریعہ ہوتی ہے یا حذف کے۔ اور دوسرے میں تسہیل یا ابدال کے۔

(۴) پہلے ہمزہ میں تخفیف صرف قالون، بزی، بصری کرتے ہیں۔ دوسرے میں ورش اور قنبل۔

(۵) جو قاری پہلے ہمزہ میں تخفیف کرتے ہیں، ان کے لیے دوسرے ہمزہ میں تحقیق ہوگی۔ اور جو دوسرے ہمزہ میں تخفیف کرتے ہیں، ان کے لیے پہلے ہمزہ میں تحقیق ہوگی۔ قراء میں سے کوئی بھی دونوں ہمزوں میں تخفیف نہیں کرتا۔

(۶) تخفیف صرف وصل میں ہوتی ہے وقف میں نہیں، اگر پہلے ہمزہ پر وقف کر دیا گیا، تو پھر دونوں ہمزہ بالاتفاق تحقیق سے پڑھے جائیں گے۔ البتہ حمزہ، ہشام وقفاً تخفیف کرتے ہیں۔ مگر ان کا ذکر "حمزہ، ہشام کے وقف کا بیان" میں آئے گا۔

ہمزۂ اولیٰ کی تخفیف: (۱) بصری: تینوں قسموں میں پہلے ہمزہ کو حذف کرتے ہیں، جیسے: جَآءَ اَمْرُنَا سے جَا اَمْرُنَا ، مِنَ السَّمَآءِ اِنْ سے مِنَ السَّمَا اِنْ ، اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ سے اَوْلِيَا اُولٰٓئِكَ۔

(۲) قالون، بزی: مفتوحتین میں تو بصری کی طرح ہیں۔ باقی دو قسموں میں سے مضمومتین میں تسہیل کالواو، اور مکسورتین میں تسہیل کالیاء کرتے ہیں مگر بِالسُّوْٓءِ اِلَّا (یوسف) میں دو وجہیں ہیں: (۱) قاعدہ کے موافق تسہیل کالیاء (۲) پہلے ہمزہ کا واو سے ابدال اور پھر ادغام۔ بِالسُّوِّ اِلَّا۔

ہمزہ ثانیہ کی تخفیف: ورش، قنبل: دوسرے ہمزہ میں تخفیف کرتے ہیں دو طرح سے:

(۱) تسہیل کالمد: یعنی مفتوحتین میں تسہیل کالالف، مضمومتین میں تسہیل کالواو، مکسورتین میں تسہیل کالیاء —— (۲) ابدال بحرف مد یعنی دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے مناسب حرف مد سے بدلنا۔ جیسے: جَآءَ اجَلُهُمْ ، مِنَ السَّمَآءِ يِنْ ، اَوْلِيَآءُ وُولٰٓئِكَ۔

البتہ دو کلمات هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ (بقرہ) اور عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ (نور) میں

صرف ورش کے لیے ایک تیسری وجہ بھی ہے "ہمزہ ثانیہ کو یاء مکسورہ سے بدلنا" یعنی
هٰٓؤُلَآءِ یِنْ کُنْتُمْ ، عَلَى الْبِغَآءِ یِنَ اَرَدْنَ۔

قاعدہ: اگر حرف مد کے بعد ہمزہ مغیرہ آجائے، تو اس میں مد و قصر دو وجہیں ہیں: مد اس لیے، کہ حکماً ہمزہ موجود ہے۔ اور قصر: اس لیے، کہ ہمزہ میں تغیر ہو گیا ہے۔ تغیر کی تین صورتیں ہیں: تسہیل، حذف، ابدال۔ علامہ دانی اور شاطبی کی رائے پر ہر صورت میں مد اولیٰ ہے پھر قصر —— مگر علامہ جزری کی رائے یہ ہے کہ اگر تغیر کے بعد ہمزہ کا اثر باقی نہ رہے جیسے حذف وابدال کی صورت میں، تو قصر اولیٰ ہے پھر مد۔ اور اگر اثر باقی رہے جیسے تسہیل کی صورت میں، تو مد اولیٰ ہے پھر قصر۔ تمام اہل ادا کا اسی پر عمل ہے۔

ہمزتین مختلف الحرکت کے احکام

تخفیف کے اصول: (۱) ان میں بھی صرف سما والے (نافع، مکی، بصری) ہی تخفیف کرتے ہیں باقی قراء تحقیق سے پڑھتے ہیں (۲) یہاں تخفیف صرف دوسرے ہمزہ میں ہوتی ہے پہلے میں نہیں —— (۳) ان میں تخفیف صرف تسہیل وابدال کے ذریعہ ہوتی ہے حذف ونقل کے ذریعہ نہیں۔

ہمزتین مختلف الحرکت کی عقلاً چھ قسمیں اور تخفیف کے طریقے۔

نمبر شمار	اقسام	تخفیف کا طریقہ
(۱)	تَفِیْٓءَ اِلٰى یعنی پہلا مفتوح دوسرا مکسور	تسہیل کالیاء
(۲)	جَآءَ اُمَّةً یعنی پہلا مفتوح دوسرا مضموم	تسہیل کالواو
(۳)	نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ یعنی پہلا مضموم دوسرا مفتوح	واو مفتوحہ سے ابدال، نَشَآءُ وَصَبْنٰهُمْ

(۴)	السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا یعنی پہلا مکسور دوسرا مفتوح	یاء مفتوحہ سے ابدال، السَّمَآءِ یَوِ ائۡتِنَا
(۵)	یَشَآءُ اِلٰی یعنی پہلا مضموم دوسرا مکسور	دو وجہیں (۱) تسہیل کالیاء، یہ وجہ قیاس کے زیادہ موافق ہے (۲) واوِ مکسورہ سے ابدال، یَشَآءُ وِلٰی، یہ اکثر قراء کا مذہب ہے اور سماعی ہے۔
(۶)	پہلا مکسور اور دوسرا مضموم، یہ صورت قرآنِ پاک میں نہیں ہے۔	

ہمزۂ مفردہ کے احکام

ہمزۂ مفردہ: وہ ہمزہ ہے جو اکیلا ہو، کسی دوسرے ہمزے کے ساتھ نہ ہو۔
ہمزہ مفردہ کی تخفیف کے تین طریقے ہیں: ابدال ــــ نقل ــــ سکتۂ لفظی۔

ابدال کا بیان

ہمزہ مفردہ کی تخفیف کا پہلا طریقہ ''ابدال'' ہے۔
ہمزہ مفردہ کے بارے میں ورش کے دو اصول ہیں:
پہلا اصول: ہمزہ ساکنہ کے بارے میں۔
اگر ہمزہ ساکن ہو، فاکلمہ کی جگہ ہو، تو ورش اس کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف مد سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے فَأْتُوا، الْمُؤْمِنُوْنَ، اِئْتِ سے فَاتُوا، الْمُومِنُوْنَ، اِیتِ
البتہ لفظ ''اِیْوَاء'' کے تمام مشتقات ابدال سے مستثنٰی ہیں۔ قرآنِ پاک میں ''اِیْوَاء'' سے مشتق صرف تین کلمے آئے ہیں: (۱) فَأْوٗا (کہف) (۲) تُؤْوِیْ (احزاب) تُؤْوِیْهِ (معارج) (۳) الْمَأْوٰی، مَأْوٰهُ جیسے بھی آئے۔
تنبیہ: اگر ہمزہ ساکن فاکلمہ کی جگہ واقع نہ ہو تو پھر ابدال نہیں کرتے۔ مگر تین لفظ

بِئْسَ، بِئْرِ اور الذِّئْبُ میں ابدال کرتے ہیں، حالاں کہ ان میں ہمزہ فا کلمہ کی جگہ میں نہیں ہے بلکہ عین کلمہ کی جگہ میں ہے۔

فا کلمہ کی پہچان: جو ہمزہ ساکنہ ''اَتَيْنَ مَوْقَ'' کے سات حرفوں میں سے کسی کے بعد ہوگا وہ فا کلمہ کی جگہ ہوگا۔ جیسے: اِئْتِ ، تَاْلَمُوْنَ، يَاْلَمُوْنَ، نَاْكُلَ، مُؤْمِنٌ، وَاْمُرْ ، فَاْتِنَا۔

دوسرا اصول: ہمزہ متحرکہ کے بارے میں۔

ہمزہ متحرکہ کے ابدال کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) فا کلمہ میں ہو، (۲) مفتوح ہو (۳) ماقبل مضموم ہو، تو ورش اس کو واو مفتوحہ سے بدلتے ہیں۔ جیسے: مُؤَجَّلًا سے مُوَجَّلًا۔ يُؤَيِّدُ سے يُوَيِّدُ۔

پس فُؤَادُ، تَاَخَّرَ ، وَلَا يَئُوْدُهٗ میں ابدال نہیں ہوگا شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے، مگر لِئَلَّا میں بلاشرط یاء سے ابدال کرتے ہیں حالاں کہ لِئَلَّا حرف ہے اور ہمزہ فا کلمہ میں نہیں ہے۔

اور اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ (توبہ) میں ہمزہ کو یا سے بدل کر پہلی یا زائدہ کا اس میں ادغام کرتے ہیں یعنی اِنَّمَا النَّسِيُّ پڑھتے ہیں حالاں کہ اس میں بھی ہمزہ فا کلمہ نہیں ہے۔

پس ورش کے نزدیک مستثنیٰ کلمات پانچ ہوگئے: بِئْرِ ، بِئْسَ، بِئْسَمَا ، الذِّئْبُ لِئَلَّا ، اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ۔

ابدال کے بارے میں سوسی کا اصول

سوسی: ہر ہمزہ ساکنہ کو مطلقاً حرف مد سے بدلتے ہیں۔ فا کلمہ میں ہو، جیسے: يَاْخُذُ یا عین کلمہ میں جیسے: الْبَاْسِ ۔ یا لام کلمہ میں جیسے: جِئْتِ۔

البتہ چھ صورتوں میں ابدال نہیں کرتے: (۱) مجزوم کلمات کا ہمزہ جو چھ کلمات میں

انیس[۱۹] جگہ آیا ہے: اَوْ نَنْسَأْهَا[۱]، تَسُؤْهُمْ، يَشَأْ، نَشَأْ، يُهَيِّئْ، اَمْ لَمْ يُنَبَّأْ[۲]

(۲) امر کا ہمزہ۔ جو پانچ کلمات میں گیارہ جگہ آیا ہے: اَنْبِئْهُمْ، اَرْجِئْهُ[۳]، اِقْرَأْ، هَيِّئْ، نَبِّئْ۔

(۳) ابدال سے کلمہ ثقیل ہوجائے، ایسا صرف ایک کلمہ ہے جو دو جگہ آیا ہے: تُؤْوِيْ (احزاب) تُؤْوِيْهِ (معارج)

(۴) ابدال سے معنی میں التباس ہوجائے، ایسا صرف ایک کلمہ ہے، وَرِءْيًا[۴] (مریم)

(۵) ابدال سے لفظی التباس ہوجائے۔ اگرچہ معنی میں فرق نہ آئے جیسے: مُؤْصَدَةٌ[۵] (دو جگہ بلد، ہمزہ)

۱۔ مکی اور بصری نُنْسِهَا (بقرہ ع ۱۳) کو نَنْسَأْهَا پڑھتے ہیں۔

۲۔ اِلَّا نَبَّأْتُكُمَا (یوسف) وَاِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا (اسراء) میں ہمزہ پر جزم عاملِ جازم کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ ضمیر ''تُ'' اور ''تُمْ'' کے ساتھ اتصال کی وجہ سے آیا ہے، اس لیے ان میں ابدال ہوگا۔

۳۔ اَرْجِهْ (اعراف ع:۱۴، شعراء ع:۳) اس لفظ کو بصری ہمزہ کے ساتھ اَرْجِئْهُ پڑھتے ہیں۔

۴۔ رِءْيًا: وہ چیز جو دیکھنے میں اچھی معلوم ہو، یہ راى رُؤْيَةً سے بنا ہے بمعنی دیکھنا۔ اگر ہمزہ کو یا سے بدل دیں، تب حسب قاعدہ ادغام ہوگا۔ اور یہ رِيًّا ہوجائے گا۔ اس صورت میں یہ شبہ ہوجائے گا کہ یہ رَوِيَ ''بمعنی سیراب ہونا'' سے بنا ہے، اسی وجہ سے ابدال نہیں کیا، تاکہ ایک لغت کا دوسرے لغت کے ساتھ التباس نہ ہو۔ تنبیہ: اس لفظ میں قالون اور ابن ذکوان کے لیے ابدال و ادغام ہے۔

۵۔ مُؤْصَدَةٌ کے بارے میں ایک جماعت کی رائے ہے جن میں بصری، حفص، حمزہ بھی ہیں کہ یہ ''اٰصَدَ'' سے بنا ہے اور مہموز الفاء ہے۔ اور ایک جماعت کی رائے ہے جن میں باقی قراء بھی ہیں کہ یہ اَوْصَدَ سے بنا ہے۔ پس ابدال سے لفظی التباس ہوجاتا۔ اگرچہ معنی دونوں صورتوں میں ایک ہی ہیں۔

(۶) بَارِئِكُمْ (دو جگہ بقرہ) اس میں سوسی ہمزہ کو تخفیفاً ساکن پڑھتے ہیں۔ پس سکون کے عارض ہونے کا خیال کرتے ہوئے ابدال نہیں کیا۔

فائدہ: الذِّئْبُ میں کسائی نے، اور اللُّؤْلُؤُ (معرفہ ہو یا نکرہ) میں شعبہ نے بھی اپنے اصول کے خلاف ابدل کیا ہے۔ باقی قراء پورے باب میں ہمزہ ساکن پڑھتے ہیں۔

تنبیہ: علامہ شاطبی کے بیان کے مطابق سوسی کے جملہ مستثنیات سینتیس [۳۷] ہیں۔ اور علامہ دانی کے نزدیک پینتیس۔ کیونکہ تیسیر میں وَ بَارِئِكُمْ کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ ان کے نزدیک اس لفظ میں دونوں جگہ ابدال ہے۔

نقل کا بیان

ہمزۂ مفردہ کی تخفیف کا دوسرا طریقہ "نقلِ حرکت" ہے جو وصلاً روایت ورش کے ساتھ خاص ہے۔ جب کسی کلمہ کے آخر میں حرفِ صحیح [۱] ساکن ہو، اور دوسرے کلمہ کے شروع میں ہمزۂ قطعی، تو ورش ہمزہ کی حرکت ماقبل ساکن کو دے کر ہمزہ کو حذف کردیتے ہیں۔ وصل اور وقف دونوں حالتوں میں۔ اسی کو اصطلاح میں "نقلِ حرکت" کہتے ہیں، وہ ساکن خواہ تنوین ہو، جیسے: كُفُوًا اَحَدٌ یا لام تعریف، جیسے: اَلْاَرْضَ یا کوئی اور حرف، جیسے: مَنْ اٰمَنَ، خَلَوْا اِلٰی۔ مگر كِتٰبِيَهْ اِنِّيْ جمہور قراء کے نزدیک بوجہ ہاءِ سکتہ نقل [۲] سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ ہاءِ سکتہ زائد ہوتی ہے اور اصل اس میں ساکن ہونا ہے۔

---

۱ حرفِ صحیح ساکن سے مراد: حرف مد کے علاوہ ہے، کیونکہ حرف مد پر مد ہوتا ہے جو ایک قسم کی تخفیف ہے، اسی وجہ سے میم جمع پر بھی نقل حرکت نہیں کرتے کیونکہ میم جمع کے بعد ہمزہ قطعی آنے کی صورت میں ورش صلہ کرتے ہیں، اور صلہ حرفِ مد ہے۔

۲ تیسیر میں یہی ہے۔ شاطبیہ میں نقل بھی مذکور ہے۔

فائدہ: تین کلمات میں قالون، اور ایک کلمہ میں بصری بھی ورش کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

(۱) آٰلْـٰٔنَ (دو جگہ یونس) اس میں ورش کے ساتھ قالون نقل حرکت کرتے ہیں۔

تنبیہ: آٰلْـٰٔنَ اصل میں ءَ اَلْـٰٔنَ تھا۔ اس میں تمام قراء کے لیے دو وجہیں ہیں: تسہیل اور ابدال۔ مگر ابدال بہتر ہے۔ اور اٰلْ میں مد لازم ہے۔ اور 'انَ میں ورش کے نزدیک مد بدل ہے۔ اور مد لازم قوی ہے مد بدل سے —— قالون اور ورش دونوں نقل حرکت کرتے ہیں، تو اب مد لازم میں طول اور قصر دونوں جائز ہوں گے۔ طول: اس لیے کہ اصل میں مد لازم ہے، اور قصر: اس لیے کہ حرکت آگئی ہے عارضی ہی سہی۔

پس 'الْـٰٔنَ میں قالون کے لیے وصلاً صرف تین وجہیں ہوں گی، ابدال مع الطول والقصر، تسہیل۔ اور ورش کے لیے سات وجہیں ہوں گی: ۱تا۳-ابدال مع الطول مع (مد بدل کی) وجوہِ ثلاثہ۔ ۴-ابدال بالقصر مع القصر ۔۵تا۷-تسہیل مع (مد بدل کی) وجوہ ثلاثہ —— اور دو وجہیں ناجائز ہیں: ابدال بالقصر مع التوسط والطول، کیونکہ باوجود نقل حرکت کے مد لازم، مد بدل سے قوی ہے۔ اور ان صورتوں میں ترجیح ضعیف کی قوی پر لازم آتی ہے، جو جائز نہیں۔

اور اگر آٰلْـٰٔنَ پر وقف کردیں تو پھر قالون اور ورش دونوں کے لیے نو وجہیں ہوں گی: قالون کے لیے تین اٰلْ میں ہوں گی (جیسا کہ اوپر گذریں) اور تین 'انَ میں ہوں گی مد عارضی وقفی کی وجہ سے۔

ورش کے لیے بھی نو وجہیں ہوں گی: سات وہ ہی جو اوپر گذریں مد بدل کی تثلیث کے ساتھ۔ اور دو وجہیں وہ جو ناجائز تھیں، وہ بھی بحالتِ وقف جائز ہیں، مد عارض وقفی کا اعتبار کرتے ہوئے، کیونکہ مد عارض وقفی مد بدل سے قوی ہے۔

(۲) عَادَ ۨا الْاُوْلٰی: اس کلمہ میں ورش کے ساتھ قالون اور بصری بھی نقل کرتے ہیں۔ اور پھر تنوین کا لام میں ادغام کرتے ہیں —— اور قالون ہر صورت میں واو

کے بجائے ہمزہ پڑھتے ہیں۔ خواہ "عَادًا" سے ملا کر پڑھیں یا "اَلْاُوْلٰی" سے ابتداء کریں ـــــ پس بحالتِ وصل تین قراءتیں ہوں گی۔

(۱) قالون: عَادًا الُّؤْلٰی ـــــ (۲) ورش، بصری: عَادًا الُّوْلٰی۔

(۳) باقین: عَادًا الْاُوْلٰی[۱]:۔

اور بحالتِ ابتداء پانچ قراءتیں ہوں گی:

(۱-۲) قالون: اَلُؤْلٰی، لُؤْلٰی ـــــ (۳) قالون، بصری: اَلْاُوْلٰی (ابتداء بالاصل[۱] بغیر نقل کے) یہی افضل ہے۔

(۴-۵) ورش، بصری: اَلُوْلٰی، لُوْلٰی ـــــ باقی قراء کے لیے ابتداء بالاصل متعین ہے۔ یعنی اَلْاُوْلٰی۔

(۳) رِدْءًا: اس میں قالون اور ورش دونوں اپنے اصول کے خلاف نقل کرتے ہیں، قالون اس لیے، کہ ان کا مذہب ہی نقل نہیں ہے۔ اور ورش: اس لیے، کہ ساکن اور ہمزہ دونوں ایک کلمہ میں ہیں۔

سکتۂ لفظی کا بیان

تخفیفِ ہمزہ کا تیسرا طریقہ "سکتۂ لفظی" ہے۔ یہ بطریق تیسیر وشاطبیہ مذہبِ حمزہ کے ساتھ خاص[۲] ہے۔

سکتہ کی غرض: اظہارِ ہمزہ ہے۔ اور سکتہ کا محل: ہمزہ سے پہلے ساکن صحیح ہے۔

ہمزہ سے پہلے جس ساکن صحیح پر ورش حالین میں نقل کرتے ہیں، اسی ساکن پر حمزہ کے لیے وقف میں دو وجہیں[۳] ہیں: نقل، ترکِ نقل۔

۱۔ اس صورت میں قالون واو کو ہمزہ سے نہیں بدلتے واو ہی پڑھتے ہیں، کیونکہ واو کو ہمزہ سے بدلنے کی صورت میں اجتماع ہمزتین ہو جاتا ہے۔

۲۔ یہاں سکتہ سے مراد سکتہ قلیلہ ہے۔ امام حفصؒ کے چار سکتوں کی طرح۔ ←

اور بحالت وصل ہمزہ سے پہلے ساکن صحیح آنے کی صورت میں تفصیل یہ ہے کہ۔
ایک کلمہ میں صرف شَیْءٌ اور شَیْـًٔا کی یاء پر۔ اور دو کلمات میں سے صرف "اَلْ" پر۔

خلف: صرف سکتہ ـــــ خلاد: سکتہ اور ترکِ سکتہ دونوں۔

اور دو کلمات میں سے ساکن منفصل جیسے: مَنْ اٰمَنَ ، خَلَوْا اِلٰی وغیرہ پر۔

خلف: سکتہ و ترک سکتہ دونوں ـــــ خلاد: صرف ترک سکتہ۔

فائدہ: شَیْءٌ اور شَیْـًٔا میں بحالتِ وقف سکتہ نہیں ہوگا بلکہ دوسری دو وجہیں ہوں گی:

(۱) نقل اور ہمزہ کا حذف۔ جیسے: شَیْ، شَیَا

(۲) ہمزہ کو یاء سے بدلنا اور پھر ادغام کرنا۔ جیسے: شَیّ، شَیَّا۔

تنبیہ: حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزہ آنے کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو، جیسے: مَنْ اٰمَنَ اس کو ساکن منفصل، ساکن مفصول یا مفصول عام کہتے ہیں۔

(۲) ہمزہ لام تعریف کے بعد ہو، جیسے: اَلْاَرْضَ اس کو ساکن موصول یا مفصول خاص کہتے ہیں۔

(۳) حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزہ ایک کلمہ میں ہو، خواہ کسی کلمہ میں ہو۔ جیسے: "اَلْقُرْءَ ان" اس کو موصولِ عام کہتے ہیں۔

(۴) حرفِ صحیح ساکن کے بعد ہمزہ شَیْءٌ اور شَیْـًٔا میں ہو۔ اس کو موصول خاص کہتے ہیں۔

← ۱ مگر میم جمع میں دو وجہیں نہیں ہیں۔ اس میں صرف ترکِ نقل ہے، اس لیے کہ حمزہ وقف میں نقل حرکت وہاں کرتے ہیں جہاں ورش نقل کرتے ہیں، میم جمع میں چونکہ ورش نقل نہیں کرتے۔ اس لیے حمزہ بھی نقل نہیں کرتے۔

ہمزہ والے کلمہ پر حمزہ وہشام کے وقف کا بیان

ہمزہ کی تین قسمیں ہیں: ہمزۂ مبتدءہ ــــ ہمزۂ متوسطہ ــــ ہمزۂ متطرفہ۔

ہمزۂ مبتدءہ: وہ ہمزہ ہے جو کلمہ کے شروع میں ہو جیسے: اَلْحَمْدُ۔

ہمزۂ متوسطہ: وہ ہمزہ ہے جو کلمہ کے درمیان میں ہو، جیسے: یُؤْمِنُوْنَ۔

ہمزۂ متطرفہ: وہ ہمزہ ہے جو حقیقۃً کلمہ کے آخر میں ہو، جیسے: جَآءَ۔

ہمزۂ متوسطہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) ہمزہ متوسطہ حقیقی: جیسے: یُؤْمِنُوْنَ۔

(۲) ہمزۂ متوسطہ حکمی: وہ ہمزۂ متطرفہ ہے جو کسی ضمیر یا نصب کی تنوین کی وجہ سے متوسطہ ہو گیا ہو۔ جیسے: اٰبَآؤُكُمْ، شَيْـًٔا۔

(۳) ہمزۂ متوسطہ بزوائد: وہ ہمزۂ مبتدءہ ہے جو کسی حرف یا کلمہ کی وجہ سے متوسطہ ہو گیا ہو۔ جیسے: فَاْتِ، قَالَ ائْتُوْنِیْ۔

کلماتِ موقوفہ میں ہمزہ متوسطہ ہو، تو صرف حمزہ تخفیف کرتے ہیں۔ اور ہمزہ متطرفہ ہو، تو حمزہ وہشام دونوں تخفیف کرتے ہیں ــــ ہمزۂ مبتدءہ میں تخفیف نہیں ہے۔

تخفیف کی دو قسمیں ہیں: تخفیف قیاسی (یا تصریفی) تخفیف رسمی۔

تخفیف قیاسی: وہ ہے جو صرفی ونحوی قواعد کی موافقت کے بعد نقل کے تابع ہو۔

تخفیف رسمی: وہ ہے جو رسم کی موافقت کے بعد نقل کے تابع ہو۔

تخفیف قیاسی کی پانچ صورتیں ہیں: ابدال، نقل، حذف، تسہیل، ابدال مع الادغام اور تخفیف رسمی کی تین صورتیں ہیں: ابدال ــــ ابدال مع الادغام ــــ حذف۔

ہمزہ متوسطہ ہو یا متطرفہ دونوں کی تین قسمیں ہیں

ہمزہ ساکن ماقبل متحرک: ہمزہ متحرک ماقبل ساکن۔ ہمزہ متحرک ماقبل متحرک۔

ہمزہ ساکن ماقبل متحرک میں تخفیف قیاسی کی صرف ایک قسم پائی جاتی ہے۔

ابدال: کلمۂ موقوفہ میں ہمزہ ساکن ماقبل متحرک ہو، متوسطہ ہو یا متطرفہ، تو ہمزہ کو

ماقبل کی حرکت کے موافق حرف مد سے بدل دیتے ہیں، جیسے: یَاکُلُوْنَ، یُوفَكُ، الذِّیبُ[۱]، اِقْرَا[۲]، نَبِّیْ، بَدَا، یُبْدِیْ، اِنِ امْرُوًا[۳]۔

ہمزہ متحرک ماقبل ساکن میں تخفیف قیاسی کی چار قسمیں پائی جاتی ہیں:

(۱) نقل وحذف: کلمۂ موقوفہ میں ہمزہ متحرک ماقبل ساکن ہو، متوسطہ ہو یا متطرفہ، تو ہمزہ کی حرکت ماقبل ساکن کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دیتے ہیں۔ بشرطیکہ ماقبل ''الف، اور واو یا'' زائدہ نہ ہو، جیسے[۴]: اَلْقُرْاٰنُ، النَّشْاَۃَ سے اَلْقُرَانُ، اَلنَّشَہْ اور جیسے[۵]: دِفْءٌ، مِلْءُ، جُزْءٌ، اَلْمَرْءِ، اَلْخَبْءَ سے دِفْ، مِلْ، جُزْ، اَلْمَرْ، اَلْخَبْ اور جیسے[۶]: السُّوْٓاٰی، سِیْئَتْ، سَوْاٰتِکُمْ، شَیْئًا سے السُّوَا، سِیَتْ، سَوَاتِکُمْ، شَیَا اور جیسے[۷]: لَتَنُوْٓاُ (قصص) اَلْمُسِیْٓءُ (غافر) سَوْءٍ، شَیْءٌ سے لَتَنُوْ، اَلْمُسِیْ، سَوْ، شَیْ۔

(۲) تسہیل: لیکن اگر ہمزہ متحرک ماقبل ساکن ''الف'' ہو۔ اور ہمزہ متوسطہ ہو، تو تسہیل ہوگی۔ جیسے: خَآئِفِیْنَ۔

(۳) ابدال بالالف: اور اگر ہمزہ متحرک ماقبل ساکن ''الف'' ہو۔ اور ہمزہ متطرفہ ہو، تو ہمزہ کا الف سے ابدال ہوگا، جیسے: اَلسُّفَھَآءُ اس صورت میں حمزہ وہشام دونوں کے لیے طول، توسط، قصر تینوں وجہیں[۸] ہوں گی۔

۱۔ ہمزہ متوسطہ کی مثال۔ ۲۔ دو مثال: ہمزہ متطرفہ جس کا سکون اصلی ہو۔ ۳۔ تین مثال: ہمزہ متطرفہ جس کا سکون عارضی ہو۔ ۴۔ ہمزہ متوسطہ ماقبل ساکن صحیح کی مثال۔

۵۔ ہمزہ متطرفہ ماقبل ساکن صحیح کی مثال۔ ایسی صرف پانچ ہی مثالیں ہیں۔

۶۔ پہلی دو مثالیں ہمزہ متوسطہ ماقبل واو، یا مدہ اصلی کی۔ اور دو مثالیں: واو، یالین اصلی کی ہیں۔

۷۔ پہلی دو مثالیں ہمزہ متطرفہ ماقبل واو، یا اصلی مدہ کی۔ اور دو مثالیں واو، یالین اصلی کی ہیں۔

۸۔ کیونکہ ابدال بالالف کی صورت میں دو الف جمع ہو جاتے ہیں۔ اب اس میں دو صورتیں ہوں گی: ایک الف کو حذف کیا جائے یا دونوں کو باقی رکھا جائے۔ اگر پہلے کو حذف کریں تو قصر ہوگا۔ دوسرے کو حذف کریں تو طول وقصر ہوگا۔ اگر دونوں کو باقی رکھیں تو ایک الف کا اضافہ ہوگا دو ساکنوں کے درمیان جدائی کے لیے، تب طول ہوگا اور سکون وقفی کی وجہ سے توسط بھی ہوگا۔

تنبیہ : جمہور کے نزدیک تو اس صورت میں یہی ابدال بالالف ہے۔ بعض کے نزدیک تسہیل مع الروم بھی جائز ہے بشرطیکہ ہمزہ مضموم یا مکسور ہو۔ جیسے: یَشَآءُ، مِنْ مَّآءٍ اس صورت میں ہشام کے لیے توسط وقصر، اور حمزہ کے لیے طول وقصر ہوگا۔[1]

(۴) ابدال مع الادغام: کلمۂ موقوفہ میں ہمزہ متحرک ماقبل ساکن "واو، یا" زائدہ ہو ہمزہ متوسطہ ہو یا متطرفہ۔ تو ہمزہ کو "واو، یاء" سے بدل کر "واو، یا" زائدہ کا ان میں ادغام کرتے ہیں ـــــ ہمزہ متوسطہ بعد از یاء زائدہ: جیسے: خَطِیْٓـَٔتُہٗ، هَنِیْٓـًٔا، مَّرِیْٓـًٔا سے خَطِیَّتُہٗ، هَنِیًّا، مَرِیًّا۔ اور واو زائدہ کی مثال قرآن پاک میں نہیں۔ اس صورت میں روم واشمام نہیں ہوتا۔

ہمزہ متطرفہ بعد از واو، یاء زائدہ: جیسے: قُرُوْٓءٍ، بَرِیْٓءٌ، النَّسِیْٓءُ۔ اور بقراءتِ حمزہ دُرِّیْٓءٌ سے قُرُوَّ، بَرِیَّ، اَلنَّسِیَّ، دُرِیَّ۔ اس میں ابدال مع الادغام کے ساتھ حسبِ حرکت روم واشمام بھی جائز ہے۔ قرآن پاک میں ایسی چار ہی مثالیں ہیں۔

ہمزہ متحرک ماقبل متحرک صرف متوسطہ ہوتا ہے۔ اس کی نو قسمیں ہیں:

(۱) ہمزہ مفتوح ماقبل مضموم: جیسے: یُؤَیِّدُ (۲) مفتوح ماقبل مکسور: جیسے خَاطِئَۃٍ۔

(۳) مفتوح ماقبل مفتوح: جیسے: سَاَلَ (۴) مکسور ماقبل مفتوح: جیسے: یَوْمَئِذٍ۔

(۵) مکسور ماقبل مکسور: جیسے: خٰسِئِیْنَ (۶) مکسور ماقبل مضموم: جیسے: سُئِلُوْا۔

(۷) مضموم ماقبل مفتوح: جیسے: یَکْلَؤُکُمْ (۸) مضموم ماقبل مکسور: جیسے: مُسْتَهْزِءُوْنَ

(۹) ہمزہ مضموم ماقبل مضموم: جیسے: بِرُءُوْسِکُمْ۔

ہمزہ متحرک ماقبل متحرک کی ان نو قسموں میں تخفیف قیاسی کی دو صورتیں پائی جاتی ہیں:

(۱) ابدال: کلمۂ موقوفہ میں ہمزہ مفتوح ماقبل مضموم کا "واو" سے۔ اور ہمزہ مفتوح ماقبل مکسور کا "یاء" سے ابدال ہوتا ہے۔ جیسے: یُؤَیِّدُ سے یُوَیِّدُ اور خَاطِئَۃٍ سے خَاطِیَۃٌ۔

(۲) تسہیل: ہمزہ متحرک ماقبل متحرک کی باقی سات قسموں میں تسہیل ہے۔

---

[1] اس کا بیان آگے آئے گا تخفیفِ رسمی کی تیسری قسم کے بیان میں۔

فائدہ: ہمزہ ساکن ماقبل متحرک کے اصول کے موافق وَرِءْيًا، تُؤْوِي، تُؤْوِيهِ میں ابدال ہے، ابدال کے بعد اظہار وادغام دونوں صحیح ہیں یعنی وَرِيْيًا، وَرِيًّا، تُووِي، تُوِّي، تُووِيهِ، تُوِّيهِ۔ اظہار قیاسی ہے۔ اور ادغام رسمی۔ اور رسم کی موافقت کی بنا پر ادغام اولیٰ ہے۔

فائدہ: أَنْبِئْهُمْ، نَبِّئْهُمْ میں ابدال کے بعد ھا کا کسرہ اور ضمہ دونوں صحیح ہیں، لیکن ضمہ اولیٰ ہے۔

تنبیہ: جاننا چاہئے کہ تخفیف قیاسی کی دو قسمیں ہیں: متفق علیہ، مختلف فیہ۔

متفق علیہ: وہ تخفیف ہے جس پر تمام اہل ادا اور نحویوں کا اتفاق ہو۔

مختلف فیہ: وہ تخفیف ہے جس پر تمام اہل ادا اور نحویوں کا اتفاق نہ ہو۔

متفق علیہ کی سات صورتیں ہیں جو بیان ہوئیں۔ اب مختلف فیہ کو بیان کرتے ہیں۔

مختلف فیہ کی تین صورتیں ہیں: ایک: ہمزہ متحرک ماقبل متحرک سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ایک: ہمزہ متحرک ماقبل ساکن سے۔ اور ایک: دونوں میں مشترک ہے۔

ہمزہ متحرک ماقبل متحرک میں تخفیف قیاسی مختلف فیہ کی ایک قسم پائی جاتی ہے۔

ابدال: کلمۂ موقوفہ میں ہمزہ مکسور ماقبل مضموم کو واو سے اور ہمزہ مضموم ماقبل مکسور کو یاء سے بدلتے ہیں۔ جیسے: سُئِلَ سے سُوِلَ۔ اور مُسْتَهْزِءُونَ سے مُسْتَهْزِيُونَ یہ اخفش کا مذہب ہے۔ پس ان دونوں صورتوں میں تسہیل وابدال دو وجہیں ہوئیں: تسہیل برائے جمہور، اور ابدال برائے اخفش۔

فائدہ: نو صورتوں میں سے اخفش کے نزدیک چار صورتوں میں ابدال ہے۔ اور پانچ صورتوں میں تسہیل۔ اور جمہور کے نزدیک: دو صورتوں میں ابدال ہے، اور سات صورتوں میں تسہیل۔

ہمزہ متحرک ماقبل ساکن میں تخفیف قیاسی مختلف فیہ کی ایک قسم پائی جاتی ہے۔

ابدال مع الادغام: کلمۂ موقوفہ میں ہمزہ متحرک ماقبل ساکن، واو، یاء اصلی ہو۔ ہمزہ

متوسطہ ہو یا متطرفہ۔ تو ہمزہ کو واو، یاء سے بدل کر پہلے واو، یاء کا ان میں ادغام کرتے ہیں۔

ہمزہ متوسطہ بعد از واو، یاء اصلی مدہ ولین۔ جیسے: السُّوْٓاٰی، سِیْٓـٴٰتُ، سَوْٰاٰتِکُمْ، شَیْـًٔا سے السُّوّٰی، سِیّٰتُ، سَوّٰتِکُمْ، شَیًّا۔

ہمزہ متطرفہ بعد از واو، یاء اصلی مدہ ولین: جیسے: لَتَنُوْٓاُ، الْمُسِیْٓءُ، سَوْءٍ، شَیْءٌ سے لَتَنُوُّ، الْمُسِیُّ، سَوٍّ، شَیٌّ ـــــ پس اس صورت میں بھی دو وجہیں ہو گئیں۔

(۱) نقل وحذف (تخفیف قیاسی متفق علیہ) (۲) ابدال مع الادغام (تخفیف قیاسی مختلف فیہ) مگر نقل مقدم ہے ـــــ اور واو، یاء زائدہ میں صرف ایک ہی وجہ ہے۔ ابدال مع الادغام۔

ہمزہ متحرک ماقبل متحرک اور ہمزہ متحرک ماقبل ساکن دونوں میں تخفیف قیاسی مختلف فیہ کی ایک قسم مشترک ہے۔

تسہیل مع الروم: کلمۂ موقوفہ میں ہمزۂ متطرفہ مضموم یا مکسور حرکت کے بعد ہو، یا الف کے، تو اس میں بعض اہل ادا تسہیل مع الروم بھی کرتے ہیں، جیسے: الْمَلَؤُا، لِلْمَلَاِ، یَشَآءُ، مِنَ السَّمَآءِ ـــــ پس ان دونوں صورتوں میں بھی دو دو وجہیں ہو گئیں۔

(۱) جمہور کے نزدیک: ماقبل کی حرکت کے موافق حرف مد سے بدلنا، اور الف کے بعد الف سے (تخفیف قیاسی متفق علیہ)

(۲) بعض اہل ادا کے نزدیک۔ تسہیل مع الروم (تخفیف قیاسی مختلف فیہ)

ہمزہ متوسطہ بزوائد: وہ ہمزہ ہے جس سے پہلے کوئی ایسا زائد حرف آرہا ہو جس کے جدا کردینے کے بعد بھی کلمہ درست رہتا ہو۔ جیسے: ھٰٓاَنْتُمْ، یٰٓاَیُّھَا۔

حروف زوائد: دس ہیں، جن کا مجموعہ "ھِیَ لَبَ اَسْ کَفَ وَاَلْ" ہے۔ جیسے: ھٰٓاَنْتُمْ، یٰٓاَیُّھَا، لَاَنْتُمْ، لِاَبَوَیْہِ، بِاَنَّھُمْ، ءَاَنْذَرْتَھُمْ، سَاَصْرِفُ کَاَنَّھُمْ، فَاِذَا، وَاَنْتُمْ، الْاَرْضِ۔

ہمزہ متوسطہ بزوائد کی صرف چھ صورتیں ہیں: کیونکہ ہمزہ متوسطہ بزوائد سے پہلے ضمہ نہیں آتا[۱]۔

(۱) ہمزہ مفتوح ماقبل مفتوح: جیسے: كَاَنَّهُمْ ، وَاٰمَنَ ، وَاَمَرَ۔

(۲) ہمزہ مضموم ماقبل مفتوح: جیسے: وَاُوْتِيْنَا ، فَاُوَارِيَ۔

(۳) ہمزہ مکسور ماقبل مفتوح: جیسے: فَاِنَّهٗ ، فَاِمَّا ، فَاِذَا۔

(۴) ہمزہ مکسور ماقبل مکسور: جیسے: بِاِحْسَانٍ ، بِاِيْمَانٍ ، لِاِيْلٰفِ۔

ان چاروں صورتوں میں دو، دو وجہیں ہیں: تسہیل، تحقیق[۲]۔

(۵) ہمزہ مفتوح ماقبل مکسور: جیسے: بِاَمْرِهٖ ، وَلِاَبَوَيْهِ ، لِاٰدَمَ۔

اس میں ''ابدال بالیاء، اور تحقیق'' دو وجہیں ہیں۔

(۶) ہمزہ مضموم ماقبل مکسور: جیسے: لِاُوْلٰهُمْ ، لِاُخْرٰهُمْ۔

اس میں تین وجہیں ہیں: تسہیل[۳] (جمہور) یاء سے ابدال (اخفش) تحقیق۔

تنبیہ: هَآؤُمُ (حاقہ) یہ پورا لفظ ہے۔ ہمزہ متوسطہ بزوائد نہیں ہے اس لیے اس میں ہمزہ متوسطہ ماقبل الف کے اعتبار سے تسہیل (مع المد والقصر) ہوگی۔

ہمزۂ متطرفہ میں روم واشمام کا قاعدہ

ہمزہ متطرفہ موقوفہ میں روم واشمام ہر حال میں جائز ہیں، مگر اُس صورت میں جائز

۱۔ صرف فتحہ وکسرہ آتا ہے تو ہمزہ کی تین حرکتوں کو ماقبل کی دو میں ضرب دینے سے چھ صورتیں ہوتی ہیں۔

۲۔ تسہیل: اس لیے کہ یہ ان زائد حرفوں کی وجہ سے صورۃً متوسطہ ہوگیا ہے۔ اور تحقیق: اس لیے، کہ ہمزہ حقیقۃً مبتدءہ ہے۔ اور یہ حروف عارضی طور پر زائد ہوئے ہیں۔

۳۔ تسہیل وابدال بالیاء یہ دو وجہیں اس لیے ہیں کہ ہمزہ صورۃً متوسطہ ہوگیا ہے۔ اور تحقیق: اس لیے کہ ہمزہ حقیقۃً مبتدءہ ہے۔

نہیں جس میں ہمزہ حرف مد سے بدل جائے۔ اور ہمزہ حرف مد سے دو صورتوں میں بدلتا ہے، جب کہ وقف بالاسکان کیا جائے۔

(۱) حرکت کے بعد ہو۔ جیسے: اَنْشَاَ ، یُنْشِیءُ ، لُؤْلُؤٌ ۔

(۲) الف کے بعد ہو، جیسے: جَآءَ ، یَشَآءُ ، مِنَ السَّمَآءِ ۔

لیکن اگر ہمزہ متطرفہ موقوفہ مضموم یا مکسور ہو، تو اس وقت ان دونوں صورتوں میں تسہیل کے ساتھ روم جائز ہے۔ الف سے ابدال کی صورت میں روم واشمام جائز نہیں، اور تسہیل کی صورت میں اشمام نہیں[1] ہوگا۔

تخفیف رسمی: تخفیف قیاسی کی طرح تخفیف رسمی بھی حمزہ و ہشام سے منقول ہے۔ پس ہمزہ بشکلِ الف کی تخفیف الف سے ہوگی، اور بشکلِ واو کی واو سے۔ اور بشکل یَاء کی یَاء سے جیسے: یَسْـَٔلُوْنَ ، شُرَکٰٓؤُا ، اٰنَآئِ سے یَسَالُوْنَ ، شُرَکٰوا ، اٰنَایِ ۔ اور جو ہمزہ بے صورت ہو، اس کی تخفیف حذف سے ہوگی جیسے: لَمْ تَطَـُٔوْھَا سے لَمْ تَطُوْھَا ۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ ایسے ہی کریں گے، بلکہ یہ موقوف علی السماع ہے، اور روایۃً ثابت ہونا ضروری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نِسَآءُکُمْ ، اَبْنَآءُکُمْ وغیرہ پر "واو" کے ساتھ وقف درست نہیں اگر چہ ہمزہ بصورتِ واو ہے[2] ـــــ اور خَآئِفِیْنَ ، الْمَلٰٓئِکَةِ وغیرہ پر یَاء کے ساتھ وقف درست نہیں۔ اگر چہ ہمزہ بصورتِ یَاء ہے ـــــ اور یُرَآءُوْنَ ، اِذْ جَآءُوْکُمْ وغیرہ پر حذفِ ہمزہ کے ساتھ وقف درست نہیں۔ اگر چہ ہمزہ بے صورت ہے ـــــ ان تینوں صورتوں میں موافقِ اصول[3] تسہیل ہے۔

---

[1] کیوں کہ اشمام کے لیے اسکان اور روم کے لیے تسہیل لازم ہے۔

[2] علماء قراءت نے وہ تمام کلمات بیان فرمادئے ہیں جن پر روایۃً اور نقلاً "واو، یاء" یا حذفِ ہمزہ کے ساتھ وقف درست ہے۔ پس قاری کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کلمات سے تجاوز کرے۔

[3] یعنی ہمزہ متحرک ماقبل الف کے اصول کے موافق تسہیل ہے۔

ہمزہ محذوف الرسم کے چند کلمات

ہمزہ مضموم ماقبل مکسور جیسے: مُسْتَهْزِءُوْنَ ، فَمَالِئُوْنَ ، الْمُنْشِئُوْنَ ، لِيُطْفِئُوْا
اَنْبِئُوْنِيْ وغیرہ میں تین وجہیں ہیں: تسہیل کالواو (جمہور کے نزدیک) ابدال بالیاء
(اخفش) یہ دو وجہیں پہلے معلوم ہو چکیں۔ تیسری وجہ: تخفیف رسمی کی ہے۔ ہمزہ کو حذف
کرکے ماقبل کو ضمہ دینا۔ یعنی: مُسْتَهْزُوْنَ ، فَمَالُوْنَ ، مُنْشُوْنَ ، لِيُطْفُوْا ،
اَنْبُوْنِيْ۔

فتح ــــ تقلیل ــــ امالہ

فتح:ــــ حرف کو ادا کرتے ہوئے منہ کھولنا۔

امالہ:ــــ فتحہ کو کسرہ کی الف کو یاء کی طرف جھکانا۔

امالہ کی دو قسمیں ہیں: امالہ صغریٰ ــــ امالہ کبریٰ۔

فتحہ کو کسرہ کی، الف کو یاء کی طرف اتنا جھکانا کہ فتحہ اور الف ہی کا غلبہ رہے۔ تو وہ
امالہ صغریٰ[1] ہے۔ اور فتحہ کو کسرہ کی۔ الف کو یاء کی طرف اتنا جھکا دینا کہ کسرہ اور یاء کا
غلبہ ہو جائے تو وہ امالہ کبریٰ[2] ہے۔ جب مطلقاً امالہ بولتے ہیں تو اس سے امالہ کبریٰ
مراد ہوتا ہے۔

فائدہ: امالہ صغریٰ کی ضد امالہ کبریٰ اور امالہ کبریٰ کی ضد امالہ صغریٰ نہیں ہے، بلکہ
دونوں کی ضد فتح ہے۔ امالہ بالخلف کہنے سے امالہ اور فتح دو وجہیں مراد ہوں گی۔ اور
تقلیل بالخلف کہنے سے تقلیل اور فتح دو وجہیں مراد ہوں گی۔

قاعدہ: ابن کثیر مکی:ــــ کسی جگہ بھی امالہ نہیں کرتے ــــ قالون شامی، عاصم:

---

[1] جس کو امالۂ بین بین، امالۂ قلیلہ، امالۂ ضعیفہ۔ بین اللفظین، تقلیل اور تلطیف بھی کہتے ہیں۔

[2] جس کو امالۂ محضہ، امالۂ قویہ، امالۂ کثیرہ، اضجاع، اور بطح بھی کہتے ہیں۔

کمی کے ساتھ امالہ کرتے ہیں۔ ورش، بصری، حمزہ، کسائی: بکثرت امالہ کرتے ہیں۔

ورش کے لیے اصل امالہ صغریٰ ہے ـــ حمزہ، کسائی کے لیے امالۂ کبریٰ۔ بصری کے لیے دونوں قسمیں بکثرت ہیں۔

امالہ کی غرض: چار ہیں: (۱) مناسبت ظاہر کرنا[۱] (۲) اصل کا ظاہر کرنا[۲] (۳) کسرہ یا یاء کا ظاہر کرنا[۳] (۴) تشبیہ کو ظاہر کرنا[۴]

امالہ کے سبب: دو ہیں: کسرہ اور یاء۔ اور امالہ کی شرط: ایک: روایۃً ثابت ہونا۔

حمزہ و کسائی کے امالہ کے سات مواقع

(۱) تمام ذوات الیاء اسماء وافعال میں، خواہ مرسوم بالیاء ہوں یا مرسوم بالالف۔

جیسے: الْهَوٰى، الْهُدٰى، سَعٰى، هَدٰى، الدُّنْيَا، الْأَقْصَا، عَصَانِىْ، طَغَا

ذوات الیاء یا یائی: وہ کلمات ہیں جن کا آخری الف اصل کے اعتبار سے یاء ہو واو نہ ہو۔ جیسے: هُدٰى، هَوٰى، هَدٰى، اِشْتَرٰى[۵]۔

---

۱ جیسے تَرَاءَا میں پہلے الف کا امالہ دوسرے الف کے امالہ کی وجہ سے ہے جو یاء سے بدلا ہوا ہے۔

۲ یعنی یہ بتانا کہ یہ الف کسرہ والے واو یا یاء سے بدلا ہوا ہے۔ جیسے: ''خَاف'' کہ یہ اصل میں ''خَوِف'' تھا۔ اسی طرح ''یَخْشٰی'' میں امالہ، کہ یہ اصل میں ''یَخْشَیُ'' تھا۔ پھر یاء الف سے بدل گئی۔

۳ یہ بتانا کہ اس میں بعض صیغوں میں کسرہ یا یاء ظاہر ہو جاتی ہے اگرچہ اصل میں نہیں ہے۔ جیسے: طَابَ، زَادَ میں طِبْنَ، زِدْنَ۔ پس امالہ کا سبب وہی کسرۂ عارضہ ہے۔ اسی طرح تَلَا، غَزَا کی ماضی مجہول تُلِیَ، غُزِیَ میں الف کے بجائے یاء آجاتی ہے، وہی یاء امالہ کا سبب ہے۔

۴ یعنی یہ بتانا کہ اس الف میں امالہ اس لیے ہے کہ یہ یاء سے بدلے ہوئے الف کے مشابہ ہے، جیسے اَلْحُسْنٰی میں جو تانیث کا الف ہے۔ اس میں امالہ اس لیے ہے کہ اس کا الف اَلْهُدٰی کے الف کے مشابہ ہے جو یاء سے بدلا ہوا ہے۔

۵ کیونکہ ان کا تثنیہ هُدَيَانِ، هَوَيَانِ اور ماضی متکلم هَدَيْتُ، اِشْتَرَيْتُ آتی ہے۔

ذوات الواو یا واوی: وہ کلمات ہیں جن کا آخری الف اصل کے اعتبار سے واو ہو یا نہ ہو۔ جیسے: صَفَا، سَنَا، دَعَا[1]، دَنَا۔

(۲) الفاتِ تانیث میں ـــــ جو ہمیشہ فُعْلٰی اور فَعَالٰی کے پانچ وزنوں میں سے کسی کے آخر میں آتے ہیں۔ جیسے: دَعْوٰی، اَلْقَتْلٰی، اَلشِّعْرٰی، ذِکْرٰی، اَلدُّنْیَا اَلْاُنْثٰی، کُسَالٰی، سُکٰرٰی، اَلْیَتٰمٰی، اَلْاَیَامٰی۔

الفِ تانیث: وہ الف ہے جو اصلی حروف میں سے نہ ہو اور کلمہ میں چوتھے یا اس سے زائد حرف کی جگہ آ رہا ہو۔ اور مؤنث حقیقی یا مجازی پر دلالت کرنے والا ہو۔

تنبیہ: ان پانچ وزنوں کے آخر میں جو الفِ تانیث ہے، یہ یاء سے بدلا ہوا تو نہیں ہے، لیکن یاء سے بدلے ہوئے کے مشابہ ہے۔ اس لیے اس میں بھی امالہ کرتے ہیں۔

فائدہ: مُوْسٰی، عِیْسٰی، یَحْیٰی میں اگرچہ الفِ تانیث نہیں ہے مگر یہ بھی الفِ تانیث ہی کے حکم میں ہے اس لیے ان میں بھی امالہ کریں[2] گے۔

(۳) ان تمام کلمات کے آخر کے الفات میں جو مصاحف میں بالیاء مرسوم ہیں، خواہ ان کا الف مجہولۃُ الاصل ہو۔ جیسے: اَنّٰی استفہامیہ، مَتٰی، عَسٰی، بَلٰی، یٰوَیْلَتٰی، یٰحَسْرَتٰی، یٰاَسَفٰی، یا واو سے بدلا ہوا ہو، جیسے: اَلْقُوٰی، سَجٰی، وَالضُّحٰی مگر پانچ کلمات لَدَیْ، مَا زَکٰی، اِلٰی، حَتّٰی، عَلٰی بالاتفاق امالہ سے مستثنیٰ ہیں۔

(۴) اُن تین حرفی واوی کلمات میں جو کسی حرف کے اضافہ کی وجہ سے تین سے زائد حرف والے ہو جائیں اسم ہوں یا فعل۔ جیسے: اَدْنٰی، اَعْلٰی، اَزْکٰی، اَشْقٰی[3] اور

---

[1] کیونکہ ان کا تثنیہ صَفَوَانِ، سَنَوَانِ، اور ماضی متکلم دَعَوْتُ، دَنَوْتُ آتی ہے۔

[2] کیونکہ یہ عجمی کلمے ہیں۔ اور وزن عربی کلمات کا ہوا کرتا ہے۔ مگر چوں کہ ان کا استعمال کثیر ہے۔ اس لیے عربی زبان میں نقل کرنے کے بعد ان کو بھی فُعْلٰی کے وزنوں پر سمجھا گیا ہے۔ پس یہ یا سے بدلے ہوئے الف کے مشابہ کے مشابہ ہیں، یعنی الفِ تانیث کے مشابہ ہیں۔ اس لیے ان میں بھی امالہ جاری کر دیا گیا، جو عربی کلمات کے احکام میں سے ہے۔ ←

جیسے تَلاَ، دَعَا، زَکَا، نَجَا سے یُتْلٰی، یُدْعٰی، زَکّٰی، اَنْجٰی۔

(۵) صرف وَ اَحْیَا بعد الواو کے الف[1] میں۔ جو اَمَاتَ وَ اَحْیَا (نجم) میں ہے۔

(۶) پانچ واوی کلمات: ضُحٰهَا، اَلضُّحٰی، الرِّبٰوا، الْقُوٰی، الْعُلٰی میں۔

(۷) گیارہ[2] سورتوں کی آیتوں کے آخر میں آنے والے الفات میں۔ واوی ہوں یا یائی ــــ مگر دَحٰهَا (نٰزعٰت) تَلٰهَا، طَحٰهَا (ہر دو شمس) اور اِذَا سَجٰی (والضحیٰ) میں واوی ہونے کی وجہ سے حمزہ امالہ نہیں کرتے صرف کسائی امالہ کرتے ہیں۔

فائدہ: آیتوں کے آخری کلمات کو فواصل اور رؤس آیات کہتے ہیں۔ قراءت کی کتابوں میں رؤسِ آیات سے اکثر جگہ مذکورہ گیارہ سورتوں کی آیتوں کے آخری الف ہی مراد ہوتے ہیں۔

قواعد قالون: التَّوْرٰىةِ میں فتح و تقلیل دونوں اور هَارٍ میں صرف امالہ ہے۔

ورش کی تقلیل کا قاعدہ

ورش کے لیے صرف طٰهٰ کی هَا میں امالہ کبریٰ ہے۔ باقی سب جگہ صرف تقلیل یا تقلیل بالخلف ہے۔

ذوات الراء یا رائی: وہ کلمات ہیں جن میں امالہ والے الف سے پہلے متصلاً راء ہو۔ جیسے: ذِکْرٰی۔

ذوات الهاء: وہ کلمات ہیں جن میں امالہ والے الف کے بعد هَا ہو جیسے: دَحٰهَا

← [3] یہ اسماء زائد حرف سے پہلے واوی تھے۔ یعنی دَنا، عَلاَ، زَکَا، شَقَا تھے۔ اس وقت ان میں امالہ نہیں تھا۔ زائد حرف کے بعد یہ یائی ہو گیے۔ اس لیے اب امالہ ہوگا۔

[1] اگر اَحْیَا واو کے بعد نہ ہو بلکہ فَا یا ثُمَّ کے بعد ہو، جیسے: فَاَحْیَا بِهِ، ثُمَّ اَحْیَاهُمْ۔ یا کسی کے بھی بعد نہ ہو جیسے: وَمَنْ اَحْیَاهَا۔ تو اس میں صرف کسائی کے لیے امالہ ہے۔

([2] گیارہ سورتیں: طٰهٰ، نجم، معارج، قیامہ، نٰزعٰت، عبس، اعلیٰ، شمس، لیل، ضحیٰ، علق ہیں۔)

جن کلمات میں ورش تقلیل کرتے ہیں ان کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) اَرٰىكَهُمْ کے علاوہ تمام ذات الراء کلمات میں بلاشرط (راسِ آیت ہوں یا نہ ہو، الف کے بعد ھَا ہو یا نہ ہو) جیسے: بُشْرٰى، ذِكْرٰى، مِنْ ذِكْرٰىهَا، فَارٰىهُ، اَفْتَرٰى

(۲) رؤس آیات کے وہ یائی کلمات جن میں الف کے بعد ھَا نہ ہو۔ واوی ہوں جیسے: وَالضُّحٰى، سَجٰى، یا یائی، جیسے: لِتَشْقٰى، فَتَخْشٰى ان دونوں صورتوں میں صرف تقلیل ہے۔

(۳) اَرٰىكَهُمْ —— (۴) اُن ذوات الیاء کلمات کے الفات میں جو رؤسِ آیات نہ ہوں۔ جیسے: فَاَحْيَاكُمْ، ثُمَّ اسْتَوٰى۔

(۵) رؤس آیات کے وہ ذوات الیاء کلمات جن میں الف کے بعد ھَا ہو، واوی ہوں، جیسے: وَضُحٰهَا، دَحٰهَا یا یائی، جیسے: فَسَوّٰىهَا، بَنٰىهَا ان تینوں صورتوں میں فتح و تقلیل دونوں ہے۔

فائدہ: غیر ذوات الراء یائی کلمات میں سے ایک لفظ "رَاٰ"[۱] ہے۔ اس کے دونوں حرفوں (راء، ہمزہ) میں ہر جگہ تقلیل ہے، جیسے: رَاٰ كَوْكَبًا، فَرَاٰهُ اور رَاَ الْقَمَرَ میں را (بحالت وقف)

فائدہ: وہ ذوات الیاء اسماء وافعال جن کا الف یَا سے بدلا ہوا تو ہے، لیکن یَا کی شکل میں لکھا ہوا نہیں ہے۔ اسماء: جیسے: الْاَقْصَا، اَقْصَا (بحالت وقف) الدُّنْيَا، الْعُلْيَا اور افعال: جیسے: عَصَانِیْ، تَوَلَّاهُ، وَاَحْيَا، فَاَحْيَا، اور طَغَا (بحالتِ وقف) ان میں فتح و تقلیل دونوں ہیں۔

تنبیہ: یَاء کی صورت میں لکھے ہوئے کلمات میں سے حَتّٰى، لَدٰى، عَلٰى، اِلٰى، مَا زَكٰى، (نور) —— اور وہ تمام اسم و فعل جن کا آخری الف واو سے

---

[۱] چونکہ اس میں ہمزہ کے ساتھ راء کا بھی امالہ ہوتا ہے۔ اس لیے ائمہ اس کو ذوات الراء کے ساتھ ہی بیان کرتے ہیں۔

بدلا ہوا ہو۔ اور گیارہ سورتوں کے رؤس آیات میں نہ ہوں۔ جیسے: دَعَا ، علا ، دَنَا ، عَفَا ، زَکیٰ ، نَجَا ، خَلَا —— ان سب میں صرف فتح ہے۔

فائدہ: ضُحٰیٰ (اعراف) اگر چہ واوی ہے۔ اور راسِ آیت بھی نہیں ہے، مگر چونکہ اس کا الف بشکل یَا ہے اس لیے اس میں فتح و تقلیل دونوں ہیں۔

ضروری قاعدہ: جن کلمات میں حمزہ، کسائی اور بصری میں سے کسی کے لیے امالہ یا تقلیل ہو۔ ان میں ورش کے لیے بالخلف تقلیل، یا صرف تقلیل ضرور ہوگی۔ خواہ وہ کسی وزن پر ہوں۔ جیسے: الْهُدٰى ، هُدَایَ ، وَمَحْيَايَ ، خَطَايَا ، مَثْنٰى ، اِنٰهُ ، مَثْوَايَ ، وغیرہ —— لیکن مَرْضَاتَ ، كَمِشْكٰوةٍ ، الرِّبٰوا ، النَّاسِ ، اٰذَانِهِمْ ، اٰذَانِنَا ، طُغْيَانِهِمْ ، سَارِعُوْا ، يُسٰرِعُوْنَ ، نُسَارِعُ ، بَارِئِكُمْ (دو بقرہ) الْبَارِئُ (حشر) الْجَوَارِ (شوری، رحمٰن، تکویر) مَنْ اَنْصَارِيْ (صف) كِلْتَاهُمَا (اسراء) میں ورش کے لیے تقلیل نہیں ہے —— اسی طرح جن افعال عشرہ میں حمزہ کے لیے امالہ ہے وہ بھی ورش کی تقلیل سے مستثنیٰ ہیں۔ یعنی جَآءَ ، شَآءَ ، زَادَ خَافَ ، طَابَ ، خَابَ ، حَاقَ ، ضَاقَ ، رَانَ ، زَاغَ۔

ابوعمرو بصری کی تقلیل و امالہ کا قاعدہ

(۱) ذوات الراء میں صرف امالہ کبری ہے، جیسے: ذِكْرٰى ، بُشْرٰى ، مگر يٰبُشْرٰى (یوسف) میں تین وجہیں ہیں: فتح —— تقلیل —— امالہ۔ مگر فتح مقدم ہے۔

(۲) دو قسموں میں تقلیل کرتے ہیں: ۱۔ فُعْلٰى کے وزن پر آنے والے کلمات کے الفاتِ تانیث میں، جیسے: نَجْوٰى ، يَحْيٰى ، ضِيْزٰى ، عِيْسٰى ، قُرْبٰى ، مُوْسٰى۔

۲۔ گیارہ سورتوں کی آیتوں کے آخری الفات میں، یائی ہوں، جیسے: هَوٰى ، فَسَوّٰىهَا۔ یا واوی، جیسے: دَحٰىهَا ، وَالضُّحٰى۔

(۳) ان تین قسموں کے علاوہ سب جگہ فتح ہے۔ لیکن چند کلمات مستثنیٰ ہیں:

(۱) پہلا اَعۡمٰی[1] (اسراء) (۲) رَاٰ کے ہمزہ کا، جب کہ اس کے بعد حرف متحرک ہو۔ جیسے: فَرَاٰهُ، رَاٰ كَوْكَبًا۔ ان دونوں میں امالہ کرتے ہیں (۳) تَتْرًا (مومنون) بحالت وقف فتح و امالہ دونوں ہیں (۴) كِلْتَا میں فتح و تقلیل دونوں ہیں مگر فتح مشہور ہے۔

فائدہ: چار کلمات میں خلافِ قیاس روایۃً ثابت ہونے کی وجہ سے دوری بصری تقلیل کرتے ہیں۔ يٰوَيْلَتٰى (فرقان) يٰحَسْرَتٰى (زمر) اَنّٰى استفہامیہ جہاں بھی آئے۔ يٰاَسَفٰى (یوسف) مگر اس آخری کلمہ میں فتح و تقلیل دونوں ہیں۔ فتح جمہور کا مذہب ہے۔

قواعد ابن عامر شامی: اٰنٰىهُ (احزاب) مَشَارِبُ (یٰس) اٰنِيَةٍ (غاشیہ) عَابِدُوْنَ، دو، عَابِدٌ (ہر سہ کافرون) ان پانچ جگہوں میں ہشام کے لیے امالہ ہے۔

ابن ذکوان: اَلْمِحْرَاب مجرور (آل عمران، مریم) پہلا فَزَادَ (بقرہ) جَآءَ، شَآءَ، التَّوْرٰىةِ۔ اور رَاٰ جس کے بعد اسم ظاہر ہو، جیسے: رَاٰ كَوْكَبًا ان میں ابن ذکوان کے لیے بلا خلف امالہ ہے۔ اور اَلْمِحْرَابَ (منصوب) عِمْرَانَ ہر جگہ، اِكْرَاهِهِنَّ (نور) وَالْاِكْرَامِ (دو، رحمٰن) حِمَارِ (بقرہ) حِمَارِكَ (جمعہ) اَدْرٰىكَ، اَدْرٰىكُمْ ہر جگہ۔ رَاٰ جس کے بعد ضمیر ہو، جیسے: فَرَاٰهُ۔ اس کے دونوں حرف راء اور ہمزہ و الف میں۔ اور زَادَ ہر جگہ علاوہ پہلے فَزَادَ کے۔ ان آٹھ جگہوں میں فتح و امالہ دونوں ہے۔

قواعد عاصم: رَمٰى (انفال) اَعْمٰى (ہر دو اسراء) اَدْرٰىكَ، اَدْرٰىكُمْ ہر جگہ۔ سُوًى، سُدًى دونوں میں وقفاً۔ نَاٰ (اسراء) صرف ہمزہ میں۔ رَاٰ کے دونوں حرفوں (را، ہمزہ اور الف) میں جب کہ اس کے بعد حرف متحرک ہو، جیسے: رَاٰ كَوْكَبًا۔ اور اگر رَاٰ کے بعد ساکن منفصل ہو، جیسے: رَاَ الْقَمَرَ، رَاَ الشَّمْسَ تو وصلاً صرف راء میں۔

[1] دوسرے اعمٰی میں امالہ نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ (۱) ان کی قراءت میں امالہ اور عدم امالہ دونوں لغت جمع ہو جائیں۔ (۲) ان کی رائے میں پہلا اعمٰی صفتِ مشبہ ہے اور دوسرا اسم تفضیل۔ پس دوسرے میں امالہ نہیں کیا، تاکہ صفت مشبہ اور اسم تفضیل میں فرق ہو جائے۔

رَانَ ۔ان سب جگہوں میں شعبہ کے لیے امالہ ہے۔

اور حفص کے لیے صرف مَجْرٖیهَا میں امالۂ کبریٰ ہے۔

مختصاتِ حمزہ

ذیل کے کلمات کے الفات میں صرف حمزہ کے لیے امالہ ہے، کسائی کے لیے نہیں۔

(۱) تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ میں وصلاً صرف رَا، اور اس کے بعد کے الف میں۔ اور وقفاً دونوں جگہوں (یعنی راء، الف اور ہمزہ والف) میں امالہ کرتے ہیں۔ اور یہ ''راء والف'' میں امالہ ہمزہ کے امالہ کی مناسبت سے ہے۔

(۲) رَاَ الْقَمَرَ ، رَاَ الشَّمْسَ جیسی مثالوں میں وصلاً صرف راء میں۔

(۳) ثلاثی مجرد[1] کے دس فعلوں جَآءَ ، شَآءَ ، زَادَ ، خَافَ ، طَابَ ، خَابَ ، حَاقَ ، ضَاقَ ، رَانَ ، زَاغَ کے الفات میں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ماضی ہو، یعنی ماضی معروف کے پہلے چار صیغوں میں سے کسی ایک صیغے سے آرہے ہوں۔ لیکن زَاغَتْ (احزاب وص) میں امالہ نہیں ہے۔

(۴) ضِعٰفًا (نساء) اٰتِیْكَ (دو جگہ، نمل) میں خلف کے لیے صرف امالہ۔ اور خلاد کے لیے فتح و امالہ دونوں ہیں۔

(۵) التَّوْرٰىةِ میں حمزہ ہر جگہ تقلیل کرتے ہیں۔

فائدہ: جَآءَ ، شَآءَ ، پہلا زَادَ کے امالہ میں ابن ذکوان ۔ اور رَانَ کے امالہ میں شعبہ و کسائی بھی حمزہ کے ساتھ شریک ہیں۔

مختصاتِ کسائی

سترہ کلمات میں صرف کسائی امالہ کرتے ہیں۔ حمزہ نہیں۔

---

[1] ثلاثی مجرد: وہ ہے جس میں تین حروف اصلی ہوں، اور ان کے فا کلمہ سے پہلے کوئی زائد حرف ہمزہ وغیرہ نہ آرہا ہو۔

(۱) لفظِ اَحیا جو واو کے بعد نہ ہو۔ جیسے: فَاَحْیَاكُمْ ، فَاَحْیَا بِهِ وغیرہ۔
(۲) خَطَایَا (کے یاء کے بعد والے الف) میں۔ جہاں اور جس طرح آئے۔
(۳) رُءْیَایَ (مضاف بیائے متکلم) (۴) الرُّءْیَا (معرف باللام) (۵) مَرْضَاتَ مَرْضَاتِیْ ہر جگہ (۶) وَ مَحْیَاهُمْ (۷) حَقَّ تُقٰتِهٖ (۸) قَدْ هَدٰىنِ (انعام) (۹) وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ (کہف) (۱۰) وَمَنْ عَصَانِیْ (ابراہیم) (۱۱) وَاَوْصٰنِیْ (مریم) (۱۲) اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ (مریم) (۱۳) فَمَآ اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ (نمل) (۱۴) تَلٰهَا (۱۵) طَحٰهَا (۱۶) سَجٰی (۱۷) دَحٰهَا۔

مختصاتِ دوری علی

انیس کلمات میں صرف دوری علی امالہ کرتے ہیں۔ ابوالحارث اور حمزہ نہیں۔
(۱) رُءْیَاكَ (کاف ضمیر کے ساتھ) (۲) مَثْوَایَ (یا کے ساتھ۔ یوسف)
(۳) وَمَحْیَایَ (یا کے ساتھ۔ انعام) (۴) هُدَایَ (یا کے ساتھ۔ بقرہ، طٰہٰ)
(۵) كَمِشْكٰوةٍ (نور) (۶) جَبَّارِیْنَ (مائدہ، شعراء) (۷) الْجَارِ (نساء، شعراء)
(۸) مَنْ اَنْصَارِیْٓ (آل عمران، صف) (۹) وَسَارِعُوْٓا (آل عمران) (۱۰) نُسَارِعُ (مؤمنون) (۱۱) الْبَارِئُ (حشر) (۱۲) بَارِئِكُمْ (بقرہ دو جگہ) (۱۳) اٰذَانِهِمْ (ذال کے بعد کے الف میں) ہر جگہ (۱۴) طُغْیَانِهِمْ (ہر جگہ) (۱۵) یُسَارِعُوْنَ (ہر جگہ) (۱۶) اٰذَانِنَا (فصلت) ذال کے بعد کے الف میں) (۱۷) الْجَوَارِ (شوری، رحمٰن، تکویر) (۱۸) یُوَارِیْ (۱۹) اُوَارِیَ (ہر دو مائدہ) مگر ان آخری دو میں خلف ہے یعنی فتح و امالہ دونوں ہیں۔ اور طریق کے موافق فتح ہے۔

فائدہ: نَاٰ بِجَانِبِهٖ (دو جگہ، اسراء۔ فصلت) میں چھ قراءتیں ہیں:
(۱) دونوں سورتوں میں (نون، اور ہمزہ و الف) دونوں جگہ امالہ ـــــ خلف، کسائی۔
(۲) دونوں سورتوں میں صرف "ہمزہ و الف" میں امالہ ـــــ خلاد۔

(۳) سورۂ اسراء کے نَاٰ میں صرف "ہمزہ والف" میں امالہ اور سورۂ فصلت کے نَاٰ میں دونوں جگہ فتح —— شعبہ۔

(۴) دونوں سورتوں میں صرف ہمزہ والف میں فتح و تقلیل —— ورش۔

(۵) دونوں سورتوں میں یہ لفظ نَاءَ ہے نَاٰ نہیں، اس لیے امالہ نہیں —— ابن ذکوان۔

(۶) دونوں سورتوں میں دونوں جگہ فتح۔ باقین (قالون، مکی، بصری، ہشام، حفص)

امالہ بوجہ کسرہ

قاعدہ: ہر اس الف میں جس کے بعد راء مکسورہ متطرفہ ہو۔ ابوعمرو بصری اور دوری علی امالہ کبریٰ کرتے ہیں۔ اور ورش تقلیل۔ جیسے: اَبْصَارِهِمْ، الدَّارِ، النَّارِ، الْقَهَّارِ الْبَوَارِ، الْحِمَارِ، حِمَارِكَ۔ لیکن آخری دو میں ابن ذکوان کے لیے فتح و امالہ دونوں ہیں۔ فتح زیادات میں سے ہے۔

قاعدہ: هَارٍ (توبہ) کے امالہ میں، بصری اور دوری علی کے ساتھ قالون، شعبہ، ابوالحارث بلا خلاف اور ابن ذکوان بخلاف شریک ہیں۔ اور ورش کے لیے حسبِ قاعدہ تقلیل ہے۔

قاعدہ: كٰفِرِيْنَ (جمع بیا، نکرہ ہو یا معرفہ) بصری، دوری علی امالہ اور ورش تقلیل کرتے ہیں۔

قاعدہ: الْجَارِ (دو جگہ، نساء) جَبَّارِيْنَ (دو جگہ، مائدہ، شعراء) میں دوری علی کے لیے امالہ، اور ورش کے لیے تقلیل بالخلف ہے، مگر بصری دونوں میں امالہ نہیں کرتے فتح پڑھتے ہیں۔

قاعدہ: النَّاسِ مجرور میں دوری بصری امالہ کرتے ہیں اور سوسی کے لیے فتح ہے۔ اس میں خلاف مُفرّع ہے مرتب نہیں۔

قاعدہ: الْبَوَارِ اور الْقَهَّارِ میں ورش کے ساتھ حمزہ بھی تقلیل کرتے ہیں۔

بین الرائین الف کا امالہ

قاعدہ: جو الف دو راؤں کے درمیان ہو۔ اور دوسری را مکسور ہو، تو اس میں ابو عمرو بصری، اور پورے کسائی[1] امالۂ محضہ۔ ورش، حمزہ: تقلیل۔ اور باقی قراء فتح پڑھتے ہیں۔ ایسے کلمات صرف تین ہیں: اَلْاَبْرَارِ، اَلْقَرَارِ، اَلْاَشْرَارِ۔

حروف مقطعات میں امالہ: حروف مقطعات میں سے صرف پانچ حرفوں میں امالہ ہوتا ہے۔ جن کا مجموعہ طُهُرحَيٌّ ہے۔

شعبہ، کسائی: پانچوں میں ہر جگہ امالہ —— حمزہ: —— ھَاءِ مریم کے سوا پانچوں میں ہر جگہ امالہ۔

نافع: ھَا وَیَاءِ مریم میں تقلیل۔ قالون کے لیے فتح بھی صحیح اور طریق کے موافق ہے مگر تقلیل مشہور ہے۔

ورش: —— ھاء طٰهٰ میں امالۂ محضہ —— حَا وَرَاء میں ہر جگہ تقلیل۔

بصری: یَا وھَا میں امالۂ محضہ —— حَا میں تقلیل —— مگر یاءِ مریم میں سوسی کے لیے امالہ بالخلف ہے۔ فتح اصح، اور امالہ ضعیف ہے۔

شامی: رَاء میں ہر جگہ۔ اور یَاءِ مریم میں۔ اور صرف ابن ذکوان حَا میں امالہ کرتے ہیں —— باقین: (مکی، حفص) پانچوں میں فتح۔

فائدہ: جن کلمات کے الفات میں بعد کے کسرہ کی وجہ سے امالہ ہوتا ہے۔ اگر وقف یا ادغام کی وجہ سے وہ کسرہ نہ رہے، تب بھی امالہ بدستور رہے گا۔ جیسے: اَلنَّارِ، اَلْبَوَارِ، اَلنَّارِ، رَبَّنَا، اَلْاَبْرَارِ لَفِیْ۔ کیوں کہ یہ سکون عارضی ہے اور اس فن میں عوارض کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

---

[1] ابو الحارث ایک راء والی قسم میں ھَارٍ کے علاوہ کہیں امالہ نہیں کرتے اور حمزہ ایک راء والی قسم میں سے صرف اَلْبَوَارِ اور اَلْقَهَّارِ میں تقلیل کرتے ہیں۔ باقی جگہ فتح پڑھتے ہیں۔

فائدہ: اگر امالہ والا الف اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جائے، تو امال نہیں ہوگا جیسے: مُوْسَى الْهُدٰى ۔ کیونکہ محلِ امالہ ''الف'' ہی موجود نہیں رہا۔

لیکن اگر ایسا ذوات الراء میں ہو، جیسے: الْقُرَى الَّتِي، ذِكْرَى الدَّارِ ۔ تو سوسی کے لیے راء کے فتحہ میں امالہ بالخلف[1] ہے۔

اور اگر ایسی راء کے بعد لفظ ''اللّٰہ'' آجائے، جیسے: نَرَى اللّٰهَ ۔ تو لفظِ اللّٰہ میں تین وجہیں ہوں گی۔ دو امالہ کی صورت میں تفخیم اور ترقیق۔ مگر تفخیم اولیٰ ہے، اور فتح کی صورت میں صرف تفخیم۔

تنبیہ: سوسی کے لیے یہ دو وجہیں ''فتح اور امالہ'' اس صورت میں ہیں جب کہ رَا کے بعد والا حرف جو یَا کی صورت میں ہے کتابت میں موجود ہو۔ جیسے: الْقُرَى الَّتِي مثال گذری۔ اگر یَا لکھی ہوئی نہیں ہے، جیسے: اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ میں، تو پھر سوسی کے لیے بھی دیگر قراء کی طرح صرف فتح ہے۔

فائدہ: تقلیل و امالہ کے ساتھ راہر جگہ باریک ہوتی ہے۔ اور حروف مستعلیہ اگرچہ باریک نہیں ہوتے مگر امالہ کے ساتھ ان کی تفخیم مکسور کے برابر ہوتی ہے۔

ھاءِ تانیث وقفی کے امالہ کا بیان

ہاءِ تانیث: وہ ھَا ہے جو اسم کے آخر میں آئے، وصلاً تَا ہو اور وقف میں ھَا سے بدل جائے۔ ھَاءِ تانیث وقفی کے امالہ کے بارے میں کسائی کے دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: ہاءِ تانیث سے پہلے حروف کی چار صورتیں ہیں:

(۱) ھاءِ تانیث سے پہلے ''خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ حَاعٍ'' کے دس حرفوں میں سے کوئی حرف ہو، تو فتح ہوگا۔ جیسے: الصَّآخَّةُ، صِبْغَةَ، سَبْعَةٌ وغیرہ۔

(۲) ھَاءِ تانیث سے پہلے فَجِثْتُ زَيْنَبَ لِذَوْدِ شَمْسٍ کے پندرہ حرفوں میں

[1] تیسیر میں صرف امالہ ہے، اور یہی طریق کے موافق ہے۔ پس فتح زیادات میں سے ہے۔

سے کوئی حرف ہو، جیسے: خَلِیفَۃً، بَھْجَۃٍ، ثَلٰثَۃَ۔

(۳) ھاءِ تانیث سے پہلے حروف اَکْھَرْ میں سے کوئی حرف ہو، اور اس سے پہلے یاء ساکنہ ہو۔ جیسے: کَھَیْئَۃِ، اَلْاَیْکَۃِ، صَغِیْرَۃً۔ اور ھا سے پہلے یاء ساکنہ کی مثال قرآن پاک میں نہیں ـــــ یا حروفِ اَکْھَرْ سے پہلے کسرہ ہو، متصل ہو، یا کسی ساکن حرف کے فاصلہ سے۔ جیسے: فِئَۃٌ، مُشْرِکَۃٍ، اٰلِھَۃً، وَالْاٰخِرَۃُ، وِجْھَۃٌ، لَعِبْرَۃً۔ ہمزہ اور کاف سے پہلے حرف ساکن کی مثال قرآن پاک میں نہیں۔ ان دونوں صورتوں میں بلا خلاف امالہ ہے۔

(۴) ھاءِ تانیث سے پہلے حروف اَکْھَرْ میں سے کوئی حرف ہو۔ اور اس سے پہلے کسرہ اور یاءِ ساکنہ نہ ہو۔ جیسے: اِمْرَاَۃٌ، اَلتَّھْلُکَۃِ، سَوْءَۃَ۔ اس صورت میں فتح و امالہ دونوں ہیں، مگر امالہ ضعیف ہے۔ ناظم اور دانی کی رائے پر یہی مذہب مختار ہے۔

دوسرا مذہب: ھاءِ تانیث سے پہلے الف ہو تو امالہ نہیں[۱] ہوتا۔ جیسے: صَلٰوۃِ، زَکٰوۃً، حَیٰوۃً، النَّجٰوۃِ، بِالْغَدٰوۃِ، مَنٰوۃَ[۲]۔ قرآنِ پاک میں ایسی چھ ہی مثالیں ہیں۔ باقی سب حرفوں میں امالہ ہوتا ہے۔

را کی تفخیم و ترقیق کا بیان

راء، اور لام کے پُر پڑھنے کو "تفخیم اور تغلیظ" کہتے ہیں۔ اور باریک پڑھنے کو "ترقیق" مگر تفخیم کا استعمال اکثر "راءات" میں ہوتا ہے۔ اور تغلیظ کا "لامات" میں۔

---

[۱] کیونکہ اس صورت میں الف کے ماقبل کا بھی امالہ کرنا پڑے گا جس سے تین حروف کا امالہ ہو جائے گا جو مقصد کے خلاف ہے۔

[۲] اور بمذہب کسائی ذَاتَ، ھَیْھَاتَ، اللّٰتَ اور لَاتَ بھی اسی سے ملحق ہے۔ مگر اَلتَّوْرٰىۃَ، تُقٰىۃً، مُزْجٰىۃٍ اور کَمِشْکٰوۃٍ کا اس باب سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ ان میں الفِ مُنقلِبہ کی وجہ سے امالہ ہوتا ہے۔

تفخیم کے معنی: پُر پڑھنا یعنی حرف کی آواز کا موٹا کر دینا۔

ترقیق کے معنی: باریک کرنا یعنی حرف کی آواز کا پتلا اور باریک کر دینا۔

ترقیق اور امالہ میں فرق: ترقیق اور امالہ دونوں کی حقیقت الگ الگ ہے۔ اگر دونوں کی حقیقت ایک ہوتی تو ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوتے۔ حالانکہ بہت سی راءات ایسی ہیں جن میں ترقیق تو ہے مگر امالہ نہیں۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

(۲) ترقیق حرف میں ہوتی ہے، حرکت میں نہیں۔ اور امالہ حرکت میں ہوتا ہے حرف میں نہیں۔

مگر چونکہ تفخیم کے لیے فتح ضروری ہے اور امالہ کے لیے ترقیق۔ اس تعلق کی وجہ سے مجازاً تفخیم سے فتح اور ترقیق سے امالہ مراد لے لیتے ہیں۔

راء کی ترقیق میں ورش کا مذہب

دو صورتوں میں ورش راء کو باریک پڑھتے ہیں:

(۱) جس راء پر فتحہ یا ضمہ ہو۔ اور اس سے پہلے اسی کلمہ میں کسرہ اصلی ہو، متصل ہو، یا کسی ساکن حرف کے فاصلہ سے، تو راء باریک ہوگی۔ جیسے: الْاٰخِرَةُ، الشِّعْرَ، يُسِرُّوْنَ كٰفِرُوْنَ، ذِكْرٌ۔ پس بِرَسُوْلٍ، لِرَسُوْلٍ، بِرُءُوْسِكُمْ وغیرہ میں راء پُر ہوگی۔ کیونکہ ان مثالوں میں کسرہ اصلی نہیں ہے۔ اسی طرح اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ اور اَبُوْكِ امْرَاَ میں بھی راء پُر ہوگی، کیوں کہ ان مثالوں میں کسرہ متصل نہیں ہے۔

(۲) جس راء پر فتحہ یا ضمہ ہو، اور اس سے پہلے اسی کلمہ میں یاء ساکنہ ہو، تو بھی راء باریک ہوگی۔ جیسے: اَلْخَيْرٰتِ، خَبِيْرٌ ــــ پس فِيْ رَيْبٍ، فِيْ رُءْيَايَ، مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ میں راء پُر ہوگی، کیوں کہ ان مثالوں میں یاء ساکن دوسرے کلمہ میں ہے۔ اور لفظ حَيْرَانَ میں مختلف ہے یعنی پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔[1]

---

[1] تیسیر میں صرف ترقیق ہے۔ تفخیم زیادات میں سے ہے، لیکن قیاس کے موافق ترقیق ہی ہے۔

مگر چار صورتوں میں قاعدے کے خلاف بالاتفاق راء کو پُر پڑھتے ہیں۔ اور ایک صورت میں خلف ہے یعنی پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

(۱) ایسی راء[۱] کے بعد اسی کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو، اگرچہ الف فاصل کے ساتھ ہو، تو راء باریک نہ ہوگی، بلکہ پُر ہوگی، جیسے: الصِّرَاطَ، صِرَاطَ، اِعْرَاضًا، اِعْرَاضُهُمْ، فِرَاقَ، الْفِرَاقُ۔ قرآن پاک میں ایسے تین ہی لفظ ہیں۔ اور الْاِشْرَاقِ میں خلف ہے یعنی پُر اور[۲] باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے مگر پُر پڑھنا اولیٰ ہے۔

(۲) کسرہ اور راء کے درمیان خا کے علاوہ کوئی حرف مستعلیہ فاصل ہو، تو راء باریک نہ ہوگی، بلکہ پُر ہوگی۔ جیسے: مِصْرَ، مِصْرًا، قِطْرًا، وِقْرًا، اِصْرًا، اِصْرَهُمْ، فِطْرَتَ۔ قرآنِ پاک میں ایسے پانچ ہی لفظ ہیں۔

(۳) راء عجمی کلمات میں[۳] ہو، تو راء باریک نہ ہوگی بلکہ پُر[۴] ہوگی۔ جیسے: اِبْرٰهِيْمَ، اِسْرَآءِيْلَ، عِمْرٰنَ، اور اٰزَرَ[۵]۔ قرآنِ پاک میں ایسے چار ہی لفظ ہیں۔

(۴) کسرہ کے بعد راء ایک کلمہ میں مکرر آ رہی ہو، تو راء باریک نہ ہوگی، بلکہ پُر ہوگی۔ جیسے: الْفِرَارُ، فِرَارًا، ضِرَارًا، مِدْرَارًا، اِسْرَارًا۔ قرآن پاک میں

---

۱ ایسی راء کے بعد یعنی جس راء پر ضمہ یا فتحہ ہو اور اس سے پہلے کسرہ اصلی متصل یا یاء ساکن ہو۔

۲ پُر اس لیے، کہ قاف حرف مستعلیہ آ رہا ہے۔ اور باریک اس لیے، کہ کسرہ کی وجہ سے قاف کے پُر ہونے میں کمزوری آ گئی، تو پھر اس کی وجہ سے راء کیسے پُر ہوگی۔

۳ عجمی کلمہ: وہ ہے جس کو عرب نے دوسری زبانوں سے نقل کر کے اپنی زبان میں استعمال کیا ہو۔

۴ عجمی کلمات میں قاعدے کے خلاف تفخیم اس لیے ہوتی ہے تاکہ ان کے عجمی ہونے پر تنبیہ ہو جائے۔

۵ اٰزَرَ: یہ کلمہ بعض کے نزدیک عربی ہے وہ اس کو بطور خاص مستثنیٰ کرتے ہیں، اور بعض کے نزدیک عجمی ہے۔ پس بطریق تیسیر و شاطبیہ اس میں بلاخلاف تفخیم ہے۔

ایسے پانچ ہی لفظ ہیں۔

(۵) کسرہ کے بعد راءِ فِعْلاً منصوب غیر مشدد کے وزن میں ہو، تو اس صورت میں پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے مگر تفخیم اولیٰ[1] ہے۔ جیسے: ذِكْرًا، سِتْرًا، وِزْرًا، اِمْرًا، حِجْرًا، صِهْرًا۔ قرآنِ پاک میں ایسے چھ ہی لفظ ہیں۔

فائدہ: اگر راءِ فِعْلاً منصوب مشدد کے وزن میں ہو، جیسے: سِرًّا۔ یا فِعْلاً مرفوع ہو، جیسے: ذِكْرٌ۔ تو اس صورت میں بلا خلاف ترقیق ہے۔

تنبیہ: اگر ان چھیوں کلمات کے ساتھ کسی جگہ مد بدل بھی ہو، تو پانچ وجہیں ہوں گی:

ا تا ۴- مد بدل میں قصر وطول کے ساتھ تفخیم وترقیق دونوں۔ اور ۵- توسط کے ساتھ صرف تفخیم۔

فائدہ: بِشَرَرٍ میں دونوں راء باریک ہوتی ہیں۔ پہلی راء دوسری راء کی وجہ سے۔ اور دوسری راء کسرہ کی وجہ سے ـــــ مگر اُولِی الضَّرَرِ میں پہلی راء دوسری راء کی وجہ سے باریک نہیں ہوگی وہ پُر ہی ہوگی، کیونکہ اس میں راء سے پہلے ضاد ہے جو تفخیم کو چاہتا ہے۔

لام کی تغلیظ وترقیق میں ورش کا مذہب

ورش کے نزدیک لام کو پُر پڑھنے کی دو شرطیں ہیں:

لام پر فتحہ ہو۔ اور لام سے پہلے اسی کلمہ میں ''صاد، طا، ظا'' میں سے کوئی حرف ہو، ساکن ہو، یا اس پر فتحہ ہو، تو ورش اس لام کو پُر پڑھتے ہیں۔ جیسے: الصَّلٰوةِ، فَيُصْلَبُ، الطَّلَاقُ، مَطْلَعِ، ظَلَمَ، اَظْلَمَ۔

فائدہ: تین صورتوں میں خُلف ہے، یعنی پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے:

[1] کیوں کہ یہ جمہور کا مذہب ہے، اور ترقیق زیاداتِ قصیدہ میں سے ہے۔

(۱) حرفِ تفخیم (صاد، طا، ظا) کے بعد لام کلمہ کے آخر میں ہو۔ اور اس پر وقف کر دیا جائے جیسے: یُوْصَلَ (بقرہ ورعد ع ۳)۔ فَصَلَ (بقرہ ع ۳۳)۔ فَصَّلَ (انعام ع ۱۴) بَطَلَ (اعراف ع ۱۴)۔ ظَلَّ (نحل ع ۷، زخرف ع ۲)۔ فَصَلَ (ص ع ۲)۔ ایسا لام صرف انھیں چھ کلموں میں ہے۔

(۲) حرف تفخیم (صاد، طا، ظا) اور لام کے درمیان الف فاصل آرہا ہو۔ جو صرف تین لفظوں میں ہے۔ فِصَالًا (بقرہ ع ۳۰) یَصَّلٰحَا[۱] (نساء ع ۱۹) طَالَ[۲]۔
ان دونوں صورتوں میں پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ مگر وصل واصل کی موافقت کی بنا پر پُر پڑھنا افضل ہے۔

(۳) حرف تفخیم کے بعد لام ذوات الیاء غیر فواصل[۳] میں ہو۔ جیسے: مُصَلًّى (وقفاً، بقرہ) یَصْلٰهَا (اسراء، لیل) یَصْلَى (انشقاق، اعلیٰ) تَصْلٰى (غاشیہ) سَیَصْلٰى (لہب)
ایسی صرف حرفِ صاد کے بعد کی یہی سات مثالیں ہیں۔
اس صورت میں بھی دونوں صورتیں جائز ہیں۔ فتح کے ساتھ تغلیظ ہوگی اور تقلیل کے ساتھ ترقیق[۴]۔

فائدہ: لیکن اگر حرف تفخیم (صاد) کے بعد لام ذوات الیاء فواصل میں ہو، جیسے: اِذَا صَلّٰى (علق) فَصَلّٰى (اعلیٰ) وَلَا صَلّٰى (قیامہ) تو ترقیق[۵] ہوگی، تغلیظ جائز نہیں۔ ایسی صرف تین ہی مثالیں ہیں۔

---

[۱] یُصْلِحَا کو کوفیین کے علاوہ سبھی قراء یَصَّلٰحَا پڑھتے ہیں۔ [۲] طٰہٰ، انبیاء، حدید۔
[۳] یعنی ان یائی کلمات میں ہو جو رؤس آیات میں نہیں ہیں۔
[۴] ان یائی کلمات میں جو رؤس آیات نہیں ہیں، ورش کے لیے فتح و تقلیل دونوں ہوتے ہیں۔ پس فتح کی صورت میں تغلیظ ہوگی اور تقلیل کی صورت میں ترقیق۔
[۵] کیوں کہ ذوات الیاء فواصل میں ورش صرف تقلیل کرتے ہیں۔ اور تقلیل از قسم امالہ ہے اور امالہ و تغلیظ ضد ہیں، جمع نہیں ہو سکتے۔

کیفیتِ وقف بلحاظِ ادا کا بیان

حرف موقوف علیہ کی ادائیگی کے اعتبار سے وقف کرنے کے طریقہ کو ''کیفیتِ وقف بلحاظ ادا'' کہتے ہیں۔ کیفیتِ وقف بلحاظِ ادا کی چار قسمیں ہیں: وقف بالاسکان وقف بالاشمام ـــــ وقف بالروم ـــــ وقف بالابدال[1]۔

وقف بالاسکان: تینوں حرکتوں میں ہوتا ہے۔ حرکت اصلی ہو یا عارضی۔

وقف بالاشمام: صرف پیش میں۔ اور **وقف بالروم:** پیش وزیر میں ہوتا ہے۔

وقف بالابدال: دوزبر اور گول ۃ میں ہوتا ہے۔ اور حمزہ کے نزدیک موقوف علیہ مہموز میں، جیسے: السُّفَهَآءُ ـــــ وقف میں اصل وقف بالاسکان ہے۔ کیونکہ وقف کا مقصد ''راحت وآرام'' ہے۔ اور وہ اس میں زیادہ ہے۔ لیکن وقف بالاشمام اور وقف بالروم کو خلافِ اصل ہوتے ہوئے بھی اکثر قراء نے پسند کیا ہے، کیونکہ ان سے موقوف علیہ کی اصلی حرکت کا پتہ چل جاتا ہے۔

بصری اور کوفیین سے تو یہ نصًّا ثابت ہوئے ہیں۔ باقی تین قراء سے اگرچہ نصًّا وصراحۃً مروی نہیں۔ مگر اکثر اہل ادا: ان کی قراءت میں بھی روم واشمام سے وقف کرنا بہتر سمجھتے ہیں۔

تنبیہ: حرکتِ عارضی، گول ۃ، میم جمع، اور ہائے سکتہ پر روم واشمام جائز نہیں۔ اور ھاءِ ضمیر کی نو صورتیں ہیں:

ھَاء ضمیر: سے پہلے کسرہ، ضمہ، واو مدہ ولین یا یاء مدہ ولین ہو۔ جیسے: بِهٖ، اَجْرُهٗ، رَاوَدُوْهُ، شَرَوْهُ، فِيْهِ، اِلَيْهِ۔ ان چھیوں صورتوں میں روم واشمام جمہور کی رائے پر ناجائز۔ اور بعض کی رائے پر جائز ہیں۔

ھَاءِ ضمیر: سے پہلے فتحہ، الف، یا ساکن صحیح ہو، جیسے لَهٗ، هَدٰاهُ، عَنْهُ۔ ان تینوں

---

[1] ان کی تعریفیں کتاب ''اصول التجوید اول'' سے یاد کیجئے۔

صورتوں میں روم واشمام بلاخلاف جائز ہیں۔اور دونوں مذہب صحیح ہیں۔

تنبیہ: یَوْمَئِذٍ اور حِیْنَئِذٍ میں بھی روم جائز نہیں[1]۔

وقف موافقِ رسم کا بیان

قرآنِ کریم کی کتابت کے موافق وقف کرنے کو ''وقف موافقِ رسم'' کہتے ہیں۔

رسم خط کی تعریف: وہ تحریر اور الفاظ کی شکل ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں باجماع صحابہ قرآنِ کریم کے لیے اختیار کی گئی۔

وقف موافقِ رسم ہوتا ہے۔اس بارے میں نافع، بصری، کوفیین سے تو صراحۃً روایت آئی ہے۔مکی اور شامی سے اگرچہ صراحۃً کوئی روایت تو نہیں آئی۔البتہ محققین اہل ادا نے ان کے لیے بھی اتباعِ رسم کو پسند کیا ہے۔لیکن چند مواقع میں کسی حکمت کی بنا پر بعض قراء نے رسم کے خلاف وقف کیا ہے۔ان کو بیان کیا جاتا ہے۔

یہ مخالفت پانچ طرح پر ہوتی ہے۔ابدال، حذف، فصل و قطع، اثبات، وصل۔

(۱) ابدال: یعنی وقفاً ایک حرف کا دوسرے حرف سے بدلنا۔

رسم کے اعتبار سے تاء تانیث کی دو صورتیں ہیں: گول: جیسے: رَحْمَةٌ ۔لمبی: جیسے: رَحْمَتُ۔

گول ''ۃ'' پر سبھی قاری ھا کے ساتھ وقف کرتے ہیں۔البتہ لمبی تا کے بارے میں اختلاف ہے ـــــ مکی، بصری، کسائی اس پر بھی ھا کے ساتھ وقف کرتے ہیں۔اور رسم کی مخالفت کرتے ہیں۔اور باقی قراء رسم کی اتباع میں ''تا'' کے ساتھ وقف کرتے ہیں۔

تاء تانیث (لمبی تا) والے کلمات کی تین قسمیں ہیں:

---

[1] یَوْمَئِذٍ اور حِیْنَئِذٍ میں ذال اصل میں ساکن تھی۔جب ذال ساکن پر تنوین آئی تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے ذال کو کسرہ دیا گیا۔اب جب وقف کرتے ہیں تو تنوین حذف ہوجاتی ہے۔اور ذال اپنی اصل یعنی سکون کی طرف لوٹ آتی ہے۔اور سکون اصلی میں روم واشمام جائز نہیں۔

(۱) وہ کلمات جو سب کے لیے واحد ہوں۔ اور اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں۔ ان کی تَا ہمیشہ لمبی ہوتی ہے۔ جیسے: رَحۡمَتُ اللّٰهِ۔ ایسے کلمات تیرہ ہیں جو اکتالیس جگہ آئے ہیں: رَحۡمَتُ ۷۔ نِعۡمَتُ ۱۱۔ اِمۡرَاَتُ ۷۔ لَعۡنَتُ ۲۔ سُنَّتُ ۵۔ كَلِمَتُ ۱ (اعراف ع۱۶) بَقِيَّتُ ۱۔ قُرَّتُ ۱۔ فِطۡرَتُ ۱۔ مَعۡصِيَتُ ۲۔

حکم: ان میں مکی، بصری، کسائی مخالفِ رسم ھَا سے۔ اور باقی قراء موافقِ رسم تَا سے وقف کرتے ہیں۔

(۲) وہ کلمات جن کے واحد و جمع پڑھنے میں قراء کا اختلاف ہے۔ ان کی تَا بھی لمبی لکھی ہوتی ہے ـــــ ایسے کلمات سات ہیں جو بارہ جگہ آئے ہیں: كَلِمَتُ ۴۔ اٰيٰتٌ ۲۔ غَيٰبَتِ ۲۔ الۡغُرُفٰتِ ۱۔ بَيِّنٰتٍ ۱۔ ثَمَرٰتٍ ۱۔ جِمٰلَتٌ ۱۔

حکم: ان میں جمع پڑھنے والے تَا سے وقف کرتے ہیں۔ واحد پڑھنے والے اگر مکی، بصری، کسائی ہوں، تو ھَا سے اور باقین میں سے ہوں تو تَا سے وقف کرتے ہیں۔

(۳) وہ کلمات جن کو سب جمع پڑھتے ہیں۔ ان پر بالاتفاق تَا سے وقف ہوتا ہے۔ جیسے: حَسَرٰتٍ، الۡمَثُلٰتُ۔

تنبیہ: لمبی تَا والے چھ کلمات میں بعض افراد نے اپنے اصول کے خلاف وقف[۱] کیا ہے۔ اللّٰتَ (نجم) مَرۡضَاتَ (ہر جگہ) ذَاتَ بَهۡجَةٍ (نمل) وَلَاتَ (ص) ان پر کسائی (موافقِ اصل) وقف بالہاء، اور مکی، بصری (خلافِ اصل) وقف بالتاء کرتے ہیں۔

هَيۡهَاتَ، هَيۡهَاتَ: کسائی، بزی (موافقِ اصل) وقف بالہاء ـــــ قنبل، بصری (خلافِ اصل) وقف بالتاء۔

يٰٓاَبَتِ: مکی: (موافقِ اصل) شامی: (خلافِ اصل) وقف بالہاء ـــــ بصری، کسائی

[۱] یعنی ھَا سے وقف کرنے والوں میں سے بھی بعض نے تَا سے وقف کیا ہے، اور تَا سے وقف کرنے والوں میں سے بعض نے ھَا سے وقف کیا ہے۔

(خلافِ اصل) وقف بالتاء۔

(۲) **حذف** ــــ یعنی کسی حرف کو کم کر دینا۔

كَاَيِّنْ: بصری يَاء[1] پر وقف کرتے ہیں۔ باقی قراء موافق رسم "نون" پر۔

(۳) **فصل و قطع** ــــ یعنی موصول فی الرسم کلمات کو وقفاً جدا کر دینا۔

ائمہ قراءت کے نزدیک یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کلمات مصاحفِ عثمانیہ میں مقطوع ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پر وقف ہوسکتا ہے۔ البتہ تین کلمات میں اختلاف ہے۔

(۱) مَا استفہامیہ کے بعد لام جارہ چار جگہ مقطوع لکھا ہوا ہے۔ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ (نساء) مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ (کہف) مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ (فرقان) فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (معارج) بصری صرف مَا پر، کسائی کے علاوہ باقی قراء "لام" پر۔ اور کسائی "مَا و لام" دونوں ہی پر وقف کرتے ہیں، یہ اختلاف بطریق شاطبیہ ہے۔ اور بطریق جزری تمام قراء کے لیے مَا و لام دونوں پر وقف کر سکتے ہیں۔

(۲) اِلْ يَاسِيْنَ: اس میں چونکہ دو قراءتیں ہیں۔ اس لیے یہ تمام مصاحف میں مقطوع ہے۔

(۱) اٰلِ يَاسِيْنَ: اس صورت میں آلِ پر وقف موافقِ رسم ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ دو کلمے ہیں۔

(۲) اِلْ يَاسِيْنَ: اس صورت میں یہ ایک کلمہ ہے جس کا قطع کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ رسماً منفصل ہے ــــ اس صورت میں وقف موافقِ رسم نہیں کیا جاسکتا، اس کی نظیر قرآن میں اور نہیں ہے۔

(۳) وَيْكَاَنَّ، وَيْكَاَنَّهٗ (قصص) پر تمام ہی قراء پورے کلمہ پر وقف موافق رسم کرتے ہیں۔ البتہ کسائی کے لیے وَیْ پر۔ اور بصری کے لیے وَيْكَ پر وقف مخالفِ رسم

---

[1] کلمہ کی اصل کا خیال کرتے ہوئے۔ کیوں کہ اصل كَاَيٍّ ہے۔ اس لفظ میں تنوین عام قاعدہ کے خلاف نون کی شکل میں لکھی ہوئی ہے۔

بھی جائز ہے۔

(۴) اثبات: ـــــ یعنی کلمہ کے آخر میں وقفاً کوئی حرف زیادہ کر دینا۔

(۱) اَیُّھَا: میں تین جگہ (نور، زخرف، رحمٰن) ھَا کے بعد الف لکھا ہوا نہیں ہے یعنی اَیُّـہَ ہے۔ بصری، کسائی: اصل کے موافق الف پر وقف کرتے ہیں۔ اور باقی حضرات موافقِ رسم ہاء ساکنہ پر۔

تنبیہ: ابن عامر وصلاً تینوں جگہ ھَا کا ضمہ پڑھتے ہیں یعنی اَیُّہُ پڑھتے ہیں۔

(۲) وَادِ النَّمْلِ: کسائی کے لیے خلافِ رسم یَا کے اثبات کے ساتھ وقف ہے یعنی وَادِیْ۔ اور باقی قراء کے لیے موافقِ رسم دال پر وقف ہے۔ یعنی وَادْ۔

(۳) اگر مَا استفہامیہ سے پہلے "لام، فِیْ، عَنْ، بَا، مِنْ" میں سے کوئی حرفِ جر آرہا ہو جیسے: لِمَ تَقُوْلُوْنَ، فِیْمَ اَنْتَ، عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ، بِمَ یَرْجِعُ، مِمَّ خُلِقَ۔
تو بزی ان پر دو طرح سے وقف کرتے ہیں:

(۱) ہاء سکتہ زیادہ کر کے یعنی لِمَہْ، فِیْمَہْ، عَمَّہْ، بِمَہْ، مِمَّہْ۔

(۲) باقی قراء کی طرح یعنی لِمْ، فِیْمْ، عَمّْ، بِمْ، مِمّْ۔ یہ وجہ زیادات میں سے ہے۔

(۵) وصل ـــــ یعنی مقطوع الرسم کلمات کو وقفاً ملانا۔

(۱) اَیًّا مَّا تَدْعُوْا: حمزہ، کسائی کے لیے اَیًّا پر بھی وقف جائز ہے۔ باقی حضرات کے لیے صرف مَا پر ـــــ لیکن بطریق جزری تمام قراء کے لیے اَیًّا اور مَا دونوں پر وقف جائز ہے۔ کیونکہ دونوں کلمے رسماً مقطوع ہیں۔ پس ہر صورت میں وقف موافقِ رسم ہوگا۔

یاءاتِ اضافت کا بیان

یاءِ اضافت: وہ یاءِ متکلم ہے جو اسم، فعل، حرف کے آخر میں آئے۔ اور مادہ اور اصل کلمہ سے زائد[1] ہو۔ جیسے: سَبِیْلِیْ، لِیَبْلُوَنِیْ، اِنِّیْ ـــــ اور چونکہ یہ اکثر جگہ

[1] مادہ یعنی فعل میں لام کلمہ کی جگہ نہ ہو۔ اصل کلمہ یعنی اسم و حرف کے اصلی حروف میں سے نہ ہو۔

مضاف الیہ ہوا کرتی ہے اس لیے اس کو یاء اضافت کہتے ہیں۔اور جب یہ فعل اور حرف کے آخر میں آتی ہے۔اس وقت اس کو یاء اضافت مجازاً کہتے ہیں۔

یاءِ اضافت کی پہچان: یہ ہے کہ جس لفظ کے ساتھ یہ مل کر آ رہی ہو اسکے ساتھ یَا کی جگہ ھا ضمیر اور کاف خطاب آ سکے۔جیسے: سبیلهٗ، سَبِیْلُكَ، لِیَبْلُوَهٗ، لِیَبْلُوَكَ، اِنَّهٗ، اِنَّكَ۔

یاءِ اضافت: باجماعِ مصاحف مرسوم ہوتی ہے۔اس میں اختلاف حرکت وسکون کا ہوتا ہے۔حذف و اثبات کا نہیں۔اور یاء اضافت میں اصل سکون ہے، مگر جہاں سکون متعذر ہو، وہاں اکثر فتحہ آتا ہے اور بعض جگہ کسرہ بھی آیا ہے۔جیسے: بِمُصْرِخِیَّ میں امام حمزہ کے لیے۔اور یٰبُنَیَّ میں متعدد ائمہ کے لیے۔

مختلف فیہ یاءاتِ اضافت تیسیر کے اعتبار سے دوسو چودہ (۲۱۴) ہیں۔اور شاطبیہ کے اعتبار سے دوسو بارہ (۲۱۲)۔

دو یاء ات: فَمَآ اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ (نمل) اور فَبَشِّرْ عِبَادِۦَ الَّذِیْنَ (زمر) میں حرکت وسکون کا بھی اختلاف ہے۔اور حذف و اثبات کا بھی۔پس تیسیر میں ان کو یاءاتِ اضافت میں شمار کر لیا گیا حرکت وسکون کے اختلاف کی وجہ سے۔اور علامہ شاطبی نے ان کو یاءاتِ زوائد میں شمار کیا ہے۔کیونکہ تمام مصاحف ان کے حذف پر متفق ہیں۔جب کہ یاءِ اضافت کے لیے حرکت وسکون کے اختلاف کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ وہ مصاحف میں مرسوم ہو۔پس ان کے نزدیک یاءاتِ اضافت دوسو بارہ ہیں۔

بعد والے حرف کے اعتبار سے یاءاتِ اضافت کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) وہ جن کے بعد ہمزہ قطعی مفتوح ہو۔جیسے: اِنِّیٓ اَعْلَمُ (بقرہ، ع۴)

(۲) وہ جن کے بعد ہمزہ قطعی مکسور ہو۔جیسے: یَدِیَ اِلَیْكَ (مائدہ ع۵)

(۳) وہ جن کے بعد ہمزہ قطعی مضموم ہو۔جیسے: اِنِّیٓ اُرِیْدُ (قصص ع۳)

(۴) وہ جن کے بعد الف لام تعریف کا ہو۔جیسے: رَبِّیَ الَّذِیْ (بقرہ ع۳۵)

(۵) وہ جن کے بعد ہمزۂ وصلی بلا لام ہو۔جیسے: اَخِی اشْدُدْ (طٰہٰ ع۲)

(٦) وہ جن کے بعد ہمزہ کے علاوہ کوئی اور حرف ہو۔ جیسے: وَجْهِيَ لِلّٰهِ (آل عمران ع ۲)

اول: ہمزۂ قطعی مفتوح سے پہلے اختلافی یاءاتِ اضافت ننانوے (۹۹) ہیں۔
ان کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ نافع، مکی، بصری ان سب کو ہر جگہ فتحہ سے پڑھتے ہیں۔
جیسے: اِنِّیٓ اَعْلَمُ —— باقی قراء تمام قرآن میں ساکن پڑھتے ہیں۔
چونسٹھ (٦۴) یاءات میں تو یہ قاعدہ اسی طرح [1] ہے۔ لیکن پینتیس (۳۵) یاءات میں بعض نے اپنے اصول کے خلاف کیا ہے —— ان پینتیس (۳۵) میں سے دس یاءات میں نافع، مکی، بصری تو اپنے اصول کے موافق فتحہ ہی پڑھتے ہیں، مگر باقی قراء میں سے بعض فتحہ پڑھنے میں ان کے ساتھ شریک ہوگئے ہیں۔ چنانچہ ان دسوں میں شامی، اور

---

[1] وہ چونسٹھ یاءات یہ ہیں: ۱-۳ اِنِّیٓ اَعْلَمُ (بقرہ دو، یوسف ۱) ۴- اَنِّیٓ اَخْلُقُ (آل عمران) ۵-۲۲ اِنِّیٓ اَخَافُ (مائدہ، انعام، اعراف، انفال، یونس، ہود تین۔ مریم، شعراء دو۔ قصص، زمر، غافر تین، احقاف، حشر) ۲۳-۲۴، مَا یَكُوْنُ لِیٓ اَنْ (مائدہ، یونس) ۲۵- اِنِّیٓ اَرٰىكَ (انعام) ۲٦- بَعْدِیٓ اَعَجِلْتُمْ (اعراف) ۲۷-۲۹ اِنِّیٓ اَرٰی (انفال، یوسف، صٰفّٰت) ۳۰- اِنِّیٓ اَعِظُكَ ۳۱- شِقَاقِیٓ اَنْ (ہر دو ہود) ۳۲ و ۳۳- اِنِّیٓ اَعُوْذُ (ہود، مریم) ۳۴- رَبِّیٓ اَحْسَنَ ۳۵- اَرٰىنِیٓ اَعْصِرُ ۳٦- اَرٰىنِیٓ اَحْمِلُ ۳۷- اَبِیٓ اَوْ (ہر چہار یوسف) ۳۸-۴۱ اِنِّیٓ اَنَا (یوسف، حجر، طٰہٰ، قصص) ۴۲- اِنِّیٓ اَسْكَنْتُ (ابراہیم) ۴۳- عِبَادِیٓ اَنِّیٓ ۴۴- اَنِّیٓ اَنَا (ہر دو حجر) ۴۵-۴۸ رَبِّیٓ اَعْلَمُ (کہف، شعراء، قصص دو) ۴۹ و ۵۰- بِرَبِّیٓ اَحَدًا (کہف دو) ۵۱ و ۵۲ رَبِّیٓ اَنْ (کہف، قصص) ۵۳-۵۵ اِنِّیٓ اٰنَسْتُ (طٰہٰ، نمل، قصص) ۵٦- اِنِّیٓ اَنَا (طٰہٰ) ۵۷- اِنِّیٓ اٰمَنْتُ (یٰس) ۵۸- اَنِّیٓ اَذْبَحُكَ (صٰفّٰت) ۵۹- اِنِّیٓ اَحْبَبْتُ (صٓ) ٦۰- اِنِّیٓ اٰتِیْكُمْ (دخان) ٦۱- اِنِّیٓ اَعْلَنْتُ (نوح) ٦- رَبِّیٓ اَمَدًا (جن) ٦۳- رَبِّیٓ اَكْرَمَنِ ٦۴- رَبِّیٓ اَهَانَنِ (ہر دو فجر)

دو میں حفص بھی فتحہ پڑھتے ہیں۔

۱- لَعَلِّیَ اَرْجِعُ (یوسف) ۲و۳- لَعَلِّیَ اٰتِیْکُمْ (طٰہٰ، قصص) ۴- لَعَلِّیَ اَعْمَلُ (مومنون) ۵- لَعَلِّیَ اَطَّلِعُ (قصص) ۶- لَعَلِّیَ اَبْلُغُ (غافر) ۷- مَعِیَ اَبَدًا (توبہ) ۸- مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا (ملک) (ان دو میں حفص شریک ہیں) ۹- اَرَھْطِیَ اَعَزُّ (ہود) اس میں ابن ذکوان بلا خلف اور ہشام بالخلف[۱] ہیں۔ ۱۰- مَالِیَ اَدْعُوْکُمْ (غافر) اس میں صرف ہشام شریک ہیں۔

باقی پچیس یاءات میں مدنی، مکی، بصری ہی میں سے بعض اپنے اصول کے خلاف کررہے ہیں۔ چنانچہ نافع: تین جگہ اور بروایت قالون دو جگہ، کل پانچ جگہ اپنے اصول کے خلاف ساکن پڑھتے ہیں۔

۱- فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (بقرہ) ۲- ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ ۳- اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (ہردو غافر) اور (بروایت قالون) ۴و۵- اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ (نمل واحقاف)

مکی: دس جگہ۔ ایک جگہ بالخلف۔ اور بروایت قنبل سات جگہ۔ کل اٹھارہ جگہ۔ اپنے اصول کے خلاف ساکن پڑھتے ہیں۔

۱و۲- اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَۃً (آل عمران، مریم) ۳- فِیْ ضَیْفِیْٓ اَلَیْسَ (ہود) ۴و۵- اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ میں اِنِّیْ کی یا (یوسف) ۶- یَاْذَنَ لِیْٓ اَبِیْٓ میں لِیْ کی یا (یوسف) ۷- سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْا (یوسف) ۸- مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ (کہف) ۹- وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ (طٰہٰ) ۱۰- لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْکُرُ (نمل) اور عِنْدِیْٓ اَوَلَمْ یَعْلَمْ (قصص) میں بالخلف[۲]۔ اور (بروایت قنبل) ۱- اِنِّیْٓ اَرٰىکُمْ (ہود) ۲و۳- وَلٰکِنِّیْٓ اَرٰىکُمْ (ہود،

---

۱ یعنی ہشام کے لیے فتحہ وسکون دونوں ہیں۔ مگر فتحہ مشہور تر اور طریق کے موافق ہے، گو علامہ شاطبی نے تیسیر کی پیروی کرتے ہوئے اس کو بیان نہیں فرمایا۔

۲ یعنی فتحہ وسکون دونوں ہیں لیکن طریق کے موافق بزی کے لیے صرف سکون اور قنبل کے لیے صرف فتحہ ہے۔

احقاف)۴- تَحْتِيْ اَفَلَا (زخرف)۵- فَطَرَنِیْ اَفَلَا (ہود)۶و۷- اَوْزِعْنِیْ اَنْ (نمل،احقاف)

بصری: بارہ جگہ اپنے اصول کے خلاف ساکن پڑھتے ہیں۔

۱- لَيَحْزُنُنِیْ اَنْ (یوسف)۲- لِمَ حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی (طٰہٰ)۳- تَاْمُرُوْنِّیْ اَعْبُدُ (زمر)۴- اَتَعِدٰنِنِیْ اَنْ (احقاف)۵- فَطَرَنِیْ اَفَلَا (ہود)۶-سَبِيْلِیْ اَدْعُوا (یوسف) ۷- لِيَبْلُوَنِیْ ءَاَشْكُرُ (نمل)۸- فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ (بقرہ) ۹- ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ ۱۰- ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (ہر دو غافر) ۱۱و۱۲- اَوْزِعْنِیْ اَنْ (نمل،احقاف)

باقی اڑھائی قاری شعبہ،حمزہ،کسائی اس قسم میں تمام قرآن میں یا کو ساکن پڑھتے ہیں۔

فائدہ: ہمزہ قطعی مفتوح سے پہلے چار یاءات اور ہیں: اَرِنِیْ اَنْظُرْ (اعراف) وَلَا تَفْتِنِّیْ اَلَا (توبہ) وَتَرْحَمْنِیْ اَكُنْ (ہود) فَاتَّبِعْنِیْ اَهْدِكَ (مریم) یہ تمام قراء کے نزدیک ساکن ہیں۔ان کا شمار ننانوے یاءات میں نہیں ہے۔

دوم: ہمزہ قطعی مکسور سے پہلے اختلافی یاءات اضافت باون (۵۲) ہیں۔

ان کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ نافع اور بصری ان سب میں فتحہ پڑھتے ہیں جیسے: مِنِّیْ اِلَّا اور باقی قراء ساکن ــــ ستائیس (۲۷) میں تو یہ قاعدہ اسی طرح ہے[1]، ان

---

[1] وہ ستائیس یاءات یہ ہیں: ۱- مِنِّیْ اِلَّا (بقرہ ع ۳۳) ۲- مِنِّیْ اِنَّكَ (آل عمران ع ۴) ۳- رَبِّیْ اِلٰی (انعام ع ۲۰) ۴- نَفْسِیْ اِنْ (یونس ع ۲) ۵ تا ۹- رَبِّیْ اِنَّهٗ (یونس ع ۵، یوسف ع ۱۱، مریم ع ۳، عنکبوت ع ۳، سبا ع ۵) ۱۰- عَنِّیْ اِنَّهٗ (ہود ع ۲) ۱۱و۱۲- اِنِّیْ اِذًا (ہود ع ۳، یس ع ۲) ۱۳- نُصْحِیْ اِنْ (ہود ع ۳) ۱۴- رَبِّیْ اِنِّیْ (یوسف ع ۵) ۱۵- نَفْسِیْ اِنَّ (یوسف ع ۷) ۱۶- رَبِّیْ اِنَّ (یوسف ع ۷) ۱۷- اَحْسَنَ بِیْ اِذْ (یوسف ع ۱۱) ۱۸- رَحْمَةَ رَبِّیْ اِذًا (اسراء ع ۱۱) ۱۹- لِذِكْرِیْ اِنَّ (طٰہٰ ع ۱) ۲۰- عَلٰی عَيْنِیْ اِذْ (طٰہٰ ع ۲) ۲۱- وَلَا بِرَاْسِیْ اِنِّیْ (طٰہٰ ع ۵) ۲۲- اِنِّیْ اِلٰهٌ (انبیاء ع ۲) ۲۳- عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا (شعراء ←

میں سے صرف ایک جگہ رَبِّیٓ اِنَّ لِیْ (فصلت ع ٦) میں قالون کا خلف ہے یعنی فتحہ وسکون دونوں ہے مگر فتحہ زیادہ مشہور ہے۔ لیکن پچیس (۲۵) یاءات میں بعض نے اپنے اصول کے خلاف کیا ہے۔ ان پچیس میں سے پندرہ یاءات میں نافع، بصری تو اپنے اصول کے موافق فتحہ ہی پڑھتے ہیں، مگر باقی قراء میں سے بعض قاری فتحہ پڑھنے میں ان کے ساتھ شریک ہوگئے ہیں۔ چنانچہ دو میں مکی، چودہ میں شامی اور گیارہ میں حفص بھی فتحہ پڑھتے ہیں۔

۱- اٰبَآءِیَ اِبْرٰهِیْمَ (یوسف) ۲- دُعَآءِیَ اِلَّا (نوح) ان دو میں مکی، شامی۔
۳- وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ (مائدہ) ۴ تا ۱۲- اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا (یونس، ہود دو، شعراء پانچ، سبا) ان دسوں میں شامی و حفص۔ ۱۳- وَمَا تَوْفِیْقِیَ اِلَّا (ہود) ۱۴- وَحُزْنِیَ اِلَی (یوسف) ان دونوں میں صرف شامی۔ ۱۵- یَدِیَ اِلَیْكَ (مائدہ) میں صرف حفص فتحہ پڑھنے میں شریک ہیں۔

باقی دس یاءات میں مدنی، بصری ہی میں سے ایک اپنی اصل کے خلاف کرتے ہیں۔ چنانچہ قالون: ایک جگہ اپنے اصول کے خلاف ساکن پڑھتے ہیں۔ بَیْنَ اِخْوَتِیْ اِنَّ (یوسف) اور ایک جگہ خلف ہے، رَبِّیْ اِنَّ لِیْ (فصلت ع ٦) میں، جیسا کہ ابھی اوپر گذرا)

بصری: دس جگہ: اپنے اصول کے خلاف ساکن پڑھتے ہیں۔

او ۲- اَنْصَارِیْ اِلَی (آل عمران، صف) ۳- بَیْنَ اِخْوَتِیْ اِنَّ (یوسف) ۴- بَنٰتِیْ اِنْ (حجر) ۵ تا ۷- سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (کہف، قصص، صٰفّٰت) ۸- بِعِبَادِیْ اِنَّكُمْ (شعراء) ۹- لَعْنَتِیْ اِلٰی (صٓ) ۱۰- وَرُسُلِیْ اِنَّ (مجادلہ)

تنبیہ: وَرُسُلِیَ اِنَّ (مجادلہ) میں بھی شامی نافع کی طرح مفتوح پڑھتے ہیں۔ پس شامی کل پندرہ یاءات کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ چودہ (۱۴) یاءات اوپر گذریں۔

← ع ۵) ۲۴- لِاَبِیْ اِنَّهٗ (شعراء ع ۵) ۲۵- بَعْدِیْ اِنَّكَ (صٓ ع ۳) ۲۶- اَمْرِیْ اِلَی (غافر ع ۵) ۲۷- رَبِّیْ اِنَّ (فصلت ع ٦) مگر اس آخری یاء میں قالون کا خلف ہے۔

باقی اڑھائی قاری، شعبہ، حمزہ، کسائی تمام قرآن میں یاء کو ساکن پڑھتے ہیں۔

فائدہ: ہمزہ قطعی مکسور سے پہلے نو یاءات اور ہیں: ۱- اَنۡظِرۡنِیۡ اِلٰے (اعراف) ۲و۳- فَاَنۡظِرۡنِیۡ اِلٰے (حجر، ص) ۴- یَدۡعُوۡنَنِیۡ اِلَیۡہِ (یوسف) ۵- یُصَدِّقُنِیۡ اِنِّیۡ (قصص، یُصَدِّقُنِیۡ کی یا) ۶- تَدۡعُوۡنَنِیۡ اِلٰی ۷- تَدۡعُوۡنَنِیۡ اِلَیۡہِ (ہر دو غافر) ۸- فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ اِنِّیۡ (احقاف) ۹- اَخَّرۡتَنِیۡ اِلٰی (منافقون) یہ تمام قراء کے نزدیک ساکن ہیں۔ ان کا شمار باون (۵۲) یاءات میں نہیں ہے۔

سوم: ہمزۂ قطعی مضموم سے پہلے اختلافی یاءاتِ اضافت دس ہیں: ان کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ نافع ان کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ اور باقی حضرات ساکن۔ اور ان میں اس قاعدہ کی کسی نے مخالفت نہیں کی۔

۱- اِنِّیۡۤ اُعِیۡذُھَا (آل عمران) ۲و۳- اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ (مائدہ، قصص) ۴- فَاِنِّیۡۤ اُعَذِّبُہٗ (مائدہ) ۵و۶- اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ (انعام، زمر) ۷- عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ (اعراف) ۸- اِنِّیۡۤ اُشۡھِدُ اللّٰہَ (ہود) ۹- اَنِّیۡۤ اُوۡفِیۡ (یوسف) ۱۰- اِنِّیۡۤ اُلۡقِیَ (نمل)

فائدہ: ایسی دو یاءات اور ہیں: بِعَھۡدِیۡۤ اُوۡفِ (بقرہ) اٰتُوۡنِیۡۤ اُفۡرِغۡ (کہف) یہ دونوں باجماع ساکن ہیں۔ اور یہ ان دس کے علاوہ ہیں۔

چہارم: الف لام تعریف سے پہلے اختلافی یاءاتِ اضافت چودہ (۱۴) ہیں۔ ان کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ حمزہ ان سب کو ساکن پڑھتے ہیں۔ جیسے: رَبِّیَ الَّذِیۡ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ اور باقی قراء مفتوح۔ نو یاءات میں تو یہ قاعدہ اسی طرح ہے[1]۔ البتہ پانچ یاءات میں حمزہ تو اپنے اصول کے موافق ساکن ہی پڑھتے ہیں، مگر بعض قاری ساکن

---

[1] وہ نو یاءات یہ ہیں: ۱- رَبِّیَ الَّذِیۡ (بقرہ ع ۳۵) ۲- رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ (اعراف ع ۴) ۳- اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ (مریم ع ۲) ۴- مَسَّنِیَ الضُّرُّ (انبیاء ع ۶) ۵- عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ (انبیاء ع ۷) ۶- عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ (سبا ع ۲) ۷- مَسَّنِیَ الشَّیۡطٰنُ (ص ع ۴) ۸- اَرَادَنِیَ اللّٰہُ (زمر ع ۴) ۹- اِنۡ اَھۡلَکَنِیَ اللّٰہُ (ملک ع ۲)

پڑھنے میں ان کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایک میں حفص، دو میں بصری، اور دو میں شامی، تین میں کسائی بھی خلافِ قاعدہ ساکن پڑھنے میں شریک ہیں۔

۱۔ عَهْدِیَ الظّٰلِمِیْنَ (بقرہ) میں حفص۔ ۲۔ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ (اعراف) میں شامی۔ ۳۔ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ (ابراہیم) میں شامی و کسائی۔ ۴و۵۔ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ (عنکبوت و زمر) میں بصری و کسائی ساکن پڑھنے میں حمزہ کے ساتھ شریک ہیں۔

باقی اڑھائی قاری: نافع، مکی، شعبہ اس یاء کو ہر جگہ فتحہ پڑھتے ہیں۔

پنجم: ہمزہ وصلی بلا لام سے پہلے اختلافی یاءاتِ اضافت سات ہیں۔

ان کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ نافع، مکی، بصری فتحہ پڑھتے ہیں۔ اور باقی قراء ساکن۔

ان سات میں سے دو یاء میں تو یہ قاعدہ اسی طرح ہے: ۱۔ لِنَفْسِیَ اذْهَبْ، فِیْ ذِکْرِیَ اذْهَبَا (ہر دو طٰہٰ) —— باقی پانچ یاءات میں سے ایک یاء میں نافع، مکی، بصری تو اپنے اصول کے موافق فتحہ ہی پڑھتے ہیں۔ البتہ بعض قاری فتحہ پڑھنے میں ان کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں۔ چنانچہ مِنْ بَعْدِیَ اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (صف) میں شعبہ بھی فتحہ پڑھتے ہیں۔ باقی چار یاءات میں مدنی، مکی، بصری ہی میں سے بعض اپنے اصول کے خلاف ساکن پڑھتے ہیں۔ چنانچہ نافع: تین جگہ اپنے اصول کے خلاف ساکن پڑھتے ہیں (اور وصلاً حذف کر دیتے ہیں)

۱۔ اِنِّیَ اصْطَفَیْتُكَ (اعراف) ۲۔ اَخِیَ اشْدُدْ (طٰہٰ) ۳۔ یٰلَیْتَنِیَ اتَّخَذْتُ (فرقان)

مکی: دو جگہ اپنے اصول کے خلاف ساکن پڑھتے ہیں۔

۱۔ یٰلَیْتَنِیَ اتَّخَذْتُ۔ اور ۲۔ بروایتِ قنبل: اِنَّ قَوْمِیَ اتَّخَذُوْا (ہر دو فرقان)

فائدہ: بصری ساتوں یاءات میں اپنے اصول کے موافق فتحہ پڑھتے ہیں۔

باقی ساڑھے تین قاری شامی، حفص، حمزہ، کسائی ساتوں یاءات کو ساکن پڑھتے ہیں۔

ہمزہ وصلیہ منفردہ سے پہلے اور کوئی یاء نہیں ہے۔ بلکہ ان میں سے بھی اَخِیَ اشْدُدْ

(طٰہٰ) کی یَاءِ شامی کی قراءت میں قبل از ہمزہ قطعیہ مفتوحہ ہے۔ پس ان کے یہاں ہمزۂ وصلیہ منفردہ سے پہلے یاءاتِ اضافت چھ ہی ہیں۔

ششم: دیگر حروف سے پہلے آنے والی اختلافی یاءاتِ اضافت تیس (۳۰) ہیں۔ ان کے متعلق کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا حکم قراء کی ترتیب کے اعتبار سے اس طرح ہے:

نافع: سات جگہ فتحہ پڑھتے ہیں۔ ۱و۲- بَیۡتِیَ (بقرہ، حج) ۳و۴- وَجۡهِیَ (آل عمران، انعام) ۵- وَمَمَاتِیَ لِلّٰهِ (انعام) ۶- وَمَالِیَ (یٰس) ۷- وَلِیَ دِیۡنِ (کافرون) اور بروایت ورش مزید چار یاءات کو فتحہ پڑھتے ہیں۔ پس ان کے لیے گیارہ میں فتحہ ہے۔

۸- وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیَ (بقرہ) ۹- وَلِیَ فِیۡهَا (طٰہٰ) ۱۰- وَمَنۡ مَّعِیَ (شعراء) ۱۱- فَاعۡتَزِلُوۡنِ (دخان)

مکی: پانچ جگہ فتحہ پڑھتے ہیں: ۱- وَمَحۡیَایَ (انعام) ۲- مِنۡ وَّرَآءِیَ (مریم) ۳و۴- مَالِیَ لَآ (نمل، یٰس) ۵- اَیۡنَ شُرَكَآءِیَ (فصلت) اور بروایت بزی بالخلف[1] وَلِیَ دِیۡنِ۔ پس ان کے لیے چھ ہوگئیں۔

بصری: دو جگہ فتحہ پڑھتے ہیں: ۱- وَمَحۡیَایَ (انعام) ۲- وَمَالِیَ (یٰس)

شامی: چھ جگہ فتحہ پڑھتے ہیں: ۱و۲- وَجۡهِیَ (آل عمران، انعام) ۳- صِرَاطِیَ ۴- وَمَحۡیَایَ (ہردو انعام) ۵- اِنَّ اَرۡضِیَ وَاسِعَةٌ (عنکبوت) ۶- وَمَالِیَ (یٰس) اور بروایتِ ہشام مزید پانچ جگہ فتحہ پڑھتے ہیں۔ پس ان کے لیے گیارہ میں فتحہ ہے۔ ۷تا۹- بَیۡتِیَ (ہر جگہ) ۱۰- مَالِیَ (نمل) ۱۱- وَلِیَ دِیۡنِ (کافرون)

شعبہ، کسائی: تین جگہ فتحہ پڑھتے ہیں: ۱- وَمَحۡیَایَ (انعام) ۲و۳- مَالِیَ (نمل، یٰس)

---

[1] یعنی فتحہ و سکون دونوں ہیں، مگر طریق کے موافق سکون ہے۔

حفص: بائیس (۲۲) جگہ فتحہ پڑھتے ہیں: ۱تا۳- بَیْتِیَ (ہر جگہ) ۴و۵- وَجْهِیَ (آل عمران، انعام) ۶تا۱۴- مَعِیَ (ہر جگہ) ۱۵- وَمَحْیَایَ (انعام) ۱۶تا۲۲- وَلِیَ (سات جگہ[1])

حمزہ: صرف ایک جگہ فتحہ پڑھتے ہیں: وَمَحْیَایَ (انعام)

یٰعِبَادِیَ لَاخَوْفٌ (زخرف) اس میں شعبہ: وصلاً مفتوح، وقفاً ساکن۔ نافع، بصری، شامی: حالین میں ساکن اور باقی قراء (مکی، حفص، حمزہ، کسائی) حالین میں حذف کرتے ہیں[2]۔

یاءاتِ زوائد کا بیان

یاءاتِ زوائد: وہ یاء ہیں جن میں صرف وصلاً یا وصلاً ووقفاً حذف واثبات کا اختلاف ہو[3] ـــــ مختلف فیہ یاءاتِ زوائد شاطبیہ کے موافق باسٹھ[4] (۶۲) ہیں۔ ان کے بارے میں قراء کے اصول یہ ہیں: یعنی جن یاءات کو قراء ثابت رکھتے ہیں، یا حذف

---

۱ ابراہیم، طٰہٰ، نمل، یٰسٓ، صٓ ۲، کافرون۔

۲ یٰعِبَادِیَ (زخرف) مصحف مدینہ وشام میں بالیاء اور مصحف مکہ وعراق میں بحذف یا مرسوم تھا۔ اسی بنا پر اس میں حرکت وسکون کا بھی اختلاف ہے اور اثبات وحذف کا بھی۔ اور اسی وجہ سے دانی رحمہ اللہ نے اس کو یاء اضافت اور یاءاتِ زوائد دونوں میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ اصول میں تو اس کو یاءاتِ زوائد میں صراحۃً بیان فرمایا ہے۔ اور یاءاتِ اضافت میں ضمناً، کیوں کہ جن یاءات کے بعد ہمزہ نہیں ہے وہ تیس بتائی ہیں، وہ تیس اس کو شمار کر کے ہی ہو سکتی ہیں۔ البتہ سورۂ زخرف میں اس کو صراحۃً یاءاتِ اضافت میں شمار کیا ہے۔

۳ جس یاء کے اثبات میں صرف وقفاً اختلاف ہو، اس کو یاء زائدہ نہیں کہتے۔ جیسے: هَادٍ، رَاقٍ، وَالٍ، بَاقٍ میں مکی وقفاً اثباتِ یاء کرتے ہیں۔

۴ کیونکہ شاطبیہ میں یٰعِبَادِ لَاخَوْفٌ (زخرف) کو صرف یاءاتِ اضافت میں شمار کیا ←

کرتے ہیں، وہ اس اصول کے اعتبار سے[ا] ہوگا۔

(۱) نافع، بصری، حمزہ، کسائی: صرف وصلاً یاء زیادہ کرتے ہیں ـــــ البتہ حمزہ صرف ایک جگہ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ (نمل) میں حالین میں یاء زیادہ کرتے ہیں۔

(۲) مکی بلا خلف۔ اور ہشام بالخلف: حالین میں یاء زیادہ کرتے ہیں۔

(۳) باقی ڈیڑھ قاری (ابن ذکوان، عاصم) حالین میں حذف کرتے ہیں۔

تفصیل اس طرح ہے: ۱- اِذَا یَسْرِ (فجر) ۲- اِلَی الدَّاعِ (قمر) ۳- الْجَوَارِ (شوری) ۴- الْمُنَادِ (ق) ۵- اَنْ یَّهْدِیَنِ ۶- اَنْ یُّؤْتِیَنِ ۷- عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ (ہر سہ کہف) ۸- لَئِنْ اَخَّرْتَنِ (اسراء) ۹- اَلَّا تَتَّبِعَنِ (طٰہٰ) نافع، بصری: اثبات وصلاً۔ مکی: حالین میں اثبات ـــــ باقی حضرات: حالین میں حذف۔

۱۰- یَوْمَ یَاْتِ (ہود) ۱۱ ـــــ مَا کُنَّا نَبْغِ، نافع، بصری، کسائی: اثبات وصلاً۔ مکی: حالین میں اثبات ـــــ باقین: حالین میں حذف۔

۱۲- وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (ابراہیم) ورش، بصری، حمزہ: اثبات وصلاً۔ بزی: حالین میں اثبات۔ باقین: حالین میں حذف۔

۱۳- وَاتَّبِعُوْنِ اَهْدِکُمْ (مومن) قالون، بصری: اثبات وصلاً۔ مکی: حالین میں اثبات۔ باقین: حالین میں حذف۔

۱۴- اِنْ تَرَنِ (کہف) قالون، بصری: اثبات وصلاً۔ مکی: حالین میں اثبات، باقین: حالین میں حذف۔

۱۵- اَتُمِدُّوْنَنِ (نمل) نافع، بصری: اثبات وصلاً۔ مکی: حمزہ: حالین میں

← ہے اور نمل وزمر والی یاءات کو یاءاتِ زوائد میں۔ اور تیسیر میں زخرف والی کو دونوں قسم کی یاءات میں شمار کیا ہے۔ اس لیے یاءاتِ زوائد اکسٹھ ہوگئیں۔

[ا] یہ مطلب نہیں کہ تمام باسٹھ یاءات کو مکی، ہشام، حالین میں ثابت رکھتے ہیں اور نافع، بصری، حمزہ، کسائی صرف وصل میں ثابت رکھتے ہیں، باقین حالین میں حذف کرتے ہیں۔

اثبات۔ باقین: حالین میں حذف۔

۱۶- يَدْعُ الدَّاعِ (قمر) ورش، بصری: اثبات وصلاً۔ بزی: حالین میں اثبات، باقین: حالین میں حذف۔

۱۷- بِالْوَادِ (فجر) ورش: اثبات وصلاً ـــــ بزی: حالین میں اثبات۔
قنبل: وصلاً اثبات اور وقفاً اثبات وحذف دونوں، مگر اثبات طریق کے موافق ہے۔
باقین: حالین میں حذف۔

۱۸- أَكْرَمَنِ ۱۹- أَهَانَنِ (ہر دو فجر) نافع: اثبات وصلاً۔ بزی: حالین میں اثبات۔ بصری: وصلاً اثبات وحذف دونوں۔ مگر (خلافِ اصول) حذف بہتر ہے۔ اور وقفاً صرف حذف ہے۔ باقین: حالین میں حذف۔

۲۰- فَمَا آتٰنِیَ اللّٰهُ (نمل) نافع، بصری، حفص: وصلاً اثبات یاء مفتوحہ کے ساتھ۔ اور وقفاً ورش: حذف موافق اصل۔ قالون، بصری۔ حفص: اثبات وحذف دونوں مگر ان کے لیے وقفاً بھی اثبات ہی ماخوذ اور طریق کے موافق ہے۔ باقین: حالین میں حذف ـــــ حفص کے لیے یہی ایک یاء زائدہ ہے۔

۲۱- وَالْبَادِ (حج) كَالْجَوَابِ (سبا) ـــــ ورش، بصری: اثبات وصلاً۔ مکی: حالین میں اثبات۔ باقین: حالین میں حذف۔

۲۲و۲۳- فَهُوَ الْمُهْتَدِ (اسراء، کہف) نافع، بصری: اثبات وصلاً، باقین: مطلقاً حذف۔

۲۵- وَمَنِ اتَّبَعَنِ (آلِ عمران) نافع، بصری: اثبات وصلاً۔ باقین: حالین میں حذف۔

۲۶- ثُمَّ كِيدُونِ (اعراف) بصری: اثبات وصلاً۔ ہشام: حالین میں اثبات[1]۔

---

[1] شاطبیہ میں ہشام کے لیے خلف ہے یعنی اثبات وحذف دونوں ہیں، مگر ان کے لیے حالین میں اثبات طریق کے موافق ہے اور حذف وصلاً تو کسی طریق سے نہیں، البتہ وقفاً نشر کے طریق سے صحیح ہے۔ ۱۲

باقین: حالین میں حذف۔

۲۷- حَتّٰی تُؤْتُوْنِ (یوسف) ـــــ مکی: حالین میں اثبات۔ بصری: اثبات وصلاً۔ باقین: حالین میں حذف۔

۲۸- فَلَا تَسْـَٔلْنِ (ہود) ورش، بصری: اثبات وصلاً۔ باقین: حالین میں حذف۔

۲۹- وَلَا تُخْزُوْنِ (ہود) ۳۰- بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ (ابراہیم) ۳۱- وَقَدْ هَدٰىنِ (انعام) ۳۲- وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي (بقرہ) ۳۳- وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا (مائدہ) ۳۴- وَخَافُوْنِ اِنْ (آل عمران)

ان چھیوں میں بصری: اثبات وصلاً۔ باقین: حالین میں حذف۔

۳۵- مَنْ يَّتَّقِ (یوسف) قنبل: حالین میں اثبات۔ باقین حالین میں حذف۔

۳۶- الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ (رعد) مکی: حالین میں اثبات۔ باقین: حالین میں حذف۔

۳۷- يَوْمَ التَّلَاقِ ۳۸- يَوْمَ التَّنَادِ (ہر دو غافر) ورش: اثبات وصلاً۔ قالون: وصلاً اثبات وحذف دونوں۔ مگر اثبات خلاف طریق اور ضعیف ہے۔ جمہور کی رائے پر وصلاً بھی صرف حذف ہی صحیح ہے ـــــ مکی: حالین میں اثبات۔ باقین: حالین میں حذف۔

۳۹- دَعْوَةَ الدَّاعِ ۴۰- اِذَا دَعَانِ (ہر دو بقرہ) ـــــ ورش، بصری: اثبات وصلاً۔ قالون: وصلاً خلف ہے، یعنی اثبات وحذف دونوں ہے۔ مگر قالون کے لیے حذف اصح اور مطابق طریقہ[۱] ہے۔ باقین: حالین میں حذف۔

۴۱- كَيْفَ نَذِيْرِ (ملک) ۴۲- لَتُرْدِيْنِ (صٰفّٰت) ۴۳- تَرْجُمُوْنِ ۴۴- فَاعْتَزِلُوْنِ (ہر دو دخان) ۴۵ تا ۵۰- وَنُذُرِ (قمر) ۵۱ تا ۵۳- وَعِيْدِ (ابراہیم، قٓ دو) ۵۴- وَلَا يُنْقِذُوْنِ (یٰسٓ) ۵۵- اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ (قصص) ۵۶ تا ۵۹- نَكِيْرِ (حج، سبا، فاطر، ملک)

ان انیس (۱۹) کلمات میں ورش: اثبات وصلاً۔ باقین: حالین میں حذف۔

---

[۱] اثبات زیادت قصیدہ میں سے ہے مگر متروک نہیں ہے۔

۶۰- فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ (زمر) اس میں سوسی کے لیے تین وجہیں ہیں:
(۱) حالین میں اثبات یعنی عِبَادِیَ الَّذِیْنَ، عِبَادِیْ۔ شاطبیہ میں یہی مذکور ہے، مگر طریق کے خلاف ہے ـــــ (۲) وصلاً یاء مفتوحہ سے۔ اور وقفاً حذف سے۔ یعنی عِبَادِیَ الَّذِیْنَ، عِبَادْ۔ یہ وجہ ابوعمرو بصری کے قیاس کے موافق ہے۔ کیونکہ وہ وقف میں رسم کی پیروی کرتے ہیں ـــــ (۳) حالین میں حذف یعنی عِبَادِ الَّذِیْنَ، عِبَادْ۔ یہ وجہ شاطبی کے طریق کے موافق ہے۔ باقین: حالین میں حذف۔

۶۱- وَاتَّبِعُوْنِ (زخرف) بصری: اثبات وصلاً ـــــ باقین: حالین میں حذف۔

۶۲- یَرْتَعْ (یوسف) قنبل: حالین میں بالخلف اثبات۔ مگر اثبات طریق کے خلاف ہے۔ طریق کے موافق حالین میں صرف حذف ہے۔ باقین: حالین میں حذف۔

فائدہ: یاءاتِ زوائد میں جن بعض قراء نے اپنے اصول کے خلاف کیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

قالون: التَّلَاقِ، التَّنَادِ (ہر دو غافر) میں وصلاً اثبات و حذف دونوں ہیں۔ مگر اثبات ضعیف اور خلافِ طریق ہے۔ حالانکہ ان کے یہاں صرف وصلاً اثبات ہے۔

بزی: مَنْ یَتَّقِ (یوسف) حالین میں حذف کرتے ہیں۔

قنبل: وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ (ابراہیم) یَدْعُ الدَّاعِ (قمر) اَکْرَمَنِ، اَهَانَنِ (فجر) میں حالین میں حذف کرتے ہیں، اور بِالْوَادِ میں وصلاً اثبات۔ اور وقفاً بالخلف پڑھتے ہیں، حالانکہ مکی حالین میں اثبات کرتے ہیں۔

بصری: اَکْرَمَنِ، اَهَانَنِ میں وصلاً اثبات بالخلف ہے۔ مگر حذف بہتر ہے، حالاں کہ ان کے یہاں صرف وصلاً اثبات ہے۔

ہشام: ثُمَّ کِیْدُوْنِ (اعراف) حالین میں اثبات ہے جبکہ ان کے یہاں اثبات بالخلف ہے۔

شعبہ: یٰعِبَادِ لَاخَوْفٌ میں وصلاً یَا مفتوح پڑھتے ہیں۔ اور وقفاً یَاء ساکن، جب کہ وہ حالین میں حذف کرتے ہیں۔

حفص: فَمَآ اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ میں وصلاً یَاء مفتوح ہے۔ اور وقفاً حذف و اثبات دونوں ہے، جب کہ وہ حالین میں حذف کرتے ہیں۔

حمزہ: اَتُمِدُّوْنَنِ (نمل) میں حالین میں یَاء زیادہ کرتے ہیں جب کہ وہ صرف وصلاً اثبات کرنے والے ہیں۔

فائدہ: فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ (کہف) ابن ذکوان: حالین میں اثبات و حذف دونوں۔ مگر طریق کے موافق اثبات ہے۔ باقین: حالین میں اثبات۔ اس لفظ میں یَاء زائد نہیں ہے۔ علامہ شاطبی نے ابن ذکوان کا اختلاف بتانے کے لیے اس کو ذکر فرمایا ہے۔ اس لفظ میں تمام مصاحف میں یَاء مرسوم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قراءاتِ سبعہ کے اصول یہاں پر پورے ہوگئے۔

تنبیہ: قراءت کے اکثر مسائل سننے اور استاذ کے سامنے زبان سے ادا کرنے سے تعلق رکھتے ہیں، جیسے تسہیل، تقلیل و امالہ، روم، اشمام وقفی، اشمام بالحرف، اشمام بالحرکت، اختلاس، اور مد کی مقدارِ کشش وغیرہ۔ الفاظ میں ان کا سمجھانا بہت مشکل ہے، اس لیے اس فن کے شیوخ اور ائمہ نے حصولِ قراءت کے واسطے اس بات کو کافی نہیں سمجھا۔ کہ شاگرد کو صرف یہ بتا دیا جائے کہ یہاں تسہیل ہوگی یا تقلیل و امالہ وغیرہ۔ جیسا کہ حدیث پاک میں کیا جاتا ہے، بلکہ شرط لگائی ہے کہ طالب علم پہلے استاذ سے سنے، پھر استاذ کو سنائے، کیوں کہ حدیث پاک میں مقصد معنی کا حصول ہے۔ اس میں شاگرد کا صرف سن لینا کافی ہے۔ اور قرآنِ کریم میں الفاظ کا ہیئتِ خاص سے ادا کرنا مقصود ہے۔ اس لیے قراءات میں استاذ سے صرف سماعت کی بنیاد پر شاگرد کو اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس لیے آگے قرآنِ کریم میں ان اصول کے اجراء کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے، تاکہ طلبہ مختلف قراءات کو ان اصول کے موافق صحیح پڑھ سکیں۔

اجراء کا طریقہ

اجراء: تمام قراء اور رواۃ کے اختلاف کے ساتھ پورا قرآنِ کریم استاذ کو سنا دینا۔

اجراء کے دو طریقے ہیں: افرادِ قراءات ــــ جمعِ قراءات یا جمع الجمع۔

افرادِ قراءات: ہر امام کی ہر ایک روایت کو الگ الگ بالترتیب پڑھنا۔ خواہ کسی وجہ میں کسی راوی کا اتحاد ہی کیوں نہ ہو۔

جمعِ قراءات: کئی روایتوں یا قراءتوں کو ایک ختم میں جمع کر کے پڑھنا۔ اسی کو جمع الجمع[1] یا جمع الجموع بھی کہتے ہیں۔

جمع الجمع کی تین صورتیں ہیں: جمع وقفی ــــ جمع حرفی ــــ جمع عطفی۔

جمع وقفی: ہر اختلاف کرنے والے امام اور راوی کے لیے بالترتیب مبدأ سے موقف تک ہر بار پڑھنا، جو حضرات کسی کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ ان کے لیے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

جمع حرفی: آیت میں آنے والے ہر اختلافی کلمہ پر وقف کر کے بالترتیب تمام قاریوں کے اختلاف کو پورا کر کے وقف کر دے۔ اور اس کے بعد والے کلمہ سے ابتدا کرے۔ لیکن اگر اس کلمہ پر وقف جائز نہ ہو، تو اس کا دوسرے کلمہ کے ساتھ وصل کر دے۔ اور اسی طرح کرتا رہے یہاں تک کہ وقف کے موقع تک پہنچ جائے۔ پھر وقف کر دے، مگر اس طرح پڑھنے کے لیے چار شرطیں ہیں:

(۱) وقف کی رعایت: کہ بے موقع نہ ہو۔ جیسے: وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ

---

[1] جمع الجمع: یہ نام اس لیے ہے کہ قراءِ عشرہ میں ہر ایک کی دو دو روایتیں ہیں۔ پہلے ان دونوں روایتوں کو افراداً پڑھتے تھے، پھر دو راویوں کو ایک ختم میں جمع کرتے تھے۔ تو اس اعتبار سے ہر قراءت ایک مستقل جمع ہوئی۔ پھر جب سات یا دس جمعوں کو ایک ہی جگہ اکٹھا پڑھا گیا، تو اس کا نام جمع الجمع یا جمع الجموع رکھ دیا گیا۔

میں ''الله'' پر وقف کر کے اختلافات کو ادا کرے۔ کیوں کہ اس صورت میں معنی نامناسب ہو جاتے ہیں۔

(۲) ابتداء کی رعایت: کہ بے موقع سے نہ ہو۔ جیسے: قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ یا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ میں یہ جائز نہیں کہ قَالُوْٓا کو چھوڑ کر اِنَّ اللّٰهَ سے ابتدا کرے، کیوں کہ اس سے بھی مراد کے خلاف معنی کا وہم ہوتا ہے۔

فائدہ: بہت سے پڑھنے والے ان دونوں باتوں کی رعایت نہیں رکھ سکتے۔ ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ جہاں آیت یا وقف کی علامت بنی ہوئی ہو۔ جیسے م، ط، ج، ز، وغیرہ۔ وہاں وقف کر لیں۔ اور اس کے بعد سے ابتداء کر لیں۔

(۳) تجوید اور حُسنِ ادا کی پوری رعایت رکھے۔

(۴) اس بات کی رعایت کہ قراءات میں ترکیب نہ ہونے پائے۔ یعنی ایک کی قراءت کو دوسرے کی قراءت میں خلط نہ کرے۔ پس جس قاری کی قراءت سب کے آخر میں پڑھی ہے۔ آئندہ کلمہ میں ابتداء بھی اُسی قاری کی قراءت سے کرے۔ ترتیبِ اسمی کا خیال نہ کرے۔

تنبیہ: اس بات کی رعایت کہ قراءات میں ترکیب نہ ہونے پائے جمع حرفی میں تو ضروری[۱] ہے۔ اور جمع وقفی میں بہتر[۲] ہے۔

---

[۱] کیونکہ جمع حرفی میں اس کا خیال نہ رکھنے سے بعض صورتوں میں ایسی ترکیب پیدا ہو جاتی ہے جس سے کلام نحو کے خلاف ہو کر مہمل بن جاتا ہے۔ جیسے: وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ (حدید) میں اولاً اَخَذَ پڑھا، پھر بصری کے لیے اُخِذَ پڑھا۔ اب آگے مِيْثَاقُكُمْ کو قاف کے رفع سے بصری ہی کے لیے پڑھنا ہوگا۔ اگر قاف کے نصب سے پڑھیں گے تو فعل مجہول کے فاعل کا منصوب ہونا لازم آئے گا۔ [۲] کیوں کہ جمع وقفی میں ایسی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ مثلاً جب وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۝ میں حمزہ کے لیے سکتہ پڑھ کر يَكْذِبُوْنَ پر وقف کیا۔ تو آگے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ سے ابتدا بھی حمزہ ہی کے لیے کریں، یہ بہتر ہے۔

فائدہ: جمع حرفی میں اصل اعادہ بالوصل ہے۔ لیکن اگر جمع حرفی میں اعادہ بالوصل سے کوئی وجہ پیدا ہو، تو اعادہ بالوقف سے اختلافات پورے کرنے چاہئیں۔ مثلاً اٰمِنُوْا کی تثلیث اعادہ بالوصل سے ادا کرنے میں مد منفصل ہو جاتا ہے۔ پس ایسے موقع پر اعادہ بالوقف ہی ضروری ہے۔

جمع عطفی: اولاً پوری آیت کو قالون کے لیے پڑھنا۔ پھر قالون سے اختلاف کرنے والوں میں ختم آیت کے قریب جن کا اختلاف ہو وہاں سے ان کی قراءت یا روایت کو حسبِ ترتیبِ قراءِ ختم آیت تک پڑھنا، پھر جو اختلاف اس سے پہلے ہو اس کو بذریعہ عطف ادا کرنا۔ اسی طرح اقرب فالاقرب کے طریقہ سے بذریعہ عطف تمام اختلافات کو پورا کرنا —— چوں کہ اس میں بذریعہ عطف اختلافات پورے کیے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے اس طریقہ کو "جمع عطفی" کہتے ہیں۔

تنبیہ: (۱) اگر ایک ہی لفظ میں کئی قاریوں کا اختلاف ہو، تو اس کو قاریوں کی ترتیب ہی سے پورا کرو۔

(۲) اگر فتح، تقلیل، امالہ والے کئی قاری رہ گئے ہو، تو پہلے فتح والوں کو، پھر تقلیل اور بعد میں امالہ والوں کو پڑھیں۔

(۳) اگر ایک ہی قاری کے آیت میں کئی اختلاف ہوں۔ اور اول اختلاف ہی سے وہ دوسرے قراء سے جدا ہو گئے ہوں، تو وقف کے قریب والے اختلاف کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ جس اول اختلاف سے یہ جدا ہوئے ہیں اسی کا اعتبار ہوگا۔ اور اپنے نمبر پر ان کو اُسی اختلاف سے پڑھیں گے۔

(۴) مد بدل کے بارے میں دو قول ہیں: (۱) اول طول —— پھر توسط —— پھر قصر (۲) اس کا عکس یعنی اول قصر، پھر توسط، پھر طول۔ لیکن جمع الجمع میں شیوخ کے یہاں دوسرا قول معمول بہا ہے۔

(۵) اگر مد بدل کے ساتھ مد متصل، مد منفصل یا مد لازم کا قاعدہ بھی پایا جائے، تو اس

وقت تثلیث نہ ہوگی بلکہ صرف طول ہوگا۔ جیسے: بُرَءٰٓؤُا، جَآءُوْٓ اٰبَآءَهُمْ، اٰمِّيْنَ۔

فائدہ: اگر جمع الجمع کی صورت میں کوئی قراءت یا روایت چھوٹ جائے تو اسی قراءت یا روایت کا لوٹا لینا کافی ہے۔ تمام قراءتوں اور روایتوں کو لوٹانے کی ضرورت نہیں (غیث النفع صفحہ ۱۱)

فائدہ: سوسی کے لیے ادغام کبیر کے موقع پر مدغم کے مضموم ہونے کی صورت میں اسکان، روم، اشمام تین وجوہ ہوا کرتی ہیں۔ لیکن اگر مدغم فیہ بھی مضموم ہو، تو اس وقت اشمام نہ ہوگا، بلکہ اسکان و روم دو وجوہ ہوں گی۔ جیسے: اِنَّهٗ، هُوَ۔

ضابطۂ قراءات مقرر کرنے کی وجہ

ان اماموں کے شاگرد، پھر شاگردوں کے شاگرد بہت تھے، اور یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کے سب شاگرد صلاحیت و استعداد اور ضبط و اتقان میں برابر نہیں ہوتے۔ اس لیے ان میں بعض بہت زیادہ ذہین اور ذکی تھے، ان کا حافظہ قوی اور عقل کامل تھی۔ اور روایت میں بیحد محتاط تھے۔ اور بعض وہ تھے جن میں کسی وصف کی کمی تھی، اسی قدرتی تقسیم اور فرق کی وجہ سے اختلاف ظہور میں آنے لگا۔ اور قریب تھا کہ حق و باطل میں التباس ہو جائے اور غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھنے لگیں، وعدۂ الٰہی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ آڑے آ گیا، علماء امت میں سے محققین و ماہرین کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ قراءات کی صحت کا ایسا ضابطہ بنائیں جس سے قیامت تک کے لیے قراءات ہر قسم کے التباس اور خلط ملط کے اندیشہ سے محفوظ ہو جائیں، چنانچہ انھوں نے طرق و روایات کو جانچا۔ حروف کی پڑتال کی۔ متواتر کو آحاد سے، مشہور کو شاذ سے، اور صحیح کو فاسد سے ممتاز کیا۔ ان میں فرق کرنے کے لیے تین ارکان اور اصول مقرر فرمائے، جو ص:۶ پر درج ہیں۔ پس وہ وجہ صحیح ہوگی جس میں تینوں رکن موجود ہوں، خواہ وہ قراء عشرہ کے ماسوا سے ہو۔ اور اگر تینوں رکنوں میں سے کوئی رکن مختل ہو جائے،

تو وہ وجہ غیرِ صحیح ہوگی، خواہ وہ قراء سبعہ سے ہو یا عشرہ سے، کیوں کہ اصل اعتماد ان تین ارکان پر ہے نہ کہ ائمہ کی طرف انتساب پر۔

فائدہ: قراء سبعہ کی طرف انتسابِ قراءت کی وجہ کیا ہے، جب کہ ان سے پہلے اوران کے بعد اور حضرات بھی ماہرینِ فن تھے۔

جواب: ہم ایک متواتر طریق کے محتاج ہیں، جس سے اس وجہ کے قرآن ہونے کا یقین اور علم حاصل ہو جائے جو ہم تک پہنچی ہے۔ اسی لیے ناقلین نے ہر وجہ کی نسبت اس شخص کی طرف کی جو اپنے زمانے میں اس کو پڑھتا تھا۔ پس صحابہ کے زمانے میں حضرت عثمان، علی، زید بن مسعود اور اُبی رضی اللہ عنہم وغیرہ کی قراءت کہتے تھے۔ اور تابعین کے زمانے میں ابو جعفر اور مجاہد سلمی وغیرہ کی قراءت کہلاتی تھیں۔

پھر تابعین کے بعد علماء کئی حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک: وہ جنھوں نے اپنے آپ کو قرآن پڑھانے اور اس کا طریقۂ ادا سکھانے کے لیے فارغ کر لیا۔ دوسرے: وہ جو قرآن وحدیث سے مسائل نکالنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ تیسرے: وہ جو ان کے علاوہ دوسرے علوم میں مشغول ہو گئے۔ اور چوتھے: وہ جو مخلوق سے الگ تھلگ ہو کر خالص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پس جس نے جس علم کے لیے اپنے آپ کو فارغ کیا وہ اسی میں مشہور ہو گیا اور اس علم کی نسبت اسی کی طرف ہونے لگی۔ پھر جب ان ائمہ سبعہ وعشرہ کا زمانہ آیا تو چونکہ عوام وخواص سب ان پر اعتماد کرتے تھے۔ اور زمانے میں شدت کے ساتھ یہ احساس ہو رہا تھا کہ ان حضرات کے بعد اتنے بڑے عالم پیدا نہ ہو سکیں گے۔ اس لیے اس وقت کے بڑے بڑے علماء نے فن کی امامت کا عہدہ ان حضرات کے سپرد کیا۔ اور ان کو امام فن مان کر خود ان کے مقلد بن گئے، پھر ان حضرات کے شاگرد پوری دنیا میں پھیل گئے۔ وہ ان کے علوم کی درس وتدریس کے ذریعہ اشاعت کرتے۔ اور اپنی قراءات کو اپنے اساتذہ کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔ اس طرح قراءات ان ائمہ کی جانب منسوب ہو گئیں، اور آج تک انہیں کی طرف منسوب چلی آ رہی ہیں۔

حدیثِ سبعہ احرف کا بیان

امت کی آسانی اور سہولت کے پیش نظر قرآنِ کریم سبعہ احرف (سات حرفوں) پر نازل کیا گیا۔

سبعہ احرف سے مراد کیا ہے: اس بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔ لیکن علامہ دانی، اکثر محققین اور جمہور اہل ادا کی رائے یہ ہے کہ سبعہ احرف سے سات لغات مراد ہیں، پھر یہ سات لغات کس کس قبیلے کے ہیں اس بارے میں بھی کئی قول ہیں۔ مگر محقق جزری کی رائے کے موافق سب ہی قول ضعیف ہیں۔

سبعہ احرف ہی پر نازل ہونے کی وجہ: اکثر علماء کہتے ہیں کہ عرب کے بڑے بڑے قبیلے سات ہی تھے، یا فصیح لغات ہی سات تھے، اس لیے سات ہی حروف پر نازل ہوا۔ لیکن محقق کی رائے میں یہ دونوں قول بھی ضعیف ہیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ سبعہ سے سات کا مخصوص عدد مراد نہیں، بلکہ وسعت و کثرت مراد ہے۔ اعداد کے اندر اہل عرب کی عام عادت تھی کہ وہ سبعہ، سبعین اور سبع مائۃ بولتے تھے۔ اور اس سے متعین عدد کے بجائے کثرت مراد لیتے تھے۔

یہ توجیہ بظاہر تو عمدہ تھی، لیکن حقیقت کے اعتبار سے صحیح نہیں، کیوں کہ حدیث پاک[1]

---

[1] حدیث پاک میں ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن پاک کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک حرف پر لے کر آئے، تو میکائیل علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ زیادتی کی درخواست کیجئے۔ اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لیے آسانی کی درخواست کی، تو پھر دو حرفوں پر لے کر آئے۔ میکائیل علیہ السلام نے پھر کہا کہ زیادتی کی درخواست کیجئے، پھر آپ نے آسانی کا سوال کیا، تو تین حرفوں پر لے کر آئے۔ اور اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ شمار سات حرفوں تک پہنچ گیا۔ اور ابوبکرہ کی حدیث میں ہے کہ اس کے بعد میں نے میکائیل کو دیکھا، تو وہ خاموش ہو گئے، میں نے اس سے سمجھ لیا کہ اب شمار ختم ہو چکا ہے (اب اس پر زیادتی نہیں ہوگی) پس یہ دلیل ہے اس پر کہ متعین عدد مراد ہے نہ کہ کثرت۔ (النشر ص:۲۶)

سے معلوم ہوتا ہے کہ سبعہ سے متعین عدد مراد ہے نہ کہ کثرت۔

〈 محقق جزریؒ فرماتے ہیں کہ میں سبعہ احرف کی حدیث میں تیس سال سے زیادہ تک غور وفکر کرتا رہا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس کا ایک مطلب ظاہر فرمادیا، ممکن ہے کہ وہ صحیح ہو۔ وہ یہ ہے کہ سبعہ احرف سے لفظی اختلاف کی مندرجہ ذیل سات قسمیں مراد ہیں، کیوں کہ قراءت صحیح ہو یا شاذ، ضعیف ہو یا منکر، اس میں سات طرح کا اختلاف ہوگا۔

(۱) حرکات میں اختلاف ہو۔ لفظ کی صورت اور معنی میں نہ ہو۔ جیسے: قَرْحٌ، قُرْحٌ۔

(۲) حرکات اور معنی میں اختلاف ہو، لفظ کی صورت میں نہ ہو۔ جیسے: اَخَذَ، اُخِذَ۔

(۳) حروف اور معنی میں اختلاف ہو۔ صورت میں نہ ہو۔ جیسے: تَبلُوْا، تَتلُوْا۔

(۴) حروف اور لفظ کی صورت میں اختلاف ہو، معنی میں نہ ہو۔ جیسے: الصِّرَاطَ اَلسِّرَاطَ۔

(۵) حروف، معنی اور صورت تینوں ہی میں اختلاف ہو۔ جیسے: وَلَا يَأْتَلِ وَلَا يَتَأَلَّ۔

(۶) کلمہ کی تقدیم وتاخیر میں اختلاف ہو۔ جیسے: وَ قٰتَلُوْا، وَ قُتِلُوْا، وَ قٰتِلُوْا، وَ قُتِلُوْا۔

(۷) حروف کی زیادتی وکمی میں اختلاف ہو۔ جیسے: وَسَارِعُوْا، سَارِعُوْا۔ 〉

فائدہ: (۱) عوام کے گمان کے موافق سبعہ احرف سے قراءِ سبعہ کی سات قراءتیں مراد نہیں ہیں، اس لیے کہ جب آپ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔ اس وقت قراء سبعہ تو پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ ان میں سے اکثر کا زمانہ دوسری صدی ہجری ہے۔

(۲) قراء سبعہ کی سات قراءتیں بھی سبعہ احرف میں داخل ہیں۔ اور سبعہ احرف کا جز ہیں۔

خاتمہ

ایک آیت کے جمع وقفی میں پڑھنے کی ترکیب میں

جن آیات میں کئی کئی وجوہ ہوتی ہیں۔ مبتدی کو ان آیات کے جمعاً پڑھنے میں دشواری پیش آتی ہے، اس لیے خاتمہ میں ایک ایسی آیت درج کی جاتی ہے جو جمع کی ترکیب کے اعتبار سے مشکل ہے، اس میں قراءات سبعہ کے جمعاً پڑھنے کی ترکیب بتائی جاتی ہے۔ تاکہ طلبہ اس آیت کو نمونہ بنا کر اس طرح کی دوسری آیات کو جمعاً پڑھنے کا طریق خود ہی سمجھ لیں۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

ورش کے لیے: اٰدَمُ وَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ میں مد بدل۔ الْاَسْمَآءَ میں نقل اور مد۔

خلف کے لیے: الْاَسْمَآءَ میں سکتہ اور مد۔

خلاد کے لیے: الْاَسْمَآءَ میں سکتہ، ترکِ سکتہ اور مد۔

هٰٓؤُلَآءِ اِنْ: قالون، بزی: تسہیلِ ہمزۂ اولیٰ مع المد والقصر و تحقیقِ ثانیہ۔

ورش، قنبل: دو وجہیں۔ (۱) تحقیقِ اولیٰ و تسہیلِ ثانیہ۔ (۲) تحقیقِ اولیٰ و ابدالِ ثانیہ بیاءِ ساکنہ۔

ورش کے لیے: ایک تیسری وجہ بھی ہے۔ ابدالِ ہمزۂ ثانیہ بیاءِ مکسورہ۔

بصری: اسقاطِ ہمزۂ اولیٰ مع المد والقصر۔

باقین: تحقیق ہمزتین مثل حفص۔

اب پڑھنے کی ترتیب اس طرح ہوگی:

قالون: (۱) ترک صلہ پر هٰٓؤُلَآءِ اِنْ میں تسہیلِ اولیٰ کے ساتھ چار وجہیں:

(۱) قصر بالقصر بالتسہیل (۲) قصر بالتوسط بالتسہیل (۳) توسط بالقصر بالتسہیل (۴) توسط

بالتوسط بالتسہیل۔

(۲) میم جمع کے صلہ پر بھی وہی چار وجہیں۔(۱) قصر بالقصر بالتسہیل (۲) قصر بالتوسط بالتسہیل (بزی کی بھی یہی دو وجہیں ہیں)(۳) توسط بالقصر بالتسہیل (۴) توسط بالتوسط بالتسہیل۔پس قالون کی کل آٹھ وجہیں ہوگئیں جن میں سے دو ناجائز ہیں[1]۔

ورش:(۱) اٰدَمُ کے قصر مع النقل پر۔ ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ میں وجوہِ ثلثہ:

(۱)طول مع الطّول مع تسہیلِ ثانیہ(۲) طول مع الطّول مع ابدالِ ثانیہ بیاءِ ساکنہ (۳)طول مع الطّول مع ابدالِ ثانیہ بیاءِ مکسورہ۔

---

[1] محققؒ اور صاحب غیثؒ نے صلہ اور عدم صلہ دونوں صورتوں میں تیسری صورت یعنی ھا کے مد کے ساتھ اُلَآءِ میں قصر کو ناجائز اور ضعیف بتایا ہے۔اور بہت سے قراء کا عمل بھی اس وجہ کے ترک پر ہے۔کیوں کہ متصل کا ہمزہ تسہیل کے بعد بھی منفصل سے قوی ہے،اس لیے مد منفصل میں مد کے ساتھ متصل میں قصر نہ ہونا چاہیے،مگر علی ضباعؒ نے اس کو جائز بتایا ہے اور اتحاف البریہ کا یہ شعر نقل کیا ہے:

وفی ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ مُدُّھَا مَعْ قَصْرِمَا ❁ تَلَاهُ لَهُ امْنَعْ مُسْقِطًا لَّا مُسَھِّلَا

یعنی ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ میں ھَا میں مد اور اس کے پاس والے (اُلَآءِ) میں قصر۔ہمزہ کے حذف کرنے کی صورت میں (دوری کے لیے) ناجائز ہے تسہیل کی حالت میں (قالون کے لیے ناجائز) نہیں۔

اور یہ دلیل کہ متصل کا ہمزہ تسہیل کے بعد بھی منفصل سے قوی ہے۔اس لیے منفصل میں مد کے ساتھ متصل میں قصر نہ ہونا چاہیے۔اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اگر یہ بات مان لیں تو لازم آئے گا کہ جب الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ میں بحالت وصل میم کی عارضی حرکت کا اعتبار کر کے قصر کیا جائے تو آگے لَآ اِلٰهَ کے مد منفصل میں مد ناجائز ہو۔کیوں کہ مد لازم سب مدوں میں قوی ہے،جب اسی میں قصر ہو گیا تو منفصل میں بدرجۂ اولیٰ قصر ہونا چاہیے،حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔پس مناسب یہ ہے کہ اس وجہ کو بھی جائز قرار دیا جائے (عنایات رحمانی ص:۲۰۴)

(۲) اٰدَمُ کے توسط مع النقل پر۔ ھٰٓؤُلَآءِ اِنۡ میں وہی تین وجہیں۔

(۳) پھر اٰدَمُ کے طول مع النقل پر۔ ھٰٓؤُلَآءِ اِنۡ میں وہی تین وجہیں۔

پس ورش کی کل نو وجہیں ہوگئیں۔

قنبل: میم جمع کے صلہ کے ساتھ، ھٰٓؤُلَآءِ اِنۡ میں دو وجہیں:

(۱) قصر مع التوسط مع تسہیلِ ثانیہ (۲) قصر مع التوسط مع ابدالِ ثانیہ بیاءِ ساکنہ۔

دوری بصری: ھٰٓؤُلَآءِ اِنۡ میں چار وجہیں ہیں، مگر چوتھی وجہ ناجائز ہے، جو حاشیہ[۱] میں درج ہے۔

(۱) قصر مع القصر بالحذف (۲) قصر مع التوسط بالحذف (سوسی کی بھی صرف یہی دو وجہیں ہیں) (۳) توسط مع التوسط بالحذف۔

شامی: مثل عاصم وکسائی۔

حمزہ: اَلۡاَسۡمَآءَ میں سکتہ کے ساتھ۔ مدوں میں طول۔

خلاد: اَلۡاَسۡمَآءَ میں عدم سکتہ کے ساتھ، مدوں میں طول۔

تنبیہ: اور اگر اسی آیت کو جمع عطفی میں پڑھیں تو پڑھنے کی ترتیب یہ ہوگی۔

ھٰٓؤُلَآءِ اِنۡ: (۱) پہلے قالون کے لیے ترک صلہ پر ھٰٓؤُلَآءِ اِنۡ میں تسہیل اولیٰ کے ساتھ چار وجہیں: (۱) قصر بالقصر بالتسہیل (۲) قصر بالتوسط بالتسہیل (۳) توسط بالقصر بالتسہیل (۴) توسط بالتوسط بالتسہیل۔

---

[۱] چوتھی وجہ: توسط مع القصر بالحذف۔ قالون کی تیسری اور چھٹی وجہ کے برخلاف ان کی یہ وجہ ناجائز ہے، کیوں کہ اگر ھٰٓؤُلَآءِ اِنۡ میں جمہور کی رائے کے موافق پہلے ہمزہ کو محذوف مانیں تب توھَا کی طرح اُولَآءِ کا مد بھی منفصل ہوگا۔ اور ایک قسم کے دو مدوں میں فرق کرنا جائز نہیں، پس جب اول میں مد ہے تو ثانی میں بھی مد ہی ہونا چاہیے —— اور اگر دوسرے ہمزہ کو محذوف مانیں، تو اُولَآءِ کا مد متصل ہوگا، اور ھَا کے مد منفصل کے ساتھ متصل میں قصر کرنے سے ضعیف کو قوی پر ترجیح ہوجائے گی (عنایاتِ رحمانی)

(۲) پھر اس پر عطف کریں گے بصری کی وجوہ ثلثہ کو یعنی (۱) قصر مع القصر بالحذف (۲) قصر مع التوسط بالحذف (اس میں سوسی کی دو وجہیں آگئیں) (۳) توسط مع التوسط بالحذف۔

(۳) پھر عطف کریں گے شامی کو۔ عاصم وکسائی بھی شریک ہو جائیں گے۔

(۴) پھر قالون کے لیے میم جمع کے صلہ پر وہی چار وجہیں پڑھیں گے ــــ یعنی (۱) قصر بالقصر بالتسہیل (۲) قصر بالتوسط بالتسہیل (ان دو میں بزی شریک ہوگئے) (۳) توسط بالقصر بالتسہیل (۴) توسط بالتوسط بالتسہیل (ان دو میں بزی شریک نہیں ہوں گے کیوں کہ بزی مد منفصل میں توسط نہیں کرتے)

(۵) پھر قنبل کے لیے پڑھیں گے دو وجہیں: (۱) قصر مع التوسط مع تسہیل ثانیہ۔ (۲) قصر مع التوسط مع ابدالِ ثانیہ بیاءِ ساکنہ۔

(۶) پھر أدَمُ کے قصر مع النقل پر ورش کے لیے وجوہِ ثلثہ یعنی طول مع الطول مع تسہیلِ ثانیہ (۲) طول مع الطّول مع ابدالِ ثانیہ بیاءِ ساکنہ (۳) طول مع الطّول مع ابدالِ ثانیہ بیاءِ مکسورہ۔

(۷) پھر خلف کے لیے الأَسْمَآءَ پر سکتہ کر کے پڑھیں گے (ایک وجہ خلاد کی بھی ہو جائے گی)

(۸) پھر خلاد کے لیے ترک سکتہ والی وجہ کو پڑھیں گے۔

(۹) پھر أدَمُ کے توسط مع النقل پر ورش کی وہی پہلی تین وجہیں پڑھیں۔

(۱۰) پھر أدَمُ کے طول مع النقل پر وہی پہلی تین وجہیں پڑھ کر اختلاف کو پورا کر دیں گے۔

یہاں پر تالیف ''اصول القراءات'' الحمد للہ پوری ہوگئی۔ اب آخر میں مؤلفِ پُر تقصیر ابواخلد طلبۂ عزیز سے دعاء کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس کو طلبۂ قراءات کے لیے نافع اور مفید بنائیں۔ اور غلطیوں وکوتاہیوں پر نظر نہ فرماتے ہوئے اس خدمت کو شرفِ قبول عطا فرما کر مؤلف اور اس کے اہل وعیال کو ہمیشہ ہمیش خدمتِ قرآن کی توفیق عطا فرماتے رہیں۔

آمین

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

وَمَامِنْ كَاتِبٍ إِلَّا سَيَبْلٰى ❁ وَيَبْقَى الدَّهْرَ مَا كَتَبَتْ يَدَاهُ

جتنے بھی لکھنے والے ہیں سب بوسیدہ ہو جائیں گے (اور ان کی ہڈیاں گل سڑ جائیں گی) لیکن جو ان کے ہاتھوں نے لکھا ہے وہ ایک زمانہ تک باقی رہے گا۔

فَلَا تَكْتُبْ بِكَفِّكَ غَيْرَ شَيْءٍ ❁ يَسُرُّكَ فِي الْقِيٰمَةِ أَنْ تَرَاهُ

تو تم اپنے ہاتھوں سے وہی مضمون لکھو جس کو دیکھ کر تم قیامت میں خوش ہو جاؤ۔

يَلُوْحُ الْخَطُّ فِي الْقِرْطَاسِ دَهْرًا ❁ وَكَاتِبُهُ رَمِيْمٌ فِي التُّرَابِ

تحریر کاغذ پر ایک زمانہ تک چمکتی رہتی ہے، حالاں کہ اس کا لکھنے والا مٹی میں مل کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْهَدْيِ وَالْهُدٰى

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

جمشید علی قاسمی

استاذ تجوید وقراءات دار العلوم دیوبند

۱۱/اپریل ۲۰۱۱ء دوشنبہ